خلافت راشدہ — یا اللہ مدد — حق چار یارؓ

تاریخ اسلام

دنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟ (حصہ دوم)

خلیفۃ النبی ﷺ، المظلوم الامین

سیرت

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

افادات

وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

مولانا حافظ عبد الوحید الحنفی

مرحبا اکیڈمی

یا اللہ مدد

اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حق چار یار

سیرت خلفاءِ راشدینؓ

تاریخِ اسلام
دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟
(حصہ دہم)

حضرت

عُثمان ذُوالنّورَین

رضی اللہ عنہ

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلۂ اشاعت نمبر 38

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو
سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ، چکوال
0543-551148

عبدالوحید

☆☆☆☆

نام کتاب: تاریخ اسلام (حصہ دہم) سیرت حضرت عثمانؓ ذوالنورین

سلسلۂ اشاعت: 38 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0313-5128490

صفحات: 224

قیمت: 150 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ پنوال روڈ چکوال

طباعت: 27 رمضان المبارک 1433ھ 16 اگست 2012ء بروز جمعرات

ناشر: کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

ویب سائیٹ: www.khudamahlesunat.com

حافظ عبدالوحید الحنفی

ملنے کے پتے:

اعوان بک ڈپو بھون روڈ چکوال 0543-553546

مکتبہ رشیدیہ بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ عثمانیہ بالمقابل دارلعلوم کراچی نمبر 14

اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5

مکتبہ انوار القرآن گلی دارالعلوم حنفیہ چکوال 0321-5974344

مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

سیرتِ عثمان ذُوالنُّورَین رضی اللہ عنہ 7
عبد شمس بن مناف بن قصی کی اولاد . 7
قبول اسلام 12
پہلے پہلے اظہارِ اسلام کرنے والے آٹھ مسلمانوں میں حضرت عثمانؓ شامل ہیں 13
قبول اسلام پر حضرت عثمانؓ پر جبر و تشدد 15
حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی خصوصیات 15
ایک اعتراض اور اس کا جواب...... 24
حضرت رقیہؓ 31
حضرت ام کلثومؓ 32
ایک انوکھی جہالت 35
حضرت عثمانؓ دامادِ رسول ﷺ 38
حضرت عثمانؓ کی ہجرتِ حبشہ مع دخترؓ رسول ﷺ 40
حضرت عثمانؓ سے دختر رسول ﷺ حضرت اُمّ کلثومؓ کا نکاح............ 42
شامت تقیہ 44
کیا دین چھپانا باعث عزت ہے؟ 50
انفاق فی سبیل اللہ.................. 55
جہاد فی سبیل اللہ.................. 62
غزوۂ بدر کی افضلیت 63
ابوالاعلیٰ مودودی کی جارحانہ تنقید.... 66
حضرت عثمانؓ کی ہجرت حبشہ 77
حضرت عثمانؓ کا حضرت ابن عوفؓ سے عقد مواخاۃ 78
مدینہ میں نیابت رسول اللہ ﷺ ... 78
مناقب خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم 80
حضرت ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے فضائل 80
حضرت عثمانؓ کو جنت کی بشارت 80
جیش عسرۃ میں حضرت عثمانؓ کا مال دینا 82
جیش عسرۃ میں حضرت عثمانؓ کو بشارت 84
بیعت رضوان اور حضرت عثمانؓ کی شان 85
حضرت عثمانؓ کا باغیوں کو جواب.... 86
عثمانؓ فتنوں میں راہ راست پر ہوں گے 89
خلافت کی بشارت قمیص سے مثال.. 90
حضور ﷺ کی حضرت عثمانؓ کو صبر کی وصیت............................ 90
حضور ﷺ کی عثمانؓ کو وصیت 91
حضرت عثمانؓ کی اتباع کا حکم........ 92

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی حفظہ

عثمانؓ کا صحابہ میں مقام 93
حضرت عثمانؓ پر اعتراض کا جواب .. 93
حضور ﷺ کا خواب خلافت عثمانؓ کی بشارت 97
خلافتِ نبوت 98
ایک خواب حضور ﷺ کی تعبیر۔ خلافت نبوت 98
خلفاء ثلاثہ کی شان 99
شان حضرت عثمانؓ 100
حضرت عثمان جنت میں حضور ﷺ کے رفیق 101
خلافتِ حضرت عثمانؓ 101
حضرت عثمانؓ اور کرتہ خلافت.... 102
میری اُمت میں سب سے زیادہ حیاء والے 103
سب سے زیادہ حیاء والے عثمان... 103
خلفاء ثلاثہؓ حضرت علیؓ المرتضیٰ کی نظر میں 104
سب صحابہؓ بھائی بھائی ہوں گے 104
حضرت عمرؓ کی نظر میں حضرت عثمانؓ کا مقام 105
حضرت عثمانؓ کی جزوی ۱۰ خوبیاں. 106
حضرت عثمانؓ کی فضیلت 107
حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین کس لئے کہتے ہیں؟ 108
حضرت عثمانؓ جنت میں رفیق ہوں گے 109
حضرت عثمانؓ نے کبھی گانا نہیں گایا 110
حضرت عثمانؓ کی مسلمانوں کے لئے خدمات 111
حضرت عثمانؓ کا محاصرین سے خطاب 112
حضور ﷺ کی بیٹی سے عثمانؓ کا نکاح 113
ایک رکعت میں ختم قرآن........ 114
حضرت عثمانؓ کا اتمام حدیث....... 116
حضرت عثمانؓ کی شب بیداری..... 117
حضور ﷺ عثمانؓ سے راضی تھے. 117
حضرت عثمانؓ کے ارشادات....... 118
عثمانؓ حضور ﷺ کے ہم نشین اور دوست.......................... 120
حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے اسلام لانے کا واقعہ 121
استخلافہ (جانشین عثمان) رضی اللہ عنہ 128
جانشین عثمانؓ کون ہو؟ 129
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ اور شہادت 129
حضرت عثمانؓ کا دو بلوایوں سے خطاب

عبد الوحید الحنفی

.................................130
حضرت عثمانؓ پر مصری بلوائی کا حملہ 131
حضرت عثمانؓ کو خواب میں حضورﷺ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی زیارت 132
شہادت سے پہلے خواب 133
حضرت عثمانؓ کا جواب، بلوائیوں کے اعتراض کا ردّ 134
حضرت عثمانؓ کا پانی بلوائیوں نے بند کر دیا 137
حضرت عثمانؓ کی بلوائیوں کو نصیحت 139
حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کے دوران خطاب 141
محاصرہ کے دوران حضرت علیؓ نماز پڑھاتے تھے 143
حضرت علیؓ المرتضیٰ کا شہادتِ عثمانؓ پر افسوس 144
محاصرہ کے دوران حضرت علیؓ المرتضیٰ کا پیغام 147
حضرت علیؓ المرتضیٰ کا شہادتِ حضرت عثمانؓ پر ارشاد 147
حضرت عثمانؓ کی شہادت پر حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ارشاد 148
حضرت عثمانؓ کی خلافت، خلافتِ نبوت تھی 149
حضرت عثمانؓ کے قاتل دوزخ میں جائیں گے 150
حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی شہادت کی پیشگوئی 150
حضرت عثمانؓ کی پیشگوئی: علیؓ پر ماتم کیا جائے گا 151
حضرت علیؓ المرتضیٰ کی پیشگوئی جو ظاہر ہوئی 152
عثمانؓ ذوالنورین کا ارشاد، محمد بن ابی بکرؓ کی تصدیق 153
محمدؓ بن ابی بکرؓ 157
حضرت عثمانؓ ذوالنورین کا خطبہ اور اپنی صفائی 163
حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی شہادت، بشارت 167
حضرت عثمانؓ ذوالنورین کا وصیت نامہ 169
سیرتِ حضرت عثمانؓ ذوالنورین 171
مجلس شوریٰ ، انتخاب خلیفہ کے لیے 174
حضرت عثمانؓ بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت 176
عہد عثمانیؓ میں فتوحات 179
مصر و افریقہ کی فتوحات 179
مہم (۷۴) اسکندریہ کی بغاوت (۲۴ھ مطابق

۶۴۵ء) 179
مہم (۷۵) آذربائیجان اور آرمینیہ کی بغاوت 180
مہم (۷۶) ایشیائے کوچک کی فتوحات 180
مہم (۷۷) شمالی افریقہ کی فتوحات ... 181
مہم (۷۸) قیصر قسطنطنیہ کو شکست ... 181
مہم (۷۹) قبرص کی فتح 181
مشرقی فتوحات 182
مہم (۸۰) فارس پر دوبارہ قبضہ (۲۴ھ مطابق ۶۴۴ء) 182
مہم (۸۱) طبرستان کی فتح (۳۰ھ) ... 184
مہم (۸۲) خراسان کی فتح (۳۱ھ) 184
مہم (۸۳) طخارستان کی فتح (۳۲ھ مطابق ۶۵۱ء) 184
مہم (۸۴) کرمان اور سجستان (۳۲ھ) 184
مہم (۸۵) دوار، غزنی اور کابل کی فتح (۳۳ھ / ۶۵۲ء) 185
مہم (۸۶) فتح سندھ۔مکران 185
حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو امیر حج مقرر کیا 187
امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین کا تاریخی مکتوب 188
آیات سے استدلال 188
امن و اتحاد کی ضرورت 192
نااتفاقی کی مذمت 193
مخالفت کا حشر 194
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ 200
مکالمۂ عزل حضرت عثمانؓ ذوالنورین 201
حضرت عثمانؓ کو شہادت کی حضور ﷺ اور شیخینؓ کی بشارت 204
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت 208
شہادتِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ 212
حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت 213
عثمانؓ نے کیا چھوڑا؟ کتنے دن زندہ رہے اور کہاں دفن ہوئے؟ 214
تاریخ شہادت 215
شہادت کا وقت 216
حضرت عثمانؓ کا دفن و جنازہ 216
نماز جنازہ گروہ در گروہ آ کر اہل مدینہ نے پڑھا 218
اہل السنت و الجماعت کون ہیں؟ 219
ہارون الرشید کا حضرت عثمانؓ کے متعلق استفسار 219
شہادتِ عثمانؓ کے بعد کا ذکر 220
رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ نے جو کچھ کہا 220
دورِ عثمانیؓ کے اہم واقعات 222

سیرتِ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بِفَضْلِهِ الْعَظِیْم

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ كَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم

وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَخُلَفَاءِهِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

عبد شمس بن مناف بن قصی کی اولاد

حضرت عثمانؓ کا نسب: (۱) عثمانؓ بن (۲) عفان بن (۳) ابی العاص بن (۴) امیہ بن (۵) عبد شمس بن (۶) عبد مناف بن (۷) قصی قریشی اموی ہیں۔ ان کا نسب پانچویں پشت عبد مناف میں رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں حضرت عثمانؓ کی کنیت ابو عَمرو تھی۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۷۴)

حضرت عثمانؓ کی والدہ کا نسب: اروٰی بنت اُم حکم کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہے۔

عبداللہ بن عامر کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ اور اروٰی کی والدہ بیضاء بنت عبدالمطلب تھی جو کہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ اس

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

نسبت سے حضرت عثمانؓ بن عفان حضور ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی کے بیٹے تھے۔ (أسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ حصہ ششم ص ۵۱۶)

یعنی حضرت عثمانؓ کی نانی آنحضرت ﷺ کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی حقیقی بہن تھیں جو حضرت عبداللہ کے ساتھ توام میں (جڑواں) پیدا ہوئیں۔

حضرت عثمانؓ کی ولادت: سن ولادت ۵۷۴ء یا ۵۸۱ء یا ۵۹۳ء روایت کی جاتی ہے۔

حضرت عثمانؓ جب اسلام لائے تو اُس وقت اُن کی عمر پہلی روایت کے حساب سے ۳۴ سال بنتی ہے، دوسری روایت کے تحت ۲۷ سال تھی، جب کہ تیسری روایت کے حوالے سے ۱۵ سال تھی۔

اگر سالِ ولادت ۵۷۴ء ہو تو شہادت کے وقت عمر ۸۲ سال تھی۔ اگر ولادت ۵۸۱ء میں ہوئی ہو تو شہادت ۷۵ سال کی عمر میں پائی۔ اگر سالِ ولادت ۵۹۳ء درست ہو تو بوقت شہادت عمر ۶۳ برس تھی۔

(تاریخ طبری ج ۳ حصہ اول ص ۴۷۷، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۷۴)

حضرت عثمانؓ کی پہلی زوجہ: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ[1] کا ان کے ساتھ نکاح کر دیا۔ ان دونوں نے حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی۔ پھر مکہ لوٹ آئے اور مدینہ کی طرف ہجرت

---

[1] رقیہؓ بنت رسول اللہؐ (فروع کافی ج ۱ ص ۱۳۳)۔ اُختِ فاطمہؓ (بحار الانوار ج ۱۰ ص ۲۱)

کی۔(اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ حصہ ششم ص ۵۱۷)

حضرت رقیہؓ سے حضرت عثمانؓ کے بیٹے عبداللہ حبشہ میں پیدا ہوئے۔[1] حضرت عثمانؓ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ مسلمانوں نے انہیں ابو عبید اللہ کی کنیت سے پکارا۔

عبداللہ چھ سال کے ہوئے تو مرغ نے اُن کی آنکھوں میں چونچ مار دی، جس سے وہ بیمار ہوئے اور جمادی الاولیٰ ۴ھ میں عالم جاودانی میں تشریف لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن پر نماز پڑھی اور ان کی قبر میں عثمانؓ بن عفان اُترے۔

ان کی قبر میں نبی ﷺ خود بھی اُترے تھے، یہ زبیر بن بکار کا قول ہے۔ ان کا تذکرہ ابن مندہ اور ابو نعیم نے لکھا ہے۔

(طبقات ابن سعد حصہ سوم ص ۱۵۶، اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ حصہ ششم ص ۵۱۶)

(۲) شیعہ مؤرخ مسعودی نے لکھا ہے:

آپ کی اولاد میں عبداللہ اکبر اور عبداللہ اصغر تھے جو بنت رسول ﷺ حضرت رقیہؓ کے بطن سے تھے۔ حضرت عبداللہ اکبر اپنے غیر معمولی حسن وجمال کی وجہ سے بڑی شہرت رکھتے تھے۔

عبداللہ اصغر ۶۷ سال کی عمر تک زندہ رہے۔(تاریخ مسعودی ج ۲ ص ۲۶۷)

---

[1] حضرت رقیہؓ کے بطن سے آنحضرت ﷺ کے نواسے حضرت عبداللہ پیدا ہوئے۔(حیات القلوب ج ۲ ص ۷۱۹)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

آپ کی دوسری ازواج سے اولاد یہ تھی: (۱) ابان (۲) خالد (۳) سعید (۴) ولید (۵) مغیرہ (۶) عبدالملک۔ اور بیٹیاں یہ تھیں: (۱) اُم ابان (۲) اُم سعید (۳) اُم عمرو (۴) عائشہ۔

(تاریخ مسعودی مؤرخ ابوالحسن بن حسن بن علی المسعودی ج ۲ ص ۲۶۷)

دوسری زوجہ حضرت اُمّ کلثومؓ : رسول اللہ ﷺ نے حضرت رقیہؓ[1] کے انتقال کے بعد حضرت عثمانؓ بن عفان سے حضرت اُمّ کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا نکاح کر دیا۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

ان کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں اُس کا نکاح بھی عثمانؓ سے کر دیتا۔ (طبقات ابن سعد حصہ سوم ص ۱۵۸)

تیسری زوجہ فاختہ بنت غزوان: ان سے عبداللہ اصغر تھے جو لاولد وفات پا گئے۔ ان کی والدہ فاختہ بنت غزوان بن جابر بن نسیب بن وہیب بن زید بن مالک بن عبد عوف بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان تھی۔

چوتھی زوجہ اُمّ عمرو بنت جندب: ان سے پانچ بچے عَمرو[2]، خالد،

---

[1] اصولِ کافی کلینی میں ہے: آنحضرت ﷺ کے ہاں حضرت خدیجہؓ کے بطن سے جو لڑکیاں پیدا ہوئیں، وہ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت اُمِّ کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ تھیں۔ (اصول کافی مع شرح صافی ج ۳ ص ۱۴۶ مطبوعہ لکھنؤ)

[2] حضرت عثمانؓ کے بیٹے عمرو بن عثمان کے لڑکے زید بن عمرو بن عثمان کے نکاح میں حضرت امام حسینؓ کی بیٹی حضرت سکینہ بنت الحسین تھیں، جن کا نام اخیمہ بھی آتا ہے۔ جو حضرت عثمانؓ کے

ابان[1]، عمرو مریم تھے۔ ان کی والدہ اُمّ عمرو بنت جندب بن عمرو بن حُمَمَہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لوئی بن عامر بن غنم بن دہمان بن منہب بن درسی قبیلہ ازد میں سے تھیں۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۵۸)

عمرو بن عثمانؓ کے بیٹے زید بن عمرو کا نکاح حضرت سکینہ بنت حسینؓ کے ساتھ ہوا۔ (وفیات الاعیان ج۲ ص۳۲۹)

پانچویں زوجہ بنت الولید بن عبد شمس: ان سے (۱) ولید بن عثمانؓ (۲) سعید (۳) اُمّ سعید تھے۔ ان کی والدہ بنت الولید بن عبد شمس بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم تھیں۔

چھٹی زوجہ اُمّ البنین: ان سے عبد الملک بن عثمانؓ ہوئے جو لاولد فوت ہوئے۔ اُن کی والدہ اُم البنین بنت عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری تھیں۔

ساتویں زوجہ رملہ بنت شیبہ: ان سے عائشہ[2] بنت عثمانؓ، اُم ابان، اُم عمرو تھے۔ اُن کی والدہ رملہ بنت شیبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد

پوتے زید بن عمرو کے نکاح میں آئی تھیں۔ (معارف ص۸۷ مصر، تاریخ امیر علی ص ۲۰۲)

[1] ان میں سے ابان بن عثمانؓ نے مکہ میں بنی مروان کی نیابت کی یعنی وہاں اُن کی طرف سے حکمران رہے۔ (تاریخ مسعودی ترجمہ مروح الذہب و معادن الجواہر ص۲۶۷ مؤلفہ ابو الحسن بن حسین بن علی المسعودی المتوفی ۳۴۶ھ)

[2] عائشہ بنت عثمانؓ کا نکاح حضرت امام حسنؓ سے ہوا۔ اس طرح حضرت عثمانؓ ذوالنورین حضرت امام حسنؓ کے خسر تھے۔ (بحار الانوار ج۱۰ ص۲۳۰)

مناف بن قصی تھیں۔

آٹھویں زوجہ نائلہ: ان سے مریم بنت عثمانؓ تھیں۔ ان کی والدہ نائلہ بنت الفرافصہ بن الاحوص بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب قبیلہ کلب میں سے تھیں۔

نویں زوجہ اُم ولد: اُن سے اُم البنین بنت عثمانؓ تھیں۔ اُم البنین بنت عثمانؓ کی والدہ اُمّ ولد تھیں جو عبد اللہ بن یزید بن ابی سفیان کے پاس تھیں۔ (طبقات ابن سعد حصہ سوم خلفائے راشدینؓ ص ۱۵۷)

قبول اسلام

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان اور طلحہؓ بن عبید اللہ، زبیر بن العوامؓ کے نشان قدم پر نکلے۔ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ آپ ﷺ نے دونوں پر اسلام پیش کیا۔ انہیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ حقوق اسلام سے آگاہ کیا۔ اور اللہ کی جانب سے بزرگی کا وعدہ کیا تو دونوں ایمان لے آئے اور تصدیق کی۔

عثمانؓ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں حال ہی میں شام سے آیا ہوں۔ ہم لوگ معان اور الزرقا کے درمیان قریب سو رہے تھے کہ ایک منادی ہمیں پکارنے لگا کہ اے سونے والو! جلدی ہوا کی طرح چلو، کیوں کہ احمد ﷺ مکے میں آگئے۔ یہاں آئے تو ہم نے آپ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سنا۔

عثمانؓ کا اسلام قدیم تھا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دارالارقم میں داخل ہونے سے پہلے آپ مسلمان ہوئے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

اسلام لانے والے چوتھے شخص: حضرت عثمانؓ ذوالنورین پہلے پہلے اسلام لانے والے (مردوں میں) چوتھے شخص ہیں۔

(أسد الغابہ فی تمیز الصحابہؓ ج ۲ حصہ ہشتم ص ۵۱۶)

پہلے پہلے اظہارِ اسلام کرنے والے آٹھ مسلمانوں میں حضرت عثمانؓ شامل ہیں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ اسلام لائیں۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد

(۱) سب سے پہلے (غلاموں میں) حضرت زیدؓ بن حارثہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے غلام اسلام لائے۔

(۲) حضرت علیؓ المرتضیٰ (بچوں میں) سب سے پہلے اسلام لائے۔

(۳) حضرت ابو بکرؓ صدیق بن ابی قحافہؓ (آزاد مردوں میں) سب سے پہلے اسلام لائے۔ انہوں نے مسلمان ہوتے ہی نہ صرف اسلام کا اعلان کیا بلکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف دعوت

دینے لگے۔

حضرت ابو بکرؓ بن ابی قحافہؓ اپنی قوم میں مقبول اور محبوب تھے۔ نرم مزاج تھے۔ قریش میں سب سے زیادہ ذی نسب تھے اور ان کے نسب اور اس کی برائی بھلائی کے سب سے زیادہ واقف تھے۔ تجارت کرتے تھے اور حسن محبت کی وجہ سے ان کے پاس لوگ آیا کرتے تھے اور ان سے الفت رکھتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنی قوم کے ان افراد کو جن پر ان کو بھروسہ تھا اور جو ان کے پاس آکر شریک مجلس ہوتے تھے، اسلام کی دعوت دینا شروع کی۔ چنانچہ جیسا کہ ہمیں روایت پہنچی ہے، ان کے ہاتھ پر

(۴)حضرت عثمانؓ بن عفان (چوتھے نمبر پر)

(۵)حضرت زبیرؓ بن العوام (پانچویں نمبر پر)

(۶)حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف (چھٹے نمبر پر)

(۷)حضرت سعدؓ بن ابی وقاص (ساتویں نمبر پر)

(۸)حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ (آٹھویں نمبر پر)

مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جب انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کی دعوت قبول کر لی تو وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور یہ باقاعدہ اسلام لے آئے اور نماز پڑھی۔

یہ آٹھ ہیں جو اوّل اوّل اسلام لائے اور نماز پڑھی۔ رسول اللہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور جو پیغام اللہ کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے، اس پر ایمان لائے تھے۔ (تاریخ طبری ج ۲ حصہ اوّل ص ۶۹)

قبول اسلام پر حضرت عثمانؓ پر جبر و تشدد

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عثمانؓ بن عفان اسلام لائے تو انہیں اُن کے چچا حکم بن ابی العاص بن امیہ نے گرفتار کرلیا۔ انہیں رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ کیا تم اپنے باپ دادا کے دین سے نئے دین کی طرف پھرتے ہو۔ واللہ! میں تمہیں کبھی نہ کھولوں گا، تاوقتیکہ تم اس دین کو ترک نہ کردو، جس پر ہو۔ عثمانؓ نے کہا: واللہ! میں اسے کبھی ترک نہ کروں گا اور نہ اس سے ہٹوں گا۔ جب الحکم نے اپنے دین میں اُن کی سختی دیکھی تو انہیں چھوڑ دیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی خصوصیات

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ لکھتے ہیں:

قرآن حکیم کے موعودہ چار خلفائے راشدین حضرت صدیقؓ اکبر، حضرت فاروقؓ اعظم، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم

رضی اللہ عنہم کی خصوصیات اور فتوحات قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیے جاچکے ہیں اب قرآن مجید کے تیسرے موعودہ خلیفہ راشد حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی خصوصیات اور فتوحات پیش کی جارہی ہیں۔

ذوالنورین کا لقب: حضرت عثمانؓ کا لقب غنی بھی ہے اور ذوالنورین بھی۔ رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ یکے بعد دیگرے آپ کے ساتھ نکاح میں آئیں۔ اس نسبت سے آپ کا لقب ذوالنورین ہے۔ رحمت للعالمین ﷺ کے نور نبوت کے دو عکس (ٹکڑے) حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ چونکہ آپ کے نکاح میں آئیں' اس لیے آپ کو ذوالنورینؓ کہا جاتا ہے۔

حضرت رقیہؓ غزوۂ بدر کے دن وفات پا گئیں تو آنحضرت ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت اُمّ کلثومؓ کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔

پھر ۹ھ کو حضرت اُمّ کلثومؓ کا بھی انتقال ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے ہاں کوئی اور بیٹی ہوتی تو میں عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا۔

چار صاحبزادیاں: حضور رحمت للعالمین ﷺ کی حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے بطن سے چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت زینب' حضرت رقیہ' حضرت ام کلثوم' حضرت "فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہن اور علمائے انساب نے بھی اپنی کتابوں میں آنحضرت ﷺ کی ان چار

صاحبزادیوں کا ذکر کیا ہے لیکن دور حاضر کے شیعہ عموماً رسول اللہ ﷺ کی پہلی تین صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ باقی تین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے پہلے شوہر سے یا حضرت خدیجہؓ الکبریٰ کی بھانجیاں تھیں۔ البتہ آنحضرت ﷺ نے حضرت خدیجہؓ الکبریٰ کے نکاح کے بعد اپنے گھر میں ان کی پرورش کی تھی لیکن یہ محض ان شیعوں کی ضد بازی ہے۔ وہ دوسری صاحبزادیوں کا اس لیے انکار کرتے ہیں تاکہ حضرت عثمانؓ ذوالنورین کا رحمت للعالمین ﷺ کے داماد ہونے کا انکار کیا جاسکے کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت عثمانؓ حضور خاتم النبین ﷺ کے داماد تھے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ مومن بھی تھے اور صالح بھی تھے ورنہ آنحضرت ﷺ اپنی صاحبزادیوں کا نکاح کسی غیر مومن اور غیر صالح فاسق آدمی سے کیونکر کرسکتے تھے۔

لیکن یہ سب اہل تشیع کے وساوس ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ پہلی تین صاحبزادیوں کا حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی سگی بہنیں ہونا شیعہ مذہب کی مستند کتابوں سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ:

ا۔ شیعہ مذہب کی سب سے زیادہ مستند اور صحیح کتاب حدیث "اصول کافی" مولفہ ملا یعقوب کلینی ہے۔ "اصول کافی" مطبوعہ نولکشور لکھنؤ(۱۳۰۲ھ) کے ٹائٹل پر لکھا ہے:

خادم اہل سنت عبدالوحید حنفی

الذی قال امام العصر و حجۃ اللہ الملک الاکبر فی حق ھذا کاف لشیعتنا

"یعنی اصول کافی وہ کتاب ہے، جس کے حق میں امام زمانہ امام منتظر (یعنی حضرت مہدی) نے فرمایا (جن کا صدیوں سے انتظار کیا جا رہا ہے) کہ یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے"۔

اور اس کتاب کا نام الکافی امام زمانہ کے مذکورہ ارشاد کے تحت ہی رکھا گیا ہے۔ اور شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو (مقیم سرگودھا) نے بھی یہ تو تسلیم کر لیا ہے کہ اگرچہ عندالتحقیق اس کتاب کا امام العصر کی بارگاہ میں پیش ہونا اور آنجناب کا یہ فرمایا کہ الکافی کاف لشیعتنا پایا ثبوت کو نہیں پہنچ سکا مگر اس کا آنجناب کے مخصوص وکلاء کی موجودگی میں لکھا جانا اور اس حقیقت کا مسلم ہونا کہ یہ کتاب تمام ملت جعفریہ کی دینی فلاح و بہبود اور ان کی رشد و ہدایت کے لیے لکھی جا رہی ہے جو زمانہ غیبت میں (یعنی غار میں جا کر قیام کرنا اور لوگوں سے غائب ہو جانا) ان کی توجہ کا مرکز بنے گی۔ مگر اس کے باوجود اس کی رد میں نہ ناحیہ مقدمہ (جہاں امام مہدی روپوش ہیں) سے کسی توسیع مبارک کا صادر ہونا اور نہ وکلائے امام کا روکنا ٹوکنا۔

اس سے کم از کم ان کی تائید و رضائے سکوتی تو ضرور ہو جاتی ہے اور یہی امر اس کتاب کی وثاقت و جلالت کی قطعی دلیل ہے۔ (مقدمہ شافی

ترجمہ اصول کافی جلد اول صفحہ ۴) تو جب کتاب کافی کی تائید اور رضائے سکوتی ڈھکو صاحب کے نزدیک امام زمانہ سے ثابت ہوئی تو پھر اس کی ہر روایت قابل حجت ہو گی کیونکہ باعتقاد شیعہ امام معصوم تو سہو و نسیان سے بھی پاک ہوتا ہے اور امام زمانہ امت کے حالات سے واقف بھی ہیں تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ملا یعقوب کلینی کی اس تصنیف الکافی سے ناواقف رہیں۔ چنانچہ شیعہ ادیب اعظم مولوی ظفر حسن صاحب امروہوی لکھتے ہیں' ہمارا عقیدہ ہے کہ جب ہم اپنے ائمہ علیہم السلام کو اپنی مدد کے لیے بلاتے ہیں تو وہ ضرور آتے ہیں اور جب ان کے وسیلہ سے ہم دعا کرتے ہیں تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام زندہ ہیں۔ وہ ہر ایک عمل کو دیکھتے اور ہر پکارنے والے کی آواز سنتے ہیں۔ (عقائد الشیعہ ص ۱۰۲)

کتاب الکافی اور بنات اربعہ: اس الکافی میں رسول اللہ ﷺ کے حالات کے سلسلہ میں لکھا ہے:

و تزوج خدیجة وهو ابن و عشر بن شنة تولد له منها قبل مبعثه القاسم و رقيه و زينب و ام كلثوم وما ولد له بعد المبعث الا فاطمه عليها السلام و ان الظيب و الطاهر ولدا قبل مبعثه۔

ترجمہ:۔ "اور حضرت خدیجہ سے آپ نے جب شادی کی تو آپ کی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عمر بیس سال چند ماہ تھی (مشہور روایت ۲۵ سال ہے) اور بعثت سے قبل بطن جناب خدیجہ سے قاسم ورقیہ وزینب وام کلثوم پیدا ہوئے۔ (یہ روایت ضعیف ہے۔ یہ تینوں لڑکیاں حضرت کی پروردہ تھیں ہالہ خواہر خدیجہ کی بطن سے تھیں یہ روایت تقیۃً لکھی گئی) اور بعد بعثت بطن خدیجہ سے طیب و طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئیں"۔ (شافی ترجمہ اصول کافی جلد اول صفحہ ۵۴۴)

اصول کافی کے مترجم شیعہ ادیب اعظم ظفر حسن امروہوی ہیں۔ اصول کافی میں تو صاف طور پر لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شادی کے بعد حضرت خدیجہ کے بطن سے چاروں صاحبزادیاں پیدا ہوئیں لیکن مترجم مولوی ظفر حسن (امروہوی) یہ تاویل کر رہے ہیں کہ یہ روایت ازروئے تقیہ لکھی گئی ہے۔ ورنہ رسول خدا ﷺ کی صاحبزادی صرف حضرت فاطمہ تھیں اور پہلی تین صاحبزادیاں حضرت خدیجہ کے پہلے خاوند سے تھیں۔ یہ حضرت خدیجہ کی بھانجیاں تھیں جن کی پرورش رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی۔

۲۔ شیعی علامہ ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۰ھ) لکھتے ہیں:۔

بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ کی اولاد جناب خدیجہؓ کے بطن سے طاہر، قاسم، ام کلثوم، رقیہ، اور زینب ہیں۔ جناب فاطمہ کا نکاح حضرت امیر المومنین سے کیا اور زینب

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کو ابو العاص بن ربیعہ سے تزویج کیا جو بنی امیہ سے تھا اور ام کلثوم کا نکاح عثمان بن عفان سے کیا اور وہ قبل اس کے کہ ان کے گھر جاتیں رحمت الٰہی سے واصل ہو گئیں۔ ان کے بعد حضرت رقیہ کو ان سے تزویج فرمایا۔ اور حضرت کے دوسرے بیٹے ابراہیم مدینہ میں ماریہ قبطیہ سے متولد ہوئے' جن کو بادشاہ اسکندریہ نے مع ایک اشہب ٹٹو کے حضرت کو ہدیہ بھیجا تھا اور دوسرے ہدیے بھی تھے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر انہی حضرت سے روایت کی ہے کہ آنحضرت کی اولاد میں سے جناب خدیجہ کے شکم سے قاسم اور طاہر' ام کلثوم' رقیہ' زینب اور فاطمۃ زہراء پیدا ہوئیں اور جناب طاہر کا نام عبداللہ تھا۔ جناب فاطمہ کو آنحضرت ﷺ نے امیر المومنین سے اور زینب کو ابو العاص بن ربیعہ سے' وہ بنی امیہ میں سے تھا اور ام کلثوم کو عثمان بن عفان سے تزویج فرمایا اور ماریہ قبطیہ سے جناب ابراہیم پیدا ہوئے جو ام ولد نامی ایک کنیز تھیں۔

شیخ طوسی (متوفی ۴۶۰ھ) اور ابن شہر آشوب وغیرھم نے روایت کی ہے کہ سرور عالم ﷺ کی اولاد امجاد خدیجہ کے علاوہ اور کسی بیوی کے شکم سے پیدا نہیں ہوئی سوائے ابراہیم کے' جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے تین صاحبزادے تھے اول قاسم' اس لیے آنحضرت کی کنیت ابو القاسم تھی۔ وہ آنحضرت کی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

بعثت سے پہلے پیدا ہوئے دوسرے عبد اللہ جو بعد بعثت (یعنی نزول وحی اور اعلان رسالت) کے پیدا ہوئے تھے۔ اسی وجہ سے طاہر وطیب ان کا لقب ہوا۔

تیسرے ابراہیم اور بعض نے کہا کہ آنحضرت کے پانچ صاحبزادے تھے۔ عبد اللہ کے علاوہ طیب وطاہر دولڑکیوں کے نام سمجھے جاتے ہیں لیکن پہلا قول زیادہ مشہور اور صحیح ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ قاسم عبد اللہ سے پہلے پیدا ہوئے۔ لیکن بعض لوگ اس کے برعکس کہتے ہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ وہ دونوں کمسنی ہی میں مکہ معظمہ ہی میں رحمت الٰہی سے واصل ہو گئے تھے اور ابراہیم کی مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرت کی چار صاحبزادیاں تھیں اور جناب خدیجہ کے شکم سے تھیں۔ پہلی صاحبزادی جناب زینب تھیں۔ حضرت نے ان کی شادی بعثت سے پہلے اور کافروں کو لڑکیاں دینا حرام ہونے سے قبل ابو العاص بن ربیع سے کر دی تھی۔ ان سے امامہ بنت ابی العاص پیدا ہوئیں اور جناب امیر نے جناب فاطمۃ زہراء صلوت اللہ سلامہ علیھا کی وفات کے بعد ان کی معصومہ کی وصیت کے مطابق ان سے عقد فرمایا۔ اور ان حضرت کی شہادت کے بعد امامہ مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب کے نکاح میں آئیں ابو العاص جنگ بدر میں اسیر ہوئے تو جناب زینب اس گردن بند کو جو جناب خدیجہ نے ان کو دیا

خادم اہلسنت حافظ عبد الواحد

تھا آنحضرت کے پاس اپنے شوہر کے فدیہ میں بھیجا۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا تو جناب خدیجہ یاد آئیں اور گریہ فرمایا اور صحابہؓ سے خواہش کی کہ ان کا فدیہ معاف کر دیں اور ابو العاص کو بغیر فدیہ رہا کر دیں۔ صحابہؓ نے یونہی کیا اور انحضرت نے اس (یعنی ابو العاص) سے شرط کی کہ جب وہ مکہ جائے تو زینب کو آنحضرت کی خدمت میں بھیج دے۔ اس نے اپنے عہد کو پورا کیا اور آنحضرت ﷺ کے پاس بھیج دیا اس کے بعد خود مدینہ میں آکر مسلمان ہو گیا۔ جیسا کہ مجملاً اس سے پہلے گزر چکا اور زینب ۷ھ اور ایک روایت کے مطابق ۸ھ میں برحمت الٰہی واصل ہو گئیں۔

دوسری بیٹی رقیہ جن کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ ان کی شادی عتبہ پسر ابولہب سے مکہ میں کی تھی اور قبل اس کے کہ وہ اس گھر جاتیں اس نے ان کو طلاق دے دی۔ پھر مدینہ میں ان کو عثمان سے تزویج کیا۔ ان سے عبداللہ پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں ان کا انتقال ہو گیا اور رقیہؓ کی وفات مدینہ میں ہوئی جبکہ جنگ بدر واقع ہوئی تھی۔ تیسری بیٹی ام کلثومؓ تھیں رقیہؓ کے بعد ان کی شادی عثمانؓ سے ہوئی اور کہتے ہیں کہ وہ ۷ھ میں انتقال کر گئیں۔

(ترجمہ "حیات القلوب" جلد دوم مؤلفہ علامہ باقر مجلسی ۸۶۹ء تا ۸۷۱ء ترجمہ مولوی بشارت حسین صاحب کامل مرزاپوری ناشر امامیہ کتب خان' مغل حویلی اندرون موچی دروازہ حلقہ ۷۲' لاہور نمبر ۸)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

علامہ مجلسی کی منقولہ عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہی چاروں صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ پہلی تین لڑکیاں حضرت خدیجہؓ کے پہلے شوہر سے تھیں یا ان کی بھانجیاں تھیں بالکل بے بنیاد ہے۔ اور خود علامہ مجلسی نے بھی کتاب کے حاشیہ میں ان کی تردید کر دی ہے۔ چنانچہ مترجم لکھتے ہیں، مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ جو روایتوں سے ظاہر ہوا کہ جناب ام کلثومؓ کی تزویج اور وفات جناب رقیہؓ کی تزویج اور وفات سے پہلے واقع ہوئی۔ زیادہ قوی اور صحیح ہے۔ اگرچہ دوسری بات بھی زیادہ مشہور ہے اور علمائے خاصہ اور عامہ (یعنی اہلسنّت) کی ایک جماعت کا اعتقاد یہ ہے کہ رقیہؓ اور ام کلثومؓ جناب خدیجہ کی بیٹیاں پہلے شوہر سے تھیں، آنحضرتؐ نے ان کی پرورش کی تھی۔ وہ آنحضرتؐ کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ جناب خدیجہؓ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں اور دونوں اقوال کی نفی پر روایات معتبرہ دلالت کرتی ہیں۔

(ایضاً ترجمہ "حیات القلوب" جلد دوم صفحہ ۸۷۱)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اہل تشیع عموماً یہ کہا کرتے ہیں اور "حیات القلوب" کے مترجم مولوی بشارت حسین صاحب نے بھی یہی اعتراض دوہرایا ہے کہ:

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنّت

روایت سے قطع نظر اگر غور کیجیے تو عقلی حیثیت سے جناب رسول خدا کی جناب فاطمۃ الزہراء صلوت اللہ و سلامہ علیھا کے سوا کوئی اور کوئی صلبی بیٹی ہونا صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرتؐ نے سوائے جناب فاطمہؓ کے کسی کی فضیلت میں کوئی حدیث نہیں بیان فرمائی۔ اگر صلبی بیٹی کوئی اور ہوتی تو یقیناوہ بھی جناب فاطمہؓ کی ہم رتبہ و ہم پلہ ہوتی کیونکہ آنحضرتؐ کی تعلیم و تربیت کا اثر آپ کی اولاد پر یکساں ہونا چاہیے تھا۔ جناب فاطمہؓ کے جس قدر کارنامے مثل عبادت و سخاوت و ایثار وغیرہ وغیرہ کے کتب احادیث و تواریخ میں پائے جاتے ہیں' ان کا عشر عشیر بھی بلکہ کوئی ایک صفت بھی مثل ان کے اوصاف کے کسی اور بیٹی کی مذکورہ نہیں' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی کوئی اور بیٹی جناب سیدہ کے سوا تھی ہی نہیں ورنہ خود آنحضرتؐ کے رحم و کرم' شفقت و محبت' مساوات و رواداری پر حرف آتا ہے کہ باوجود آپ محبوب خدا اور سرتاج انبیاء اور رحمت للعالمین ہونے کے اپنی بیٹیوں کے درمیان انصاف و رواداری اور مساوات پر عمل نہ فرماتے تھے جب کہ دنیا کو ان امور کی تعلیم فرماتے تھے۔

چار بیٹیوں میں سے صرف ایک سے زیادہ محبت و شفقت کا اظہار فرمانا کیا دوسری بیٹیوں کی دل آزاری اور قلبی تکلیف کا سبب نہ تھا اور سرتاج الانبیاء محبوب خدا کی شان سے ایسا برتاؤ بعید ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

پھر یہ بات یہیں تک ختم نہیں ہوتی بلکہ خدا پر بھی الزام آتا ہے کہ اس نے پنجتن پاک یعنی جناب رسول خدا، جناب علی المرتضیٰ، جناب فاطمۃ الزہراء، جناب امام حسن اور جناب امام حسین علیھم الصلوٰت والسلام کے انوار مقدسہ تو ساق عرش پر جلوہ گر فرمائے اور آدمؑ کو دکھائے لیکن رسول اللہ کی تین صلبی بیٹیوں کو بالکل ترک کر دیا' یہ کیا انصاف ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ تینوں بیٹیاں رسول اللہ کی صلبی بیٹیاں ہی نہ تھیں ورنہ ایسا نہیں ہو سکتا۔(مترجم)(ایضاً حاشیہ ص ۸۷۲ تا ۸۷۴)

الجواب: دراصل مابہ النزاع مسئلہ تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی کتنی بیٹیاں تھیں۔ جب شیعوں کی مستند کتاب "اصول کافی" اور "حیات القلوب" وغیرہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور ان کا نکاح فلاں فلاں صحابی سے ہوا' تو سارے اعتراضات لغو ہو جاتے ہیں اور قرآن مجید سے بھی تو کم از کم تین صاحبزادیوں کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ فرمایا:۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط(سورہ احزاب آیت ۵۹)

اے پیغمبر! اپنی بیٹیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہہ دیجئے کہ (سر) سے نیچے کر لیا کریں اپنے تھوڑی سی چادریں (یعنی کسی ضرورت سے باہر نکلنا

پڑے تو چادر سے سر اور چہرہ بھی چھپا لیا جاوے)

(ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

ازواج اور بنات جمع کے صیغے میں ہیں اور جمع کا اطلاق دو سے زیادہ اور کم از کم تین افراد پر ہوتا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی ایک دو نہیں بلکہ تین یا تین سے زیادہ صاحبزادیاں تھیں۔ اگر ایک ہوتی تو اللہ تعالیٰ "بِنتِک" فرماتے کہ آپ اپنی بیٹی سے فرمادیں۔

(۲) مولوی بشارحسین صاحب نے جو فرمایا ہے کہ تین صاحبزادیوں میں سے کسی کی ایک صفت بھی ثابت نہیں ہے تو یہ غلط ہے، ان تین صاحبزادیوں کو بھی ہجرت کا عظیم شرف نصیب ہوا ہے۔

کیا شیعوں کے نزدیک ہجرت مدینہ میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔

علاوہ ازیں کتب حدیث و تاریخ سے بھی ان کی بعض فضیلتیں ثابت ہوئیں ہیں چنانچہ حضرت زینبؓ کے متعلق حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مقیم مدینہ منورہ دام مجدھم اپنی کتاب "رسول پاک کی صاحبزادیاں" میں حافظ حجر عسقلانی کی کتاب "الاصابہ" کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

حضرت زینبؓ کے بطن مبارک سے ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی تولد ہوئے۔ صاحبزادی کا نام امامہ اور صاحبزادے کا نام علی تھا۔ فتح مکہ کے روز آنحضرت ﷺ کے ساتھ سواری پر جو علیؓ سوار

تھے وہ یہی علیؓ بن العاص ہیں۔ انہوں نے سن بلوغ کے قریب آنحضرت ﷺ کی موجودگی ہی میں وفات پائی۔ ان کی بہن امامہؓ سے آنحضرت ﷺ کی بہت محبت تھی۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس کہیں سے ایک ہار آگیا تھا۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ اسے اپنے گھر والوں میں سے اسے دوں گا جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ یہ ارشاد سن کر عورتوں نے سمجھ لیا کہ بس ابو بکر کی بیٹی عائشہ کو ہی ملے گا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے حضرت امامہؓ کے گلے میں ڈال دیا۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی وفات کے بعد سیدنا علیؓ نے ان کی بھانجی حضرت امامہؓ سے نکاح فرمایا تھا۔ ان کو ان کی وصیت حضرت فاطمہؓ نے کہ تھی۔

(۲) حضرت مولانا محمد نافع زید فضلھم (ساکن محمدی شریف ضلع جھنگ) حضرت زینب کے واقعہ ہجرت کے تحت لکھتے ہیں:۔

اہل مکہ والوں کو اطلاع ہوئی کہ حضرت زینب ہجرت کیے جا رہی ہیں (یہ دن کا واقعہ تھا) جب وادی طویٰ کے پاس حضرت زینب پہنچی ہیں تو مکہ والے پیچھے سے معارضہ کے لیے آپہنچے پہلا وہ شخص جو سبقت کر کے ایذا پہنچانے کے لیے درپے ہوا' ہبار بن اسود تھا۔ اس نے نیزہ لگایا۔ حضرت زینبؓ ہودج (کجاوہ) میں تھیں اور امید سے تھیں۔ مورخین کہتے ہیں کہ حضرت زینبؓ کو سواری سے گرا دیا گیا۔ آپ چٹان پر گر گئیں۔ سخت چوٹ آنے کی وجہ سے خون جاری ہو گیا اور بہت

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مجروح ہو گئیں۔ اس وقت کنانہ نے اپنا ترکش کھول دیا اور معارضہ کرنے والوں پر تیر اندازی شروع کر دی اور کہا جو بھی قریب آئے گا اس کو تیروں سے پرو دیا جائے گا۔ تب وہ کہیں معارضہ سے نرم پڑے اور ہٹنے لگے حضرت سیدہ زینبؓ یہ تمام مشکل مراحل گزار کر اور مصائب برداشت کر کے جب دربار رسالت میں پہنچیں اور تمام واقعات گوش گزار کیے تو نبی کریم ﷺ نے اپنی پیاری صاحبزادی کے بارے میں ارشاد فرمایا'

ھی خیر بناتی اصیبت فی ھی افضل بناتی اصیبت فی۔

(بحوالہ مجمع الزوائد للھیثمی، ج۹، ص۲۱۳)

یعنی وہ میری بیٹیوں میں سے بہتر اور سب سے افضل ہے جس کو میری وجہ سے تکلیفیں پہنچائیں گئیں۔

(کتاب "بنات اربعہ" یعنی چار صاحبزادیاں، ص۱۱۴)

(۳) ابن بابویہ قمی یعنی شیخ صدوق نے اپنی امالی مجلس ۶۷ میں نبی اقدس ﷺ سے ایک خطبہ کا ذکر کیا ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا:

یا معشر الناس الا اولکم علی خیر الناس و خالا و خالہ قالوا بلی یا رسول اللہ۔ قال الحسن و الحسین فانہ خالفھا قاسم بن رسول اللہ و اخالتھا زینب بنت رسول اللہ ثم قال یدہ ھکنا یحشر نا اللہ۔ الخ۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یعنی رسالت ماب ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے لوگو! میں تمہیں ایسے اشخاص پر رہنمائی نہ کروں جو سب لوگوں سے ماموں اور خالہ کے اعتبار سے بہترین ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا' ہاں یارسول اللہ فرمایئے۔ تو نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ حسنؓ اور حسینؓ ہیں اور ان کے ماموں قاسم بن رسول اللہ ہیں اور دونوں کی خالہ زینبؓ بنت رسولؐ اللہ ہیں۔ پھر آنجناب نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اس طرح ہمیں (قیامت میں) اللہ جمع فرمائے گا۔ پھر فرمایا اے اللہ تو جانتا ہے کہ حسنؓ جنت میں ہیں' حسینؓ جنت میں ہیں ان دونوں کے جد یعنی نانا جنت میں ہیں' ان کی جدہ یعنی نانی جنت میں ہیں' ان دونوں کے والد جنت میں ہیں' ان دونوں کی والدہ جنت میں ہیں۔ ان دونوں کے چچا (یعنی جعفر طیار) جنت میں ہیں۔ ان کی خالہ (زینب بنت رسول اللہ) جنت میں ہیں"۔

(ایضاً بنات اربعہ ص ٦٦)

فرمایئے اب اہل تشیع اور کیا چاہتے ہیں۔ خاتم النبین' شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب کو امام حسنؓ و امام حسینؓ کی خالہ بھی قرار دیا اور کو جنتی بھی قرار دے دیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔ یہ روایت شیخ صدوق کی کتاب میں ہے اور شیخ صدوق کون ہیں۔ شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکوان کے متعلق لکھتے ہیں:

"اس عالم ربانی و فاضل صمدانی، نقاد اخبار و ناشر آثار ائمہ، شیخ القیمین رئیس المحدثین، صدوق العلماء البارعیت کا اسم گرامی محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی ہیں جن کی روایت کردہ احادیث عام کتب حدیث میں ملتی ہیں اور ان کا نام صف علماء میں کالشمس فی رابعہ النہار مشہور و معروف ہے۔ آپ کی ولادت حضرت صاحب العصر و الزمان (یعنی حضرت مہدی) کی دعا سے ہوئی۔ (احسن الفوائد ص ۵۰)

حضرت رقیہؓ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت رقیہؓ کو بھی حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کی دونوں ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا۔

(۲) کنزالعمال جلد ۶، ص ۳۷۵ میں ہے:

عبداللہ بن عباسؓ نقل کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں اپنی عزیزہ رقیہ کا نکاح (حضرت) عثمانؓ بن عفان کے ساتھ کر دوں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ کے ساتھ مکہ شریف میں کر دیا اور ساتھ ہی رخصتی کر دی۔ (ایضاً بنات اربعہ ص ۱۷۶)

فرمایئے کیا یہ معمولی فضیلت ہے کہ بذریعہ وحی آنحضرت ﷺ

نے حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا۔

(۳) "تحفۃ العلوم" شیعوں کے ہاں بڑی متداول کتاب ہے۔ اس میں جہاں حضرت فاطمۃ الزہراؓ پر حسب ذیل الفاظ میں درود بھیجا گیا ہے:

اللھم صل علی فاطمه بنت نبیک محمد علیه و اله السلام والعن من اذی نبیک فیھا

"اے اللہ! اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ پر درود بھیج اور جس نے اس کے بارے میں تیرے نبی ﷺ کو اذیت پہنچائی ہے اس پر لعنت فرما"۔ (تحفۃ العلوم ص ۱۱۱ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۹۳۱ء)

اس کتاب میں انہی الفاظ میں حضرت رقیہؓ پر بھی درود پڑھا گیا ہے:

اللھم صل علی رقیه بنت نبیک والعن من اذی نبیک فیھا

"اے اللہ! اپنے نبی کی بیٹی رقیہؓ پر درود بھیج اور جس نے اس کے بارے میں تیرے نبی کو اذیت پہنچائی ہے اس پر لعنت فرما"۔ (ایضاً ص ۱۱۲)

فرمائیے اس درود میں جس طرح حضرت فاطمہؓ کو نبی کریم کی بیٹی کہا گیا ہے، اسی طرح حضرت رقیہؓ پر درود بھیجتے ہوئے ان کو نبی کریم ﷺ کی بیٹی کہا گیا ہے۔

حضرت ام کلثومؓ

حضرت ام کلثومؓ کو بھی ہجرت مدینہ منورہ کا شرف نصیب ہوا ہے۔

شعبان ۹ھ میں آپ کا انتقال ہوا اور رحمت للعالمین ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔(”طبقات ابن سعد“ جلد ۸، ص ۲۶)

جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ وہاں تشریف فرما تھے اور حضرت ام کلثومؓ کی جدائی کی وجہ سے آپ کے آنسو جاری تھے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عن انس رضی اللہ عنہ قال شهدنا بنت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فدفن و رسول الله جالس على ابقر فرايت عينيه تلمعان

”حضرت انسؓ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (ام کلثوم) کے دفن کے وقت موجود تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کی قبر پر تشریف فرما تھے۔ میں نے دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے“۔(ایضاً بنات اربعہ ص ۲۴۴)

(۴) حضرت فاطمۃ الزہراءؓ اور حضرت رقیہؓ پر جن الفاظ میں درود پڑھا گیا ہے انہی الفاظ میں حضرت ام کلثومؓ پر بھی حسب ذیل درود پڑھا گیا ہے:

اللهم صل على ام كلثوم بنت نبيک و العن من اذى نبيک فيها (ایضاً ”تحفۃ العلوم“ ص ۱۱۲)

”اے اللہ اپنے نبی ﷺ کی بیٹی ام کلثومؓ پر درود (یعنی رحمت) بھیج اور اس پر لعنت فرما جس نے اس کے بارے میں تیرے نبی

(صلی اللہ علیہ وسلم) کو اذیت پہنچائی ہے"۔

مندرجہ عبارات و حوالہ جات کے بعد بھی کوئی عقل و شعور رکھنے والا انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ پہلی تین صاحبزادیوں کی کوئی فضیلت کتب احادیث و تواریخ میں موجود نہیں ہے۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حقیقی صاحبزادیوں کے حالات و فضائل اور پہلی تین صاحبزادیوں کے بارے میں شیعہ علماء کی طرف سے جو اعتراضات پیش کیے جاتے ہیں' ان کے تحقیقی جوابات میں حضرت مولانا محمد نافع صاحب نے ایک ضخیم کتاب بنات اربعہ تصنیف فرمائی ہے جو قابل مطالعہ ہے۔

حضرت مولانا محمد نافع صاحب موصوف ماشاء اللہ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کی ہر تصنیف فاضلانہ مضامین سے مزین ہوتی ہے۔ آپ کی کتاب "رحماء بینھم" کے تین حصے' مسئلہ اقرباء نوازی اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی "سوانح المرتضیٰ" بڑی معیاری تصانیف ہیں۔ جن میں دلائل و براہین قاطعہ سے سنی و شیعہ کتابوں کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ حسب آیت قرآنی "اشداء علی الکفار رحماء بینھم" (سورۂ فتح) صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں شیر و شکر تھے۔

مجھے باالاستیعاب تو مولانا موصوف کی تصانیف کے مطالعہ کا موقع

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نہیں ملا لیکن اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اہلسنّت و اہل تشیع کے مابین مابہ النزاع عقائد و مسائل میں آپ کی تصانیف علمی ذخائر پر مشتمل ہیں اور نہ صرف عام تعلیم یافتہ طبقہ بلکہ اہل علم حضرات بھی ان سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

ایک انوکھی جہالت

"حیات القلوب" کے مترجم مولوی بشارت حسین صاحب کامل مرزا پوری نے رسول اللہ ﷺ کی دوسری تین صاحبزادیوں کی نفی کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ "اگر کوئی صلبی بیٹی اور ہوتی تو یقیناً وہ بھی جناب فاطمہؓ کی ہم مرتبہ و ہم پلہ ہوتی کیونکہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم و تربیت کی تعلیم و تربیت کا اثر آپ کی اولاد پر یکساں ہونا چاہیے تھا چار بیٹیوں میں سے صرف ایک سے زیادہ محبت و شفقت کا اظہار فرمانا کیا دوسری تین بیٹیوں کی دل آزاری اور قلبی تکلیف کا سبب نہ تھا بلکہ خدا پر بھی الزام آتا ہے کہ اس نے پنجتن پاک کے ساتھ عرش پر جلوہ گر فرمانے اور آدمؑ کو دکھانے لیکن رسول اللہ کی تین صلبی بیٹیوں کو بالکل ترک کردیا۔ کیا انصاف ہے۔ الخ (ایضاً ترجمہ حیات القلوب)

الجواب: (۱) یہ انوکھا استدلال بھی اپ کی کامل جہالت کا ثبوت ہے۔ فرمایئے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اقرباء کو یکساں طور پر تبلیغ

فرمائی اور ان کی ہدایت کے لیے دعائیں بھی کیں لیکن آپ کے چچاؤں میں سے حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو تو اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ لیکن آپ کا چچا ابو لہب کافر ہو کر مرا جس پر سورۃ تبت یدا ابی لھب و تب نازل ہوئی۔ آپ کے اصول پر تو تمام چچاؤں کو مسلمان ہو جانا چاہیے تھا۔

(۲) آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو حسب آیت قرآنی "و ازواجه امهاتهم" (الاحزاب) (یعنی آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ ایمان والوں کی مائیں ہیں)۔ لیکن آپ کی ازواج مطہرات بھی سب ہم مرتبہ نہیں ہیں۔ حالانکہ آپ کے پیش کردہ اصول کے تحت تمام ازواج مطہرات ؓ کا ہم مرتبہ اور ہم پلہ ہونا ضروری ہے۔

علاوہ ازیں اگر یہ اصول آپ کا صحیح ہے تو آپ پر لازم آئے گا کہ حضرت خدیجہ ؓ الکبریٰ اور حضرت عائشہ ؓ اور حضرت حفصہ رضوان اللہ علیھن کو ہم مرتبہ اور ہم پلہ تسلیم کریں۔ لیکن آپ یعنی تمام شیعہ حضرات عائشہ ؓ اور حضرت حفصہ ؓ کو مومنہ بھی تسلیم نہیں کرتے۔ العیاذ باللہ۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

(۳) حضرت آدم ؑ کے ہابیل اور قابیل دو بیٹے تھے۔ ہابیل مومن اور شہید تھے اور قابیل قاتل اور کافر ٹھہرا۔ آپ کے اصول پر تو العیاذ

باللہ اس سے خداوند تعالیٰ پر بھی بے انصافی کا الزام آتا ہے۔

(۴) حضرت نوحؑ کے چار بیٹے تھے۔ اور حسب ارشاد قرآنی باقی مومن تھے اور ایک ایمان نہ لایا جس کو اللہ تعالیٰ نے عذاب کے پانی میں غرق کیا۔ آپ کے اصول کے تحت تو اس سے اللہ تعالیٰ نے عذاب کے پانی میں غرق کیا۔ آپ کے اصول کے تحت تو اس سے اللہ تعالیٰ پر ناانصافی کا الزام آتا ہے۔ معاذ اللہ۔

(۵) آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے تمام تلامذہ اور اصحاب (مہاجرین و انصار وغیرہ) کی یکساں طور پر تعلیم وتربیت فرمائی اور آپ کے اصول پر تو تمام صحابہؓ ہم مرتبہ اور ہم پلہ ہوئے۔ لیکن آپ العیاذ باللہ سوائے معدودے چند صحابہؓ کے باقی سب کو مرتد قرار دیتے ہیں۔ اگر آپ کا پیش کردہ اصول صحیح ہے تو آپ تمام اصحابؓ کو مومن اور قطعی جنتی کیوں نہیں مانتے۔ واللہ الهادی۔

ہم نے حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے حالات وفتوحات کے سلسلے میں حضور رحمت للعالمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی چار حقیقی صاحبزادیوں کا ثبوت شیعہ مستند کتابوں سے اس لیے پیش کیا ہے اور اس پر کچھ تفصیلی تبصرہ کی اس لیے ضرورت سمجھی کہ حضرت ذوالنورینؓ کو آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دامادی کا دوسرا اشرف حاصل ہے اور یہ آپ کی خصوصی فضیلت ہے۔ شیعہ محض بغض وعناد کی وجہ سے آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پہلی تین صاحبزادیوں

خادم اہلسنت حافظ عبدالواحد الحنفی

کا انکار کرتے ہیں اور ان کا یہ انتہائی خطرناک نظریہ ہے کہ حقیقی بیٹیاں تو وہ ہیں سرور کائنات صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی لیکن اہل تشیع بجائے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے دوسروں کو ان کا باپ تسلیم کرتے ہیں۔

کبرت کلمة تخرج من افواھم ان یقولون الا کذبا۔ (القرآن)

"بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے اور وہ لوگ بالکل ہی جھوٹ بولتے ہیں"۔

از خدا جویم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضل ربّ

(مولانا قاضی مظہر حسینؒ، ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۷ ش ۶)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عثمانؓ دامادِ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

عَنِ ابْنِ عَبَّاس عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: اِنَّ اللهَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ اُزَوِّج کِرَیْمَتِیْ مِنْ عُثْمَانَ (راوہ ابن عدی والدار قطنی و ابن عساکر معارف الحدیث ج ۶ از مولانا نعمانی حدیث ۱۷۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بذریعہ وحی حکم دیا کہ میں اپنی دونوں (بیٹیوں) کا نکاح عثمانؓ سے کروں۔ (ابن عدی، دار قطنی، ابن عساکر)

عَنْ عِصْمَةِ بْنِ مَالِکِ الْخِطِمِیِّ قَالَ: لَمَّا مَاتَتْ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ تَحْتَ عُثْمَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ زَوِّجُوْا عُثْمَانَ لَوْ کَانَ لِیْ ثَالِثَةٌ لَزَوَّجْتُهٗ وَ مَا زَوَّجْتُهٗ اِلَّا بِالْوَحْیِ مِنَ اللّٰہِ (راوہ ابن عساکر معارف الحدیث ج٦ ص٢٣٥ از مولانا نعمانی حدیث ١٧٦)

ترجمہ: حضرت عصمت بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی اُس صاحبزادی کا انتقال ہو گیا جو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں تھیں (یعنی حضرت اُمّ کلثومؓ) تو آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ آپ لوگ عثمانؓ کا نکاح کر دیں۔ اگر میری کوئی بیٹی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمانؓ ہی سے کر دیتا۔ اور میں نے اپنی بیٹیوں کا نکاح عثمانؓ سے وحی کے ذریعہ ملے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے کیا تھا۔ (ابن عساکر)

تشریح: آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت اُمّ کلثومؓ، جن کا نکاح آپ ﷺ نے ان سے بڑی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کے ٢ھ میں انتقال فرما جانے کے بعد حضرت عثمانؓ سے کر دیا تھا۔ وہ بھی ٩ھ میں وفات پا گئیں تو آپ ﷺ نے اصحابؓ سے یہ فرمایا۔ اس سے عثمانؓ کا مقام ظاہر ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بَعْدَ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مَوْتِ اِبْنَتِهِ الْاٰخِيْرَةِ يَا عُثْمَانُ! لَوْ اَنَّ عِنْدِيْ عَشْرًا لَزَوَّجْتُكَهُنَّ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ فَاِنِّيْ عَنْكَ رَاضٍ (رواہ الطبرانی فی الاوسط والدار قطنی فی الافراد وابن عساکر، معارف الحدیث ج٦ حدیث ١٧٧ از مولانا نعمانی)

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی دوسری صاحبزادی (اُمّ کلثومؓ) کا انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عثمانؓ! اگر میری دس بیٹیاں ہوتیں تو میں ان میں سے ایک کے بعد ایک (سب) کا تم سے نکاح کر دیتا۔ کیوں کہ میں تم سے بہت راضی وخوش ہوں۔

(معجم اوسط طبرانی، افراد، دار قطنی، ابن عساکر)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عثمانؓ کی ہجرتِ حبشہ مع دخترِ رسول ﷺ

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَوَّلَ مَنْ هَاجَرَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَى الْحَبْشَةِ بِاَهْلِهٖ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَخَرَجَ وَخَرَجَ مَعَهٗ بِابْنَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحْتَبَسَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُهُمَا فَجَعَلَ يَخْرُجُ يَتَوَكَّفُ الْاَخْبَارَ فَقَدِمَتْ اِمْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ اَرْضِ الْحَبَشَةِ فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ: يَا اَبَا الْقَاسِمِ! رَاَيْتُهُمَا قَالَ: عَلٰى اَيِّ حَالٍ رَاَيْتِهِمَا؟ قَالَتْ: رَاَيْتُهٗ وَقَدْ حَمَلَهَا عَلٰى حِمَارٍ مِنْ هٰذِهِ الدَّبَّابَةِ وَهُوَ يَسُوْقُ بِهَا يَمْشِيْ خَلْفَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَحِبَهُمَا اللهُ اِنَّ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ لَاَوَّلَ مَنْ هَاجَرَ اِلَى اللهِ بِاَهْلِهِ بَعْدَ لُوْطٍ

(رواہ الطبرانی فی الکبیر، والبیہقی وابن عساکر و معارف الحدیث ج ۸ مولانا منظور نعمانی حدیث ۱۷۳)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں سے جس شخص نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ عثمانؓ بن عفان تھے۔ وہ اپنی اہلیہ محترمہ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ) کو ساتھ لے کر حبشہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں کے بارے میں کوئی خبر نہ ملی، تو آپ ﷺ باہر تشریف لے جاتے اور خبر معلوم ہونے کا انتظار فرماتے اور کہیں سے خبر حاصل ہونے کی کوشش فرماتے۔ جب قبیلہ قریش کی ایک خاتون ملک حبشہ سے (مکہ) آئی تو آپ ﷺ نے اس سے (ان کے بارے میں) دریافت فرمایا۔ تو اس نے کہا:

اے ابو القاسم ﷺ! میں نے دونوں کو دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم نے ان کو کس حال میں دیکھا؟ تو خاتون نے کہا کہ میں نے عثمانؓ کو دیکھا، انہوں نے (آپ کی صاحبزادی) رقیہؓ کو آہستہ چلنے والے ایک حمار پر سوار کر دیا تھا۔ اور خود پیدل پیچھے چل رہے تھے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ رہے۔

اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: (اللہ کے پیغمبر) لوط (علیہ السلام) کے بعد عثمانؓ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر اللہ کی طرف ہجرت کی ہے۔ (معجم کبیر الطبرانی، بیہقی، ابن عساکر)

حضرت عثمانؓ سے دختر رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت امِّ کلثومؓ کا نکاح

(۴۴) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیّب اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِیَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَ ھُوَ مَغْمُوْمٌ لَّھْفَانَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُکَ یَا عُثْمَانُ؟ قَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ اُمِّیْ وَ ھَلْ دَخَلَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ مَا دَخَلَ عَلَیَّ تُوُفِّیَتْ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ عِنْدِیْ رَحِمَھَا اللّٰہُ وَ انْقَطَعَ الظَّھْرُ وَ ذَھَبَ الصِّھْرُ فِیْمَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکَ اِلٰی اٰخِرِ الْاَبَدِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَقُوْلُ ذٰلِکَ یَا عُثْمَانُ قَالَ اِیْ وَ اللّٰہِ! اَقُوْلُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فَبَیْنَمَا ھُوَ یُحَاوِرُہٗ اِذْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ ھٰذَا جِبْرِیْلُ یَا عُثْمَانُ! یَاْمُرُنِیْ عَنْ اَمْرِ اللّٰہِ اَنْ اُزَوِّجَکَ اُخْتَھَا اُمَّ کُلْثُوْمٍ عَلٰی مِثْلِ صِدَاقِھَا وَ عَلٰی مِثْلِ عِشْرَتِھَا فَزَوَّجَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاھَا (رواہ ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت سعیدؓ بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ عثمانؓ بن عفان سے ملے اور وہ اس وقت بہت ہی غمزدہ اور سخت رنجیدہ تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے (ان کا یہ حال دیکھ کر) فرمایا: عثمانؓ! تمہارا یہ کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، کیا کسی شخص پر بھی ایسی مصیبت آئی ہے جو مجھ پر آئی ہے۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی جو میرے ساتھ تھیں (یعنی حضرت رقیہؓ) وہ وفات پا گئیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔ (اس صدمہ سے) میری کمر ٹوٹ گئی ہے اور آپ ﷺ سے دامادی کے رشتہ کا جو شرف مجھے نصیب تھا، وہ اب ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ (اور میں اس عظیم نعمت اور سعادت سے محروم ہو گیا)۔

تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ عثمانؓ! کیا تم ایسا ہی کہتے ہو؟ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں قسم کے ساتھ وہی عرض کرتا ہوں جو میں نے عرض کیا ہے۔

اسی درمیان کہ آپ ﷺ حضرت عثمانؓ سے یہ گفتگو فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عثمانؓ! یہ جبرائیل امینؑ ہیں۔ یہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا رہے ہیں کہ میں اپنی بیٹی مرحومہ کی بہن اُمّ کلثومؓ کا نکاح تم سے کر دوں۔ اسی مہر پر جو رقیہؓ کا تھا اور اسی کے مثل معاشرت پر۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ کے ساتھ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اپنی بیٹی اُمّ کلثومؓ کا نکاح کر دیا۔ (ابن عساکر، معارف الحدیث ج ۸ حدیث ۱۷۴)

شامت تقیہ

اصول کافی کی مندرجہ روایت میں آنحضرت ﷺ کی حضرت خدیجہ کے بطن سے چاروں صاحبزادیوں کے ہونے کی تصریح پائی جاتی ہے۔ لیکن مترجم مولوی ظفر احسن امروہوی نے اس کو بھی تقیہ پر محمول کیا ہے۔ (ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۷ ش ۶ دسمبر ۱۹۹۴ء ص ۳ تا ۱۹)

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب مزید لکھتے ہیں:

حضرت عثمانؓ ذوالنورینؓ کو حضور رحمت للعالمین ﷺ کا دوہرا داماد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ کیوں کہ آنحضرت ﷺ کی حضرت خدیجہؓ الکبریٰ کے بطن سے چار صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت اُمّ کلثوم اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔ جن میں سے حضرت رقیہ اور حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ اور اس کے ثبوت میں شیعہ مذہب کی سب سے زیادہ صحیح اور مستند کتاب حدیث اصول کافی کی یہ روایت پیش کی گئی تھی:

"اور بعثت سے قبل بطن جناب خدیجہؓ سے قاسمؓ و رقیہؓ و زینبؓ و اُمّ کلثومؓ پیدا ہوئے اور بعد بعثت بطن خدیجہؓ سے طیبؓ، طاہرؓ اور فاطمہؓ

پیدا ہوئیں۔" (شافی ترجمہ اصول کافی ج ۱، کتاب الحجت ص ۵۴۴)

حدیث کے عربی متن کا ترجمہ شیعہ ادیب اعظم مولوی ظفر حسن امروہوی نے یہی لکھا ہے۔ لیکن بریکٹ (قوسین) میں ادیب اعظم صاحب نے یہ لکھا دیا ہے کہ:

"یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ یہ تینوں لڑکیاں حضرت کی پروردہ تھیں۔ ہالہ خواہر خدیجہ کے بطن سے تھیں۔ یہ روایت تقیۃً لکھی گئی)"

فرمایئے! اصول کافی کے مؤلف ملا علامہ محمد بن یعقوب کلینی اگر باعتقاد شیعہ آنحضرت ﷺ کی ایک ہی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے تو اس میں ان کی اپنی جان کو کیا خطرہ درپیش تھا؟

(۲) اصول کافی کی مذکورہ زیر بحث روایت سے پہلی روایت یہ ہے کہ:

ولد النبی لاثنتی عشر لیلۃ من شھر ربیع الاول فی عام الفیل یوم الجمعہ من الزوال وروی ایضا عند طلوع الفجر قبل ان یبعث باربعین سنہ

"آنحضرت ﷺ کی ولادت عام الفیل میں (جس سال ابرہہ مع ہاتھیوں کی فوج کے کعبہ کو منہدم کرنے کے ارادہ سے آیا تھا) بارہ ربیع الاول روز جمعہ بوقت زوال ہوئی۔ اور ایک روایت میں ہے

طلوع فجر کے وقت بعثت سے چالیس سال قبل۔"

(الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۱ ص ۵۴۳ کتاب الحجۃ باب ۱۰۰ بیان مولد النبی ﷺ و وفات آنحضرتؐ)

اس روایت کے تحت بھی مترجم ادیب اعظم لکھتے ہیں:

"علامہ کلینی کے اس بیان سے تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول معلوم ہوتی ہے۔ حالاں کہ شیعہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضور ۱۷ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔"

اور وفات کے متعلق یہ روایت لکھی ہے:

و بقی بمکه بعد مبعثه ثلاثه عشر سنه ثم هاجر الی المدینه و مکث بها عشر سنین ثم قبض لاثنتی عشر لیله من ربیع الاول یوم الاثنین و هو ابن ثلاث و ستین سنه

"اور بعد بعثت ۱۳ سال تک آپ کا قیام مکہ میں رہا۔ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دس سال تک یہاں زندہ رہے۔ پھر ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ ۶۳ سال کی عمر میں رحلت کی۔"

اس روایت کے تحت بھی ادیب اعظم لکھتے ہیں:

"تاریخ وفات کی روایت بھی ضعیف ہے اور بنابر تقیہ لکھی گئی ہے۔ شیعہ علماء کا اتفاق اس پر ہے کہ تاریخ وفات ۲۸ صفر ہے۔ (الخ)"

(ایضاً الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۱ ص ۵۴۴)

شیعہ ادیب اعظم کے نزدیک امام الانبیاء و المرسلین خاتم النبیین

ﷺ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات بھی علامہ محمد بن یعقوب کلینی نے ازروئے تقیہ لکھی ہے۔ اگر اس کتاب الکافی (اصول وفروع) کی یہ حیثیت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تاریخ ولادت ووفات بھی اس کے مولف ملا یعقوب کلینی نے ازروئے تقیہ صحیح نہیں لکھی تو پھر اس کی باقی روایات کی کیا حقیقت ہو گی؟ کیا ایسی کتاب کی کوئی روایت قابل اعتماد ہو سکتی ہے؟ پھر ادیب اعظم نے اس مجسمہ تقیہ کتاب کے ترجمہ پر سال ہا سال کیوں ضائع کیے ہیں؟

اور تقیہ کے بارے میں خود ادیب اعظم یہ لکھ چکے ہیں کہ:

"تقیہ ہی وہ سپر ہے جس نے شیعوں کا وجود باقی رکھا۔ ورنہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں یہ کب کے تباہ وبرباد اور نیست ونابود ہو گئے ہوتے۔" (عقائد شیعہ موئلف ادیب اعظم ظفر احسن امروہوی ص ۱۰۲)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جب رحمت للعالمین ﷺ کی ولادت اور وفات کی تاریخ بھی ملا یعقوب کلینی نے جان کے خطرہ کی بنا پر ازروئے تقیہ صحیح نہیں لکھی تو اتنی ضخیم کتاب (اصول وفروع کافی) میں صحیح روایات درج کرنے میں تو ان کو ہر وقت جان کا کھٹکا لگا رہتا ہو گا۔ لیکن تعجب ہے کہ ملا یعقوب کلینی نے بھی اس کتاب کے مرتب کرنے میں بیس سال لگا دیے۔

چنانچہ شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو (مقیم سرگودھا) لکھتے ہیں:

"اس عظیم خدمت کے لیے جس بطل جلیل کو سب سے پہلے توفیق و

تائید ایزدی حاصل ہوئی، وہ قدوۃ الانام کھف العلماء الاعلام ملاذ المحدثین العظام ثقۃ الاسلام حضرت مولانا الشیخ محمد بن یعقوب الکلینی کی ذات بابرکات تھی۔ جنہوں نے اپنی عمر کریمانہ کے پورے بیس سال صرف کر کے ان اصول اربع ماءۃ کی ورق گردانی کر کے اور کچھ علماء و فضلاء کی خدمت کر کے اور کچھ راویان اخبار سے استفادہ کر کے، غرض کہ اس مدت مدید میں کوچہ گردی اور کوہ پیمائی سب ہی کچھ کر کے ایک جامع کتاب بنام الکافی قوم و ملت کے سامنے پیش کی جو صحیح معنوں میں اسلام کا دائرۃ المعارف ہے۔

اصول کافی کتب اربع (کافی، من لایحضرہ الفقیہ، تہذیب الاحکام اور استبصار) میں سب سے پہلی اور سب سے افضل کتاب ہے۔ جس روز سے یہ لکھی گئی ہے، اس روز سے آج تک برابر مرجع فقہاء و محدثین اور ملاذ علماء عالمین اور روشنی چشم شیعہ بنی رہی ہے۔“

(مقدمہ الشافی ترجمہ اصول کافی ج ا ص ۴)

(الف) اصول کافی علامہ کلینی کی وفات اور مدفن کے متعلق لکھتے ہیں:

”۳۲۹ھ میں یعنی امام العصر (حضرت مہدی) کی غیبت کبریٰ سے ایک سال پیشتر آسمان فضل و کمال کا یہ بدر منیر غروب ہوا۔۔۔ بغداد میں دریائے دجلہ کے شرقی طرف ایک مسجد کے ساتھ جناب کا مدفن ہے جو آج کل ایک بازار میں واقع ہے۔ راقم آثم

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

قیام نجف اشرف کے دوران کئی بار بغداد میں آپ کے عتبہ عالیہ کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔" (ایضاً مقدمہ ص۹)

اور یہی مولوی محمد حسین ڈھکو اصول کافی کے مترجم ادیب اعظم کے بارے میں لکھتے ہیں:

"خدا جزائے خیر دے ہماری قوم کے مایہ ناز صد عز و افتخار شمس الواعظین سرکار ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو جنہوں نے اسی کمی کو محسوس کیا اور پیرانہ سالی کے عالم میں (۷۶ سال ختم کر چکے ہیں) جس میں بالطبع انسان کو آرام و سکوں کی شدید ضرورت ہوتی ہے، رات دن ایک کر کے اصول کافی ایسی عظیم الشان کتاب کے ترجمہ میں مشغول ہو گئے۔ مقام شکر ہے کہ ان کی مساعی جمیلہ ثمر آور ہو رہی ہیں۔ جلد اول کا ترجمہ ختم ہو کر پریس میں پہنچ گیا ہے۔۔۔ اور جلد دوم کا ترجمہ بھی قریب ختم آ گا ہے۔۔۔ زیر نظر ترجمہ صرف ترجمہ ہی نہیں بلکہ اس میں جابجا مفید توضیحات و تشریحات بھی موجود ہیں۔ اور ترجمہ کے ساتھ متن بھی ہے جس سے اس کی افادیت کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ اس عدیم الفرصتی نے اس امر کی اجازت تو نہ دی کہ اس حسین وادی کی کما حقہ سیر کی جاتی اور اس چشمہ صافی سے کما حقہ استفادہ کیا جاتا، تاہم بعض مقامات باصرہ نواز ہوتے ہیں۔" (ایضاً مقدمہ ص۱۰)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کیا دین چھپانا باعث عزت ہے؟

جس اصول کافی کا ترجمہ ادیب اعظم مولوی ظفر حسن صاحب امروہوی نے "الشافی" کے نام سے شائع کیا ہے، اس کے بارے میں شیعہ مجتہد ڈھکو کا تبصرہ قارئین کے سامنے ہے۔ اس اصول کافی کی درج ذیل حدیث قابل غور ہے:

قال ابو عبداللہ علیہ السلام یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ و من اذاعہ اذلہ اللہ

(اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ، کتاب الایمان والکفر ص ۴۸۵)

ترجمہ: فرمایا ابو عبداللہ (یعنی امام جعفر صادق) علیہ السلام نے، اے سلیمان! تم اس دین پر ہو کہ جس نے چھپایا خدا نے اسے عزت دی اور جس نے ظاہر کیا، اللہ نے اسے ذلیل کیا۔

(الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۲ ص ۲۴۵)

اہل تشیع کے نزدیک بارہ امام (حضرت علیؓ المرتضیٰ سے لے کر امام غائب حضرت مہدی تک) معصوم عن الخطا اور تمام انبیائے سابقین حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام سے بھی افضل ہیں، العیاذ باللہ۔ تو امام جعفر صادق کا جو مذکورہ ارشاد ہے، اگر شیعہ مجتہد ڈھکو صاحب اپنے امام معصوم کی پیروی کریں تو نہ وہ شیعہ مذہب کی تبلیغ کر سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی تصنیف

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

شائع کر سکتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے شیعہ علماء و مصنفین پر لازم ہے کہ وہ تبلیغ و تصنیف کا مشغلہ ترک کر دیں۔ ہم نے یہاں خصوصیت سے ڈھکو صاحب کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ انہوں نے اپنی ایک ضخیم کتاب "تجلیاتِ صداقت بجواب آفتاب ہدایت" میں قرآن کے موعودہ پہلے تین خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے بارے میں یہاں تک لکھ دیا:

"در اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے برادران اسلامی میں اس سلسلے میں جو نزاع ہے، وہ اصحابؓ ثلاثہ کے بارے میں ہے۔ اہلسنت ان کو بعد از نبی تمام اصحابؓ اور اُمت سے افضل جانتے ہیں اور ہم ان کو دولت ایمان، ایقان و اخلاص سے تہی دامن مانتے ہیں۔" (تجلیاتِ صداقت طبع اول ص ۲۰۱، طبع دوم ج ۱ ص ۲۱۶)

اور یہی مولوی محمد حسین ڈھکو امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی مومنہ نہیں مانتے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"باقی رہا مولف کا یہ کہنا کہ عائشہ مومنوں کی ماں ہیں۔ ہم نے ان کے ماں ہونے کا انکار کب کیا ہے؟ مگر اس سے مومنہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا۔ ماں ہونا اور ہے اور مومنہ ہونا اور۔"

(ایضاً تجلیات صداقت طبع اول ص ۷۸۴ و طبع دوم ج ۲ ص ۵۵۷)

اور جو کچھ ڈھکو مجتہد نے لکھا ہے، ہر چھوٹے بڑے شیعہ کا یہی عقیدہ

ہے۔ گو ازروئے تقیہ بعض دفعہ یہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اصحابؓ رسولؐ کا احترام کرتے ہیں۔

آج کل جو فرقہ واریت کا شور مچایا جارہا ہے اور سیاسی لیڈر اور صحافی طبقہ کی طرف سے یہ کہا جارہا ہے کہ اہلسنت اور اہل تشیع میں صرف فروعی اور فقہی اختلافات ہیں، یہ ان کی ناواقفیت یا تجاہل عارفانہ پر مبنی ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ سُنّی و شیعہ میں اصولی اور بنیادی اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً کلمہ اسلام، اسلام کا اصل الاصول ہے۔ یعنی تمام اسلامی اصولوں کی بنیاد کلمہ اسلام ہے۔ اہل السنت و الجماعت اور تمام ملت اسلامیہ کا کلمہ اسلام "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے لیکن اس کے برعکس شیعوں کا کلمہ اسلام و ایمان یہ ہے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل

اسی طرح تمام ملت اسلامیہ کی اذان ایک ہی ہے، جس میں اشھد ان لا الہ الا اللہ اور اشھد ان محمد رسول اللہ میں صرف توحید و رسالت کی شہادت دی جاتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس شیعہ اپنی اذان میں بھی حضرت علیؓ المرتضیٰ کے لیے ولی اللہ، وصی رسول اللہ اور بلا فصل خلیفۃ الرسول کی شہادت دیتے ہیں۔ اور ان کے کلمہ اور اذان میں پہلے تین خلفاء راشدین کی خلافت راشدہ کی علی الاعلان نفی کی جاتی ہے۔ تو کیا

یہ اصولی اختلاف نہیں ہے اور کیا یہ خلاف حقیقت اعلان نہیں ہے؟

حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد پہلے خلیفہ حضرت ابو بکرؓ صدیق ہوئے ہیں یا حضرت علیؓ المرتضیٰ۔ آج اگر کوئی شخص قائد اعظم محمد علی جناح کو غیر مومن اور منافق کہے تو کیا مسلم لیگ والے اس کو برداشت کریں گے؟ ہرگز نہیں۔ اور اگر کوئی مس فاطمہ جناح کے بارے میں یہ کہے کہ اس کے اندر ایمان ہی نہیں تھا تو کیا زعمائے مسلم لیگ اس کو معمولی اختلاف قرار دیں گے؟ اسی طرح اگر کوئی شخص ذوالفقار علی بھٹو کو غیر مومن، منافق اور کافر قرار دے اور بے نظیر کو بھی غیر مومنہ اور منافقہ کہے تو کیا پیپلز پارٹی کے جیالے اس کو معمولی اور فروعی اختلاف کہہ کر نظر انداز کر دیں گے؟ ہرگز نہیں۔ یہاں تو قومی اسمبلی میں سیاسی اختلافات کی بنا پر اور حصول اقتدار کی رسہ کشی میں ایک دوسرے کو مغلظ گالیاں دیتے ہیں، ہاتھاپائی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو لہولہان کرتے ہیں لیکن اگر علمائے اہل سنت سُنّی وشیعہ مذہب کا فرق بیان کریں اور صحابہؓ کرام، اہل بیت عظامؓ اور حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے دفاع کا شرعی فریضہ ادا کریں تو ان کو فسادی ملاں اور تخریب کار قرار دیا جاتا ہے۔

ایں چہ بو العجیت

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ ہم تشدد اور غالیانہ طرز عمل کے خلاف ہیں۔

عقائد حقہ کی تبلیغ دلائل سے ہونی چاہیے نہ کہ بدکلامی اور پھکڑ بازی سے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سُنّی بے چارے کو صحابہؓ کرام کی قرآنی عظمت اور عقیدہ خلافت راشدہ کے بارے میں بالکل غفلت کی نیند میں سلا دیا جائے۔

پاکستان کی موجودہ مروجہ جمہوریت ملک و ملت کے لیے سب سے زیادہ مہلک ہے۔ جس کے نتائج سب کے سامنے ہیں اور قوم کی اکثریت یہ چاہتی ہے کہ مارشل لاء آئے اور ان سیاسی تخریب کاروں اور شعبدہ بازوں سے نجات حاصل ہو۔ ممکن ہے کہ بعض قارئین حضرات یہ فرمائیں کہ کہاں حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے حالات و فتوحات کا بیان اور کہاں تقیہ اور کتمان یعنی دین کو چھپانے اور کلمہ و اذان کے مسائل۔ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ پڑھنے والے ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ اگر حضرت عثمانؓ ذوالنورین کا داماد رسولؐ ہونا نہ ثابت کیا جائے اور شروع سے ہی ان کے دوسرے فضائل بیان کرتے ہوئے ان کی ملکی فتوحات پیش کی جاتیں تو جو شخص شیعہ تصانیف سے متاثر ہے وہ تو یہی کہے گا کہ یہ صرف ملکی فتوحات ہیں۔ ان کا دین اور خلافت راشدہ سے کیا تعلق؟ اس طرح تو کئی غیر مسلم فاتحین بھی گزرے ہیں۔ اسی لیے ضروری تھا کہ مولوی محمد حسین ڈھکو شیعہ مجتہد وغیرہ جو علماء اپنی تصانیف میں حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور دوسرے خلفاء راشدینؓ پر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بہتان تراشیاں کر کے ناواقف لوگوں کو ان حضرات سے بد ظن کرتے رہتے ہیں، ان کا اصلی عقیدہ تقیہ اور کتمان (دین چھپانا) بھی پیش کر دیا جائے۔

ان کے کلمہ اور اذان کو بھی زیر بحث لایا جائے اور ان کی سب سے مستند کتاب حدیث اصول کافی کی روایات کو بھی زیر بحث لایا جائے اور اصول کافی کے مترجم شیعہ ادیب اعظم کی تحقیق بھی پیش کر دی جائے کہ امام حسن عسکری کے دور کا شیعہ مجتہد علامہ محمد بن یعقوب کلینی بھی اتنا حق پرست اور حق گو تھا کہ امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تاریخ وفات وولادت اور حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادیوں کے ذکر میں انہوں نے تقیہ سے کام لیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہاں ہم شیعہ مذہب کے تعلیم یافتہ طبقہ کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ بھی تعصب سے بالاتر ہو کر دینی اصول و حقائق کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

(ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۸ ش ا جنوری ۱۹۹۵ء ص ۳ تا ۱۰)

انفاق فی سبیل اللہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ صاحب لکھتے ہیں:

حضرت عثمانؓ کا لقب غنی بھی ہے۔ اسلام سے پہلے بھی آپ کو قوم میں عزت و وجاہت حاصل تھی اور مال و دولت سے وافر حصہ ملتا تھا اور

ہجرت کے بعد مدنی زندگی میں بھی حق تعالیٰ نے آپ کو دولت وثروت کی فراوانی عطا فرمائی۔ تجارت بڑی کامیاب تھی اور آپ کی دولت سے اسلام اور اہل اسلام کو طاقت ملی۔ آپ کی ساری دولت رحمۃ للعالمین ﷺ کی خوشنودی کے لیے وقف تھی۔ چنانچہ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ لکھتے ہیں کہ:

"غزوہ تبوک میں علاوہ ازیں اس کے جو سامان رسول اللہ ﷺ کے لیے اور آپ کے اصحابؓ کے لیے کھانے کا سامان جہاد کے لیے دیا، جو کئی اونٹوں پر لدا ہوا تھا۔ اس وقت رسول خدا ﷺ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا کہ یا اللہ! عثمانؓ سے میں راضی ہوں تو بھی ان سے راضی رہ۔ اور صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم بھی عثمانؓ کے لیے دعا کرو۔ چناں چہ رسول خدا ﷺ کے ساتھ سب نے دعا کی۔ (خلفائے راشدینؓ)

حضرت رحمت للعالمین ﷺ کی دعا یقیناً قبول ہوئی ہے۔

علاوہ ازیں حضرت عثمانؓ مہاجرین صحابہؓ میں سے ہیں اور مہاجرین اور انصار صحابہؓ کے لیے خصوصی طور پر حق تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں ارشاد فرمایا: رضی اللہ عنھم و رضوا عنه (اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے)۔

اور نہ صرف یہ کہ مہاجرین اور انصار صحابہؓ جنتی ہیں بلکہ دوسروں

کے جنتی بننے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی اتباع (پیروی) کو ضروری قرار دے دیا۔ چنانچہ فرمایا: وَ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ (اور ان لوگوں سے بھی اللہ راضی ہے، جنہوں نے ان (مہاجرین و انصار) کی اچھے طریقے سے پیروی کی)۔

اور مہاجرین وانصار کی اتباع کی شرط قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے ہے اور یہاں یہ ملحوظ رہے کہ اس اتباع سے مراد عقائد و اصول دین میں ان کی اتباع کرنا ہے نہ کہ فروعی واجتہادی مسائل میں جن میں اہل اجتہاد اختلاف کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ صحابہ کرامؓ میں اجتہادی اختلاف پایا جاتا ہے۔

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت حفظہ

اور اجتہادی مسائل میں حق و باطل کا اختلاف نہیں ہوتا بلکہ صواب و خطا کا اختلاف ہوتا ہے۔ بہر حال جو لوگ قرآنی ارشاد کے باوجود حضرت عثمانؓ ذوالنورین یا دوسرے مہاجرین اولین صحابہؓ کرام کے ایمان کے ہی منکر ہیں اور ان سے قلبی بغض و عناد رکھتے ہیں (العیاذ باللہ)۔ وہ اپنے ایمان و اسلام کو بچانے کی کوشش کریں۔

وماعلینا الا البلاغ۔

(۲) ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے گھر میں چار دن پے در پے فاقے پیش آگئے اور آپ کی اور آپ کے اہل بیت کی بوجہ ضعف کے عجیب حالت ہو گئی۔ حضرت عثمانؓ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے کئ

بورے آٹے اور کئی بورے گیہوں اور کئی بورے چھواروں کے اور ایک بکری کا گوشت اور تین سو درہم بھیجے اور اس کے ساتھ ہی یہ کہلا بھیجا کہ اس کے پکانے میں دیر ہو گی، میں پکا ہوا کھانا بھی بھیجتا ہوں۔ چنانچہ بہت سی روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت تیار کرا کر بھیجا۔

اس وقت بھی رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایسی ہی دعائیں دیں۔ اس قسم کی خدمات وقتاً فوقتاً ان سے ظہور میں آتی رہیں۔ (ایضاً خلفائے راشدینؓ)

فرمایئے! نہ صرف صحابی ہونے بلکہ داماد ہونے کی وجہ سے بھی حضرت عثمانؓ آنحضرت ﷺ کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے تھے، سبحان اللہ۔ داماد ہوں تو اس شان کے ہوں اور پھر رحمت للعالمین ﷺ کو کھانا پکا کر بھیجنے کا شرف بھی آپ کی صاحبزادی کو ہی نصیب ہوتا تھا۔

(۳) اور نہ صرف دورِ رسالت میں بلکہ اس کے بعد بھی حضرت عثمانؓ ذوالنورین نے فی سبیل اللہ اپنا مال دریا دلی سے خرچ کیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت صدیقؓ کے زمانے میں سخت قحط پڑا۔ لوگ بہت پریشان تھے۔ ایک روز صدیقؓ نے فرمایا: آج شام تک اللہ تمہاری پریشانی دور کرے گا۔

چنانچہ حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ کے آئے اور مدینہ کے تاجر حضرت عثمانؓ کے پاس خریداری کے لیے پہنچے۔ حضرت عثمانؓ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نے پوچھا کہ ملک شام کی خریداری پر تم لوگ کس قدر نفع دو گے؟ تاجروں نے کہا: دس روپے پر بارہ روپے۔ حضرت عثمان نے کہا: مجھے اس سے زیادہ ملتا ہے۔ آخر ہوتے ہوتے ان تاجروں نے کہا: جو مال آپ نے دس روپے میں خریدا ہے، اس کی قیمت ہم پندرہ روپے دیں گے۔

حضرت عثمانؓ نے کہا: مجھے اس سے بھی زیادہ مل رہا ہے۔ تاجروں نے کہا: وہ زیادہ دینے والا کون ہے؟ مدینہ کے تاجر تو ہم ہی لوگ ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: مجھے ایک روپیہ کے مال کی دس روپے قیمت مل رہی ہے۔ کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو؟ تاجروں نے انکار کر دیا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے یہ سب غلہ اللہ کی راہ میں فقرائے مدینہ کو دے دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس روز میں نے رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایک سفید رنگ کے ترکی گھوڑے پر سوار ہیں اور ایک نوری لباس زیب تن ہے اور جانے کی عجلت فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ کی زیارت کا مجھے بڑا اشتیاق تھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس وقت مجھے جانے کی جلدی ہے۔ اس لیے کہ عثمانؓ نے ایک ہزار اونٹ غلہ کے خیرات کیے ہیں اور خدا نے قبول فرمالیا ہے۔ لہٰذا جنت میں ایک حور سے ان کا نکاح ہو گا اور ان کی محفل عروسی میں مجھے شریک ہونا

ہے۔(ایضاً خلفائے راشدینؓ)

سچے خواب مبشرات میں سے ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو خواب میں اس طرح فرمانا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بہت بڑی بشارت ہے۔ ایک ہزار اونٹ اللہ کی راہ میں دینا کوئی معمولی ایثار نہیں۔ یہ ایسا اللہ کا بندہ ہی کر سکتا ہے جس کا مقصد حیات صرف اپنے ربّ کو راضی کرنا ہے۔

حضرت عثمانؓ اس کمائی ہوئی دولت کو اللہ کی امانت سمجھتے تھے۔ اور جب کوئی ایسا موقع آتا تھا تو وہ اس امانت کو اپنے خالق ورازق حقیقی کے ہی سپرد کر دیتے تھے۔ اور یہی مطلب ہے "وَرَضُوْا عَنْهُ" کا (اور وہ اللہ سے راضی ہوئے) کہ وہ سختی و نرمی، راحت و مصیبت، جنگ و قتال ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو ہی راضی کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نہ صرف ظاہری طور پر غنی اور دولت مند تھے بلکہ آپ کے قلب کو بھی حق تعالیٰ نے غنا کی دولت عطا فرمائی تھی کہ آپ کو مخلوق کی پرواہ نہیں تھی۔ وہ اپنے آپ کو صرف اپنے ربّ کا محتاج سمجھتے تھے۔

(۴) جب رسولِ خدا ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو میٹھے پانی کی آپؐ کو اور آپ کے اصحابؓ کو بڑی تکلیف تھی۔ صرف ایک میٹھا کنواں تھا جس کا نام بئر رومہ تھا۔ اور وہ ایک یہودی کے قبضہ میں تھا۔ وہ اس کا پانی جس قیمت میں چاہتا تھا، بیچتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے

فرمایا کہ جو شخص اس کنویں کو خرید کر اللہ کی راہ میں وقف کر دے اس کو جنت ملے گی۔ حضرت عثمانؓ نے اس کنویں کو خرید کر وقف کر دیا۔

(ایضاً خلفائے راشدینؓ)

لیکن آخر کار یہی کنواں آپ کے لیے ابتلاء و آزمائش کا سبب بن گیا اور سبائی بلوائیوں نے اسی کنویں کا پانی آپ پر بند کر دیا۔ آخر مظلومیت کی حالت میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آج پاکستان کے تاجروں اور کاروباریوں کے حالات کو دیکھیے، ہزاروں میں سے کوئی ہی دیانت دار اور امانت دار ملے گا۔ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ خالص چیز کا ملنا دشوار ہے۔ ہر چیز میں کھوٹ ملا کر کاروباری لوگ تجارت کرتے ہیں۔ فی سبیل اللہ خرچ کرنا ایسے لوگوں کو کب نصیب ہو سکتا ہے؟

حزب اقتدار میں سے ہوں یا حزب اختلاف میں سے، یہ کروڑ پتی بلکہ ارب پتی سرمایہ دار کس طریق اور کس ڈھنگ سے کماتے ہیں؟ کروڑوں کے مالک ہونے کے باوجود بھی ان کے طمع اور فریب کاری میں کمی نہیں آتی۔ اور ان کی یہ بھوک بڑھ ہی رہی ہے۔ پاکستان کی موجودہ مہنگائی سے غریب طبقہ پس رہا ہے۔ اور امرا اور رؤوسا عیش اُڑا رہے ہیں۔ اور پھر ان حرام خور سرمایہ داروں میں ایسے بدنصیب لوگ بھی ہیں جن کے سینے حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے بغض و عناد سے بھرے ہوئے

ہیں۔

کاش کہ مذہب اہل سنت سے تعلق رکھنے والے تجارت پیشہ اور کاروباری لوگ حضرت عثمانؓ کے مالی ایثار و سخاوت کو ہی پیش نظر رکھ کر شرعی اصول کے تحت تجارت کرتے۔ بد دیانتی اور حرام خوری سے بچتے اور اپنی حلال کمائی کو فی سبیل اللہ خرچ کر کے اپنے ربّ کو راضی کر لیتے۔ بے شک کئی خوش نصیب دکاندار اور کاروباری لوگ ایسے بھی ہیں جو بد دیانتی اور حرام خوری سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہوگی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

جہاد فی سبیل اللہ

اللہ کی راہ میں جہاد کو اسلام میں بڑی فضیلت حاصل ہے۔ حضرت عثمانؓ ذوالنورین کو فی سبیل اللہ مالی جہاد کے علاوہ جانی جہاد کی بھی توفیق نصیب ہوئی۔ اور آپ کو غزوۂ بدر سے لے کر تبوک تک تمام غزوات میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور اگرچہ بظاہر آپ میدانِ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن آنحضرت ﷺ نے آپ کو اصحابِ بدر میں شمار کر کے مالِ غنیمت سے حصہ عطا فرمایا۔ چنانچہ بخاری شریف کتاب الجہاد باب اذا بعث الامام رسولا فی حاجة الخ میں ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال انما تغیب عثمان عن بدر

فانه کان تحتیة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کانت مریضه فقال له النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لک اجر رجل ممن شهد بدرا و سهمه

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ غزوۂ بدر میں اس لیے حاضر نہیں ہو سکے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی جو آپ کی بیوی تھیں، بیمار تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فرمایا کہ آپ کو اس معرکے کا اجر اور غنیمت میں حصہ مل جائے گا جو جنگ بدر میں موجود رہا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ بخاری شریف میں غزوۂ بدر کے واقعات کے سلسلے میں اصحابِؓ بدر کے ناموں میں آپ کا نام بھی موجود ہے۔ چنانچہ جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کے نام اس ترتیب سے لکھے ہیں:

النبی محمد بن عبداللہ هاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم ابو بکر صدیق ثم عمر ثم عثمان ثم علی الخ

امام بخاری نے خلفائے راشدینؓ کی ترتیب خلافت کے مطابق ہی اصحابِ بدر میں ان چار یار کے نام لکھے ہیں۔ رضی اللہ عنهم اجمعین۔

غزوۂ بدر کی افضلیت

رحمت للعالمین ﷺ کی بارگاہ میں حضرت عثمانؓ ذوالنورین کو ایسی مقبولیت حاصل ہے کہ آپ کو باوجود ظاہری شرکت کے نہ ہونے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اصحابِ بدر میں شمار فرمایا اور یہ غزوۂ بدر تمام غزوات سے افضل ہے۔

کفر اور اسلام کا یہ عظیم معرکہ میدانِ بدر میں ۱۸ رمضان ۲ھ (مطابق ۱۴ مارچ ۶۲۴ء) کو پیش آیا۔ جس میں قریش ایک ہزار کی تعداد میں تھے اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی قیادت میں اصحاب طالوت کی تعداد کے مطابق صحابہؓ کرام کی تعداد ۳۱۳ تھی۔ غزوۂ بدر کا ذکر سورۃ انفال میں ہے۔ اور تین رکوع کی آیات اسی سلسلہ میں نازل ہوئی ہیں۔ علاوہ ازیں غزوۂ بدر کی خصوصیت یہ ہے کہ اصحابِؓ بدر کی معاونت کے لیے آسمان سے فرشتے نازل ہوئے ہیں۔ جنہوں نے باذن اللہ کفار قریش کے ساتھ قتال بھی کیا ہے۔ چنانچہ سورۃ انفال میں ہے:

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ (پ۹ سورہ انفال آیت ۱۲)

ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جب کہ آپ کا ربّ (ان) فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی (مددگار) ہوں۔ سو (مجھ کو مددگار سمجھ کر) تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ۔ میں بھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں۔ سو تم کفار کی گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور پر مارو۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ ان آیات کے تحت لکھتے ہیں:

"روایات میں ہے کہ بدر میں ملائکہ کو لوگ آنکھوں سے دیکھتے تھے اور ان کے مارے ہوئے کفار کو آدمیوں کے قتل کیے ہوئے کفار سے الگ شناخت کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے یہ ایک نمونہ دکھادیا کہ اگر کبھی شیاطین الجن والانس ایسے غیر معمولی طور پر حق کے مقابل جمع ہو جائیں تو اہل حق اور مقبول بندوں کو ایسے غیر معمولی طریقے سے فرشتوں کی کمک پہنچائے گا۔ باقی ویسے تو فتح و غلبہ بلکہ ہر چھوٹا بڑا کام خدا ہی کی مشیت و قدرت سے انجام پاتا ہے۔ اسے نہ فرشتوں کی احتیاج ہے نہ آدمیوں کی۔ اور اگر فرشتوں ہی سے کوئی کام لے تو ان کو وہ طاقت بخشی ہے کہ تنہا ایک فرشتہ بڑی بڑی بستیوں کو اُٹھا کر پٹک سکتا ہے۔ یہاں تو عالم تکلیف و اسباب میں ذرا سی تنبیہ کے طور پر شیاطین کی غیر معمولی دوڑ دھوپ کا جواب دینا تھا۔"

اس جنگ بدر کا نتیجہ یہ نکلا کہ چودہ صحابہ کرام نے جامِ شہادت نوش فرمایا جن میں چھ مہاجرین میں سے ہیں اور باقی انصار۔ اور ستّر کافر مردار ہوئے جن میں ابو جہل، عتبہ، شیبہ، ولید اور امیہ بن خلف وغیرہ بھی تھے اور ستّر قریش کو گرفتار کرکے مدینہ منورہ لایا گیا۔

آنحضرت ﷺ جب اس عظیم الشان فتح و کامرانی کے بعد واپس مدینہ شریف پہنچے تو آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ بعد از وفات دفن بھی ہو چکی تھیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اصحابِؓ بدر قطعاً جنتی ہیں۔ ان کے فضائل و مناقب کتاب و سنت سے ثابت ہیں لیکن بعض ایسے بد فہم اور بد بخت لوگ ہیں جو حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور دیگر اصحابِ بدرؓ کی کثیر تعداد کے دشمن ہیں۔ ان کے ساتھ بغض و عناد رکھنا ان کا مذہب ہے (العیاذ باللہ)۔ اور جماعت اسلامی کے بانی اور امیر اول گو اصحابِ بدر اور خلفائے راشدین کو مانتے ہیں لیکن اپنے مخصوص تنقیدی نشتر سے ان کو مجروح بھی کرتے ہیں۔ حتی کہ قرآن کے تیسرے موعودہ خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ ذوالنورین کو بظاہر خلیفہ راشد مان کر بھی اپنی کتاب خلافت و ملوکیت کے کتنے صفحات ان کے خلافتِ راشدہ پر تنقید و جرح کرنے میں سیاہ کر دیتے ہیں۔

(ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۸ ش ۲ فروری ۱۹۹۵ء ص ۳ تا ۹)

ابوالاعلیٰ مودودی کی جارحانہ تنقید

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

ابو الاعلیٰ مودودی صاحب بانی و امیر اول جماعت اسلامی قرآن کے تیسرے موعودہ خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ کی خلافت کی پالیسی پر جارحانہ تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ دو چیزیں ایسی تھیں جو بڑے

دور رس اور خطرناک نتائج کی حامل ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت معاویہؓ کو مسلسل بڑی طویل مدت تک ایک ہی صوبے کی گورنری پر مامور کیے رکھا۔ وہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں چار سال سے دمشق کی ولایت پر مامور چلے آرہے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے آبلہ سے سرحد روم تک اور الجزیرہ سے ساحل بحر ابیض تک کا پورا علاقہ ان کی ولایت میں جمع کر کے اپنے پورے زمانہ خلافت (۱۲ سال) میں ان کو اس صوبے پر برقرار رکھا۔ دوسری چیز جو اس سے زیادہ فتنہ انگیز ثابت ہوئی وہ خلیفہ کے سیکرٹری کی اہم پوزیشن پر مروان بن الحکم کی ماموریت تھی۔"

(خلافت وملوکیت، طبع اول ص ۱۵)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

تبصرہ: مودودی صاحب اگر حضرت عثمانؓ کو چار خلفائے راشدین میں شامل نہ کرتے تو آپ کی خلافت کی پالیسی اور اس کے نتائج کا جس طرح ذکر کیا ہے، کسی درجہ میں قابل غور ہو سکتا تھا۔ لیکن تعجب ہے کہ حضرت عثمانؓ کو خلیفہ راشد تسلیم کرنے کے باوجود بھی ان کی خلافت کی پالیسی کو خطرناک اور فتنہ انگیز قرار دے رہے ہیں۔ حالاں کہ:

☆ حضرت عثمانؓ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جو حدیبیہ کے موقع پر بیعت رضوان کا سبب بنے ہیں۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قریباً چودہ سو اصحابؓ رضوان سے راضی ہونے کا اعلان فرمایا۔

☆ یہی وہ حضرت عثمانؓ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو غائبانہ اس بیعت میں از خود شامل فرمایا اور اپنے دست مبارک کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دے دیا۔

☆ یہی وہ حضرت عثمانؓ ہیں کہ جنگِ بدر میں شامل نہ ہونے کے باوجود بھی آنحضرت ﷺ نے آپ کو بدر کی غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا۔

☆ یہی وہ حضرت عثمانؓ ہیں جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور

☆ یہی وہ حضرت عثمانؓ ہیں کہ حضرت عمرؓ فاروق نے انتخاب خلیفہ کے لیے ان چھ جلیل القدر صحابہؓ کرام میں شامل کیا جنہوں نے اپنے میں سے خلیفہ کا انتخاب کرنا تھا اور ان چھ عشرہ مبشرہ میں سے آخر کار آپ کو ہی خلیفہ منتخب کیا گیا اور حضرت علیؓ المرتضیٰ سمیت تمام صحابہؓ کرام اور ملت اسلامیہ نے آپ کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ اور

☆ یہ وہی حضرت عثمانؓ ہیں جنہیں قرآن کی آیت استخلاف اور آیت تمکین کے تحت اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق تیسرے نمبر پر خلافت راشدہ کا منصب عطا فرمایا اور چار موعودہ خلفائے راشدین میں سے ایک ہیں جن کی پیروی اُمت پر لازم کر دی ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِىْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْن (مشکوٰۃ شریف)

"تم میں سے میرے بعد جو زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ پس (ان حالات میں) تم پر میری سنت کے علاوہ میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی بھی لازم ہے۔"

تو بجائے اس کے کہ مودودی صاحب حضرت عثمانؓ کی خلافت کی پالیسی کو صحیح اور برحق قرار دے کر آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی پیروی کرتے، اس کے برعکس آپ کی خلافت کی پالیسی کو خطرناک اور فتنہ انگیز قرار دے دیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔

یہ ہیں وہ مودودی صاحب جن کو ان کی جماعت مجدد اور امام وقت تسلیم کرتی ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲) اگر حضرت فاروقؓ اعظم نے اعتماد کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہؓ کو چار سال دمشق کے صوبے پر برقرار رکھا تو حضرت عثمانؓ ذوالنورین نے حضرت فاروق اعظمؓ کے معتمد علیہ حضرت معاویہؓ کی حدود ولایت میں مزید توسیع کی اور تاحین حیات ان کو برقرار رکھا تو اس میں شرعاً کیا قباحت ہے؟ حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ فاروق اعظم کی فراست اور تدبیر ہی کو مشعل راہ بنایا۔

(۳) عبداللہ بن سبا یہودی منافق کے پیروکاروں نے حضرت عثمانؓ پر جو الزامات لگائے تھے اور جن کا جواب علمائے حق دیتے رہے ہیں۔

چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے بھی تحفہ اثنا عشریہ میں ان الزامات کا ابطال کیا ہے۔ مودودی صاحب نے تقریباً وہی الزامات اپنی کتاب خلافت وملوکیت میں دہرائے ہیں۔

شیعہ تو حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی خلافت راشدہ کے سرے سے منکر ہیں بلکہ وہ تو ذوالنورینؓ کا ایمان بھی تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن مودودی صاحب کو کیا ہو گیا جب کہ وہ حضرت ذوالنورینؓ کی خلافت راشدہ کو خلافت راشدہ بھی قرار دیتے ہیں۔ غالباً مودودی صاحب نے بھی تقیہ سے ہی کام لیا ہے۔

(۴) حضرت امیر معاویہؓ پر تو خلافت و ملوکیت میں اس طرح ظالمانہ اور جارحانہ تنقید کی ہے کہ الامان الحفیظ۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

(ا) ”ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں بر سر منبر حضرت علیؓ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبر رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علی کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا شریعت تو درکنار، انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جمعہ کے خطبہ کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔" (خلافت وملوکیت، طبع اول ص ۱۷۴)

تبصرہ: مودودی صاحب نے یہاں عہد صحابہؓ و تابعین میں منبر نبوی اور خطابت جمعہ کا جو نقشہ کھینچا ہے، یہ سب جھوٹ اور بہتان ہے۔ اور سبائی پروپیگنڈے کی قلمکاری ہے اور گالیوں کی بوچھاڑ کے الفاظ تو کسی کتاب میں بھی نہیں ملتے اور حافظ ابن کثیر محدث رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ و النہایہ میں تصریح کی ہے کہ بعض تاریخی روایات میں جو یہ مذکور ہے کہ حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ اور ان کے اصحاب پر لعنت کرتے تھے اور اس کے جواب میں حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ اور آپ کے اصحاب پر لعنت شروع کی، تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔

اور کیا کوئی ہوش مند آدمی یہ باور کر سکتا ہے کہ منبر رسولؐ پر جب کوئی خطیب خطبہ جمعہ میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کو گالیاں دیتا تھا تو اولاد رسول میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہ تھا جو اس پر نکیر کرتا؟ اور کیا اس دور کے نمازی ایسے ہی تھے کہ گالیوں کی بوچھاڑ سن کر بھی وہ ایسے خطیب کے پیچھے نماز جمعہ پڑھتے تھے؟ اور باوجود اس گھناؤنے کردار کے حضرت امام حسنؓ حضرت امیر معاویہؓ کے بیت المال سے وظائف بھی لیتے رہے۔ جیسا کہ شیعہ تصانیف سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ حالانکہ موجودہ پر فتن اور حیا سوز دور میں بھی کوئی خطیب منبر پر اس قسم کی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اخلاقی پستی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا اور اگر کوئی ایسا کرے تو نمازی اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ چہ جائے کہ دورِ صحابہؓ و تابعینؒ میں۔ رضوان اللہ علیھم اجمعین۔

(۲) مودودی صاحب نے حضرت معاویہؓ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے:

"مالِ غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔"

(خلافت و ملوکیت، طبع اول ص ۱۷۴)

یہ بھی صریح بہتان ہے۔ حضرت معاویہؓ کتاب و سنت کے صریح احکام کی خلاف ورزی کیوں کر کر سکتے تھے؟ جب کہ آپ ایک جلیل القدر صحابی اور کاتب وحی بھی ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے آپ کے حق میں یہ دُعا فرمائی ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا

"اے اللہ! اس (معاویہؓ) کو ہدایت دینے والا اور ہدایت پانے والا بنادے۔"

حضرت معاویہؓ فقیہہ ہیں۔ آپ سے مسائل میں اجتہادی خطا کا صدور ہو سکتا ہے اور ہوا بھی ہے۔ چنانچہ جنگ صفین میں آپ سے اجتہادی خطا سرزد ہوئی اور اس پر اہلسنت و الجماعت کا اجماع ہے اور اجتہادی خطا گناہ بھی نہیں بلکہ اس میں بھی ایک مجتہد کو ایک اجر ملتا ہے

اور اس اجتہادی خطا کے سلسلہ میں بندہ نے اپنی کتاب خارجی فتنہ میں مفصل بحث کی ہے جو قابلِ مطالعہ ہے۔

مودودی صاحب نے حضرت معاویہؓ پر متعدد مسائل کے سلسلہ میں جو اعتراضات کیے ہیں ان کا جواب حضرت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی (کراچی) زید مجدہم نے اپنی کتاب "حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق" میں دیا ہے۔ جس کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

ستم ظریفی: حضرت معاویہؓ کے خلاف مودودی صاحب یہ سب کچھ لکھنے کے بعد یہ بھی لکھتے ہیں کہ:

> "حضرت معاویہؓ کے محامد و مناقب اپنی جگہ پر ہیں۔ ان کا شرف صحابیت بھی واجب الاحترام ہے۔ ان کی یہ خدمت ناقابلِ انکار ہے کہ انہوں نے پھر سے (دنیائے اسلام) کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا اور دنیا میں اسلام کے غلبہ کا دائرہ پہلے سے زیادہ وسیع کر دیا۔ ان پر جو شخص لعن طعن کرتا ہے وہ بلاشبہ زیادتی کرتا ہے۔ لیکن ان کے غلط کام کو تو غلط کہنا ہی ہو گا۔ اسے صحیح کہنے کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم اپنے صحیح و غلط کے معیار کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔" (ایضاً خلافت و ملوکیت ص ۱۵۲)

علاوہ ازیں مودودی صاحب نے حضرت معاویہؓ کے طویل عرصہ تک برقرار رہنے کے متعلق جو لکھا ہے، وہی خمینی صاحب نے بھی لکھا

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"البتہ رسول اکرم کے مقاصد کا اجرا نہیں ہوا اور نہ انہیں جاری کرنے دیا گیا۔ اور اگر حضرت امیر رسول اکرم کے بعد خلافت پر متمکن ہو جاتے تو معاویہ کی حکومت سامنے نہ آتی۔ معاویہ کا تسلط اس ڈھیل سے پیدا ہوا جو زمانہ رسول سے لے کر بلکہ عثمان کے آخری زمانہ تک وہی چھوٹ تھی جو خلفاء نے اسے دے رکھی تھی اور ہمیشہ اس کی تائید کرتے رہے۔ بھول کے ایسا کیا گیا یا جان بوجھ کر اسے خدا بہتر جانتا ہے۔ لیکن اسباب یہی تھے کہ اس نے شام کے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔" (حکومت اسلامی یا ولایت فقیہ ص ۳۹)

تبصرہ: مندرجہ عبارت میں حضرت معاویہؓ کے محامد و مناقب کے متعلق مودودی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ کیوں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے بعد باہمی اختلاف ختم ہو گیا تھا۔ اس لیے اس سال کو عام الجماعۃ کہتے ہیں۔ کیوں کہ تمام مسلمانوں کی ایک ہی متحدہ جماعت بن گئی تھی۔ اور حضرت معاویہؓ تمام مملکت اسلامیہ کے بالاتفاق برحق خلیفہ تسلیم کر لیے گئے تھے۔ لیکن کیا ایسے متفق علیہ صحابی خلیفہ کے بارے میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے تقسیم غنیمت کے سلسلے میں جان بوجھ کر کتاب و سنت کی صریح مخالفت کی تھی۔ اور مسجد نبوی میں منبر رسول پر وہ حضرت علیؓ المرتضیٰ پر گالیوں

کی بوچھاڑ بھی کرتے تھے۔ اور جمعہ کے خطبہ کو اس گناہ سے آلودہ بھی کرتے تھے۔ کیا اس کو عام غلطی کہا جاسکتا ہے۔ ایسا کردار تو کسی فاسق کا ہی ہوسکتا ہے۔

مودودی صاحب کی ان متضاد عبارتوں کو آخرکار تقیہ پر ہی محمول کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ مودودی صاحب دِل سے حضرت امیر معاویہؓ کا شرفِ صحابیت تسلیم کرتے اور آپ کے محامد و مناقب کے قائل ہوتے تو شیعہ علماء ان کے مداح نہیں ہوسکتے تھے۔ اور نہ ہی ایران کے انقلابی خمینی صاحب مودودی صاحب کی وفات پر درج ذیل تعزیتی پیغام دیتے:

"سید مودودی صرف پاکستان میں ہی نہیں پورے عالم اسلام کے قائد تھے۔ ان کے اسلامی فکر نے پوری اسلامی دُنیا میں اسلامی انقلاب کی تحریک برپا کردی۔ ان کی ان کوششوں کے نتیجہ میں ان شاء اللہ دُنیا بھر میں اسی طرح اسلامی انقلاب برپا ہو کر رہے گا۔ جس طرح ایران میں اسلام کو غلبہ نصیب ہوا ہے۔ ان کا انتقال دُنیائے اسلام کا عظیم نقصان ہے۔ ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی بہت ضرورت ہے۔" (ہفت روزہ "شیعہ" لاہور یکم تا ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء)

لیکن اس کے برعکس خمینی صاحب حضور خاتم النبیین ﷺ کے پہلے تین خلفاء راشدین حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی نہ صرف یہ کہ خلافت راشدہ

کے منکر ہیں بلکہ ان کو قرآن کی مخالفت کرنے والا قرار دیتے ہیں۔
چنانچہ خمینی صاحب نے اپنی کتاب کشف اسرار میں یہ عنوان قائم کیا ہے:

"مخالفت ہائے ابو بکر بانص قرآن"
یعنی حضرت ابو بکرؓ نے قرآن کی نصوص کی مخالفتیں کی ہیں۔
(العیاذ باللہ)

اور حضرت عمرؓ فاروق اعظم کے بارے میں لکھا ہے:
"مخالفت عمر با قرآن خداء"۔
پھر لکھا ہے کہ:
"اینجا بعضے از مخالفت ہائے عمر را با قرآن ذکر می کنیم تا معلوم شود کہ مخالفت با قرآن پیش تنہا چیزے میمی بنودہ (ایضاً ص ۱۴۷)
ترجمہ: یہاں ہم بعض ان باتوں کا ذکر کریں گے جن میں عمر نے قرآن کی مخالفتیں کی ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ قرآن کی مخالفت کی ان کے ہاں کوئی اہمیت نہ تھی۔ (العیاذ باللہ)

خمینی صاحب حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کو تو کھلم کھلا قرآن کی مخالفت کرنے والا قرار دے رہے ہیں لیکن یہی خمینی صاحب ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کو عالم اسلام کا قائد تسلیم کر رہے ہیں۔ اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ایں چہ بوالعجبیت

ایک آدمی خلفائے راشدین کا تو دشمن ہے لیکن مودودی صاحب کو عالم اسلام کا عظیم قائد مانتا ہے۔ تو اس کے نزدیک کیا مودودی صاحب خلفائے راشدینؓ کو دِل سے ماننے والے تھے۔ اور ان کے صحیح طور پر عقیدت مند ہو سکتے ہیں۔ ضرور دال میں کچھ کالا کالا ہے اور موجودہ دور کے بھولے بھالے اور غافل سُنّی مسلمانوں کو فریب دیا جارہا ہے اور اس طریق سے شیعیت کے لیے راہ ہموار کی جارہی ہے۔

یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ تقیہ، متعہ، امامت و رسالت کے متعلق خمینی عقائد معلوم کرنے کے لیے بندہ کی کتاب "کشف خارجیت" اور "میاں طفیل محمد کی دعوت اتحاد کا جائزہ" کا مطالعہ فرمائیں۔

(از مولانا قاضی مظہر حسینؒ چکوالی، ماہنامہ حق چاریارؓ ج ۸ ش ۳ مارچ ۱۹۹۵ء ص ۳ تا ۹)

حضرت عثمانؓ کی ہجرت حبشہ

لوگوں نے بیان کیا کہ عثمانؓ اُن لوگوں میں سے تھے، جنہوں نے مکہ سے ملک حبشہ کی طرف ہجرت اولیٰ اور ہجرت ثانیہ کی۔ ان دونوں میں اُن کے ہمراہ اُن کی بیوی رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں لوطؑ کے بعد سب سے پہلے شخص ہیں، جنہوں نے اللہ کی طرف ہجرت کی۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

(۲) محمد بن جعفر بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو وہ بنی النجار میں اوس بن ثابت برادر حسان بن ثابت کے پاس اُترے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

(۳) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں مکانات عطا کئے تو اُس دن عثمانؓ بن عفان کے مکان کا خط کھینچ دیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ کھڑکی جو اُس روز عثمانؓ کے مکان میں تھی، نبی ﷺ کے دروازے کے سامنے تھی، وہ وہی تھی کہ نبی ﷺ جب عثمانؓ کے مکان میں جاتے تھے تو اس سے نکلا کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

خادم اہلسنّت عبد الرحمن الحنفی

حضرت عثمانؓ کا حضرت ابن عوفؓ سے عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ بن عفان اور عبد الرحمٰنؓ بن عوف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ کہتے ہیں کہ عثمانؓ اور اوسؓ ابن ثابت ابی شداد بن اوس کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ عثمانؓ اور ابی عبادہ سعدؓ بن عثمان الزرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

مدینہ میں نیابت رسول اللہ ﷺ

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ ذات

الرقاع میں مدینے پر عثمانؓ بن عفان کو خلیفہ بنایا۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے غزوہ غطفان میں جو نجد کے مقام ذی امر میں ہوا تھا، انہیں مدینے پر خلیفہ بنایا تھا۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اصحابِؓ رسول اللہ ﷺ میں سے کسی شخص کو ایسا نہیں دیکھا کہ جب وہ حدیث بیان کرے تو اسے عثمانؓ بن عفان سے زیادہ پورا کرے اور اچھی طرح بیان کرے۔ البتہ وہ ایسے شخص تھے، جو حدیث بیان کرنے سے ڈرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

خادم اہلسنّت
حافظ
عبدالوحید الحنفی

مناقب خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرت ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے فضائل

(۱) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَّ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَ صِدِّيْقٌ وَ شَهِيْدَانِ

(رواہ البخاری و مشکوۃ حدیث ۵۸۲۲)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ وعلیہ وسلم اور آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کوہ احد پر چڑھے۔ احد حرکت کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے اُحد پر ایک ٹھوکر لگائی اور فرمایا احد! ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

حضرت عثمانؓ کو جنت کی بشارت

(۲) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِیِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ

خادم اہلسنّت عبدالوحید حنفی

فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا أَبُوْبَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهُ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِيَ افْتَحْ لَهُ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ الْمُسْتَعَانُ (بخاری و مسلم متفق علیہ و مشکوۃ حدیث ۵۸۲۳)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ میں مدینہ کے ایک باغ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ کہ ایک شخص آیا۔ اور اس باغ کا دروازہ کھلوایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دروازہ کھول دو اور آنے والے شخص کو جنت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا دیکھا۔ تو وہ ابو بکرؓ تھے میں نے ان کو جنت کی بشارت دی۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس پر ابو بکرؓ نے خدا کی حمد و ثناء کی اور شکریہ ادا کیا۔

پھر ایک شخص آیا اور دروازہ کھلوایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دو۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھولا دیکھا۔ تو وہ عمرؓ تھے۔ میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے آگاہ کیا۔ انہوں نے

غلام اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

خدا کی حمد و ثناء کی اور شکر ادا کیا۔

پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور ان مصائب پر جو اس آنے والے شخص کو پہنچیں گے، جنت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا دیکھا۔ تو وہ عثمانؓ تھے میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے آگاہ کیا۔ انہوں نے خدا کی حمد و ثناء کی اور پھر کہا اللہ تعالیٰ سے ان مصائب پر مدد طلب کی جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم متفق علیہ)

جیش عسرۃ میں حضرت عثمانؓ کا مال دینا

(۳) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحُثُّ عَلٰى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيَّ مِاءَةُ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَ اَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ مِاءَتَانِ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَ اَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ ثَلٰثُمَاءَةِ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَ اَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَ هُوَ يَقُوْلُ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ (رواہ الترمذی و مشکوۃ)

حضرت عبدالرحمٰن بن خبابؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، جب کہ آپ ﷺ جیش عسرة[1] کی مدد کے لئے لوگوں کو جوش دِلا رہے تھے۔ عثمانؓ آپ کے پرجوش الفاظ سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں سو اونٹ مع جھولوں اور کجاووں کے خدا کی راہ میں پیش کروں گا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان لشکر کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا اور امداد کی رغبت دلائی۔ عثمانؓ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! دو سو اونٹ مع جملہ سامان کے خدا کی راہ میں نذر کروں گا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کو سامان کی درستی و فراہمی کی طرف پھر توجہ اور رغبت دلائی۔ اور عثمانؓ نے پھر کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! تین سو اونٹ مع جھولوں اور کجاوؤں کے خدا کی راہ میں، میں حاضر کرتا ہوں۔

پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترتے

---

1 عسرۃ کے معنٰی ہیں: تنگی۔ جیش عسرۃ نام اس وجہ سے پڑا کہ جس زمانہ میں یہ لشکر آپ نے تیار کیا تھا وہ زمانہ سخت تنگی کا تھا اس لئے اس لشکر کا نام جیش عسرۃ ہو گیا۔ یہ لشکر جنگِ تبوک کے موقع پر تیار کیا گیا تھا۔ ۱۲ مترجم

جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ اب عثمانؓ کو وہ چیز نقصان نہ پہنچائے گی، جو اس کے بعد کریں گے۔ اب عثمانؓ کو وہ عمل کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، جو اس کے بعد کریں گے (یعنی ان کی یہ نیکی آئندہ کا کفارہ ہو گی اور کوئی عمل ان کو ضرر نہ پہنچائے گا۔ (ترمذی)

جیش عسرۃ میں حضرت عثمانؓ کو بشارت

(۴) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَآءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِيْ حَجْرِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِيْ حَجْرِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ (رواہ احمد)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرةؓ کہتے ہیں کہ عثمانؓ جیش عسرۃ کی تیاری کے زمانہ میں ایک ہزار دینار اپنے کرتے کی آستین میں بھر کر لائے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیا میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے، آج کے بعد عثمانؓ کوئی عمل کریں وہ ان کو ضرر نہ پہنچائے گا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ الفاظ دو مرتبہ فرمائے۔ (احمد)

بیعت رضوان اور حضرت عثمانؓ کی شان

(۵) وَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ فَبَايَعَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَ حَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ (رواہ الترمذی)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا اس وقت عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کی حیثیت سے مکہ گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کر لی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عثمانؓ خدا اور خدا کے رسول ﷺ کے کام پر گئے ہوئے ہیں۔ پھر اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا (یعنی عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمانؓ کے لئے بہتر تھا۔ ان ہاتھوں سے جنہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے بیعت کی تھی۔ (ترمذی)

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

حضرت عثمانؓ کا باغیوں کو جواب

(٦) وَ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنِ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِيْنَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانَ فَقَالَ اُنْشِدُكُمُ اللهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَ لَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيْ بِئْرَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ دَلْوَهٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَهُمْ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ وَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالُوا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ اُنْشِدُكُمُ اللهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِيْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَبْغُوْنَنِيْ اَنْ اُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اُنْشِدُكُمُ اللهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَّالِيْ قَالُوا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اُنْشِدُكُمُ اللهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَ مَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَ اَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهٗ بِالْحَضِيْضِ

فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اُسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّ صِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ قَالُوْا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّيْ شَهِيْدٌ ثَلَاثًا (رواہ الترمذی والنسائی والدار قطنی ومشکوۃ)

ثمامہ بن حزن قشیریؒ کہتے ہیں کہ میں عثمانؓ کے گھر میں اس وقت حاضر ہوا، جب کہ باغیوں نے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ حضرت عثمانؓ گھر کے اندر سے کوٹھے پر آئے اور نیچے جھانک کر ان لوگوں سے، جو اُن کو قتل کرنا چاہتے تھے، مخاطب کر کے کہا کہ میں خدا اور اِسلام کا واسطہ دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ تم کو یہ بات تو معلوم ہو گی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے ہیں، اس وقت مدینہ میں رومہ کے کنوئیں کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا: کون شخص ہے؟ جو رومہ کے کنوئیں کو خریدے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کنوئیں میں ڈالے (یعنی پھر اس کو وقف کردے)۔ اس ثواب کے بدلے میں، جو خریدنے والے کو جنت میں ملے گا۔ میں نے اس کنوئیں کو اپنے خالص اور ذاتی مال سے خرید کیا اور آج تم اس کنوئیں کا پانی پینے سے مجھ کو روکتے ہو؟ یہاں تک کہ میں کھاری پانی پی رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا: ہاں! ہم جانتے

ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ! ہم اس سے واقف ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا: میں تم سے خدا اور اِسلام کا واسطہ دلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم کو یہ معلوم ہے کہ جب مدینہ کی مسجد نمازیوں کی زیادتی کے سبب تنگ ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون شخص ہے؟ جو فلاں شخص کی اولاد کی زمین خریدے اور مسجد میں اس زمین کو شامل کر کے مسجد میں وسعت پیدا کرے۔ اس ثواب کے بدلے میں جو اس کو جنت میں ملے گا۔ میں نے اس زمین کو اپنے خالص اور ذاتی مال سے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔ آج تم مجھ کو اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔

لوگوں نے کہا: ہاں! اے اللہ تعالیٰ! ہم اس سے واقف ہیں۔

پھر عثمانؓ نے فرمایا: میں تم سے خدا و اِسلام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم اس سے واقف ہو کہ میں نے جیش عسرۃ کے سامان کو اپنے مال سے درست کیا؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ تعالیٰ! ہم اس سے واقف ہیں۔

پھر عثمانؓ نے کہا: میں تم کو خدا اور اِسلام کا واسطہ دیتا ہوں اور یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم اس سے آگاہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک روز) مکہ کی پہاڑی ثبیر پر کھڑے تھے اور آپ کے ہمراہ ابو بکرؓ و عمرؓ اور میں بھی تھا۔ پہاڑ نے حرکت کرنا شروع کی،

یہاں تک کہ اس کے پتھر گرنے لگے۔ حضور ﷺ نے پہاڑ پر ایک ٹھوکر ماری اور فرمایا: اے ثبیر! ٹھہر جا، حرکت نہ کر۔ تیرے اوپر ایک نبی ﷺ ہے، ایک صدیقؓ اور دو شہیدؓ ہیں۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ تعالیٰ! یہ صحیح ہے۔ عثمانؓ نے کہا: اللہ اکبر! لوگوں نے سچی گواہی دی اور قسم ہے پروردگار کعبہ کی، میں شہید ہوں۔ تین بار آپؓ نے یہ الفاظ فرمائے۔ (ترمذی، نسائی، دار قطنی)

عثمانؓ فتنوں میں راہ راست پر ہوں گے

(۷) وَ عَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ ذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِيْ ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ

(رواہ الترمذی و ابن ماجۃ وَقَالَ الترمذی و ابن ماجۃ وَقَالَ الترمذی ھٰذا حدیث حسن صحیح و مشکوٰۃ شریف)

حضرت مرۃ بن کعب کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنوں کا ذکر فرماتے سنا اور ان کو بہت قریب بتایا۔ آپ یہ فرمارہے تھے کہ ایک شخص سر پر کپڑا ڈالے ادھر سے گزرا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص ان دنوں میں راہِ راست پر ہو گا۔

مرة بن کعبؓ کا بیان ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے یہ الفاظ سن کر میں اٹھا اور اس کی طرف گیا۔ دیکھا تو وہ عثمانؓ تھے۔ پھر میں نے حضرت عثمانؓ کا منہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا اور پوچھا: کیا یہ شخص ان فتنوں میں راہِ راست پر ہو گا؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہاں! (ترمذی، ابن ماجہ۔ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

خلافت کی بشارت قمیص سے مثال

(۸) وعَنْ عَاءِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ یَا عُثْمَانُ اِنَّهٗ لَعَلَّ اللّٰہُ یُقَمِّصُکَ قَمِیْصًا فَاِنْ اَرَادُوْکَ عَلٰی خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ (رواه الترمذی و ابن ماجة وَ قَالَ الترمذی فِی الحدیث قصة طویلة)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عثمانؓ سے کہا: شاید خداوند تعالیٰ تجھ کو ایک قمیص پہنائے، پھر اگر لوگ تجھ سے مطالبہ کریں کہ تو اس قمیص کو اتار ڈال، تو ان کی خواہش سے اس قمیض کو نہ اُتارنا۔ (ابن ماجہ، ترمذی کہتے ہیں اس حدیث میں طویل قصہ ہے۔)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حضرت عثمانؓ کو صبر کی وصیت

(۹) وَعَنْ اَبِیْ سَهْلَةَ قَالَ قَالَ لِیْ عُثْمَانُ یَوْمَ الدَّارِ اِنَّ رَسُوْلَ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ عَہِدَ اِلَیَّ عَہْدًا وَاَنَا صَابِرٌ عَلَیْہِ
(رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ابو سہلہؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے عثمانؓ نے ایک روز جس روز کہ ان کو شہید کیا گیا ہے، کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک وصیت کی تھی اور میں اس وصیت پر صبر کرنے والا ہوں یا اس ظلم و ستم پر صبر کرتا ہوں جو پیش آئے ہیں۔ (ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عثمانؓ کو وصیت

(۱۰) وَعَنْ اَبِیْ سَہْلَۃَ مَوْلٰی عُثْمَانَ قَالَ جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسِرُّ اِلٰی عُثْمَانَ وَلَوْنُ عُثْمَانَ یَتَغَیَّرُ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ الدَّارِ قُلْنَا اَلَا نُقَاتِلُ قَالَ لَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَہِدَ اِلَیَّ اَمْرًا فَاِنَّمَا صَابِرٌ نَفْسِیْ عَلَیْہِ (بیہقی)

حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام ابو سہلہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عثمانؓ سے چپکے چپکے کچھ باتیں کر رہے تھے اور ان باتوں کو سن کر عثمان کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ پھر جب وہ دن ہوا جب کہ عثمانؓ کو ان کے گھر میں لوگوں نے گھیر لیا تو ہم نے عثمانؓ سے کہا کہ ہم ان لوگوں سے لڑیں تو عثمانؓ نے کہا کہ نہیں اس لئے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ کو وصیت کی ہے

اور میں اس پر صابر و شاکر ہوں۔

حضرت عثمانؓ کی اتباع کا حکم

(۱۱) وعَنْ اَبِیْ حَبِیْبَۃَ اَنَّہٗ دَخَلَ الدَّارَ وَ عُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ فِیْھَا وَ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَسْتَاذِنُ عُثْمَانَ فِی الْکَلَامِ فَاَذِنَ لَہٗ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَ اَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّکُمْ سَتُلْقَوْنَ بَعْدِیْ فِتْنَۃً وَّ اِخْتِلَافًا اَوْ قَالَ اِخْتِلَافًا وَ فِتْنَۃً فَقَالَ لَہٗ قَاءِلٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنْ لَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْ مَا تَامُرُنَا بِہٖ قَالَ عَلَیْکُمْ بِالْاَمِیْرِ وَ اَصْحَابِہٖ وَھُوَ یُشِیْرُ اِلٰی عُثْمَانَ بِذٰلِکَ (رواھما البیھقی فی دلائل النبوۃ)

ابو حبیبہؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کے گھر میں داخل ہوا جب کہ لوگوں نے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا اور عثمانؓ محصور تھے۔ میں نے سنا کہ ابو ہریرہؓ عثمانؓ سے کچھ کہنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ عثمانؓ نے ان کو اجازت دے دی۔ اور ابو ہریرہؓ نے کھڑے ہو کر اول خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر کہا:

میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میرے بعد تم فتنوں اور اختلافات باہمی سے دوچار ہوں گے۔ اس کے ذریعہ تمہاری آزمائش کی جائے گی۔

خادم السنۃ حافظ عبدالوحید الحنفی

یہ سن کر ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ اس وقت کس کی متابعت کریں یا یہ کہ اس زمانے میں ہم کو آپ کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: امیر اور ان کے دوستوں کی اطاعت تم پر لازم ہے۔ امیر کا لفظ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ فرمایا۔(بیہقی)

عثمانؓ کا صحابہ میں مقام

(۱۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ

(رواہ الترمذی ومشکوۃ شریف حدیث ۵۸۲۴)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں یہ کہا کرتے کہ ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔(ترمذی)

حضرت عثمانؓ پر اعتراض کا جواب

(۱۳) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَوْھَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ مِصْرَ یُرِیْدُ حَجَّ الْبَیْتَ فَرَاٰی قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ ھٰؤُلَآءِ الْقَوْمُ قَالُوْا ھٰؤُلَآءِ قُرَیْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّیْخُ فِیْھِمْ قَالُوْا عَبْدُاللّٰہِ

بْنِ عُمَرَ قَالَ یَا ابْنَ عُمَرَ اِنِّیْ سَائِلُکَ عَنْ شَیْءٍ فَحَدِّثْنِیْ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ یَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَیَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَ لَمْ یَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمَ اَنَّهٗ تَغَیَّبَ عَنْ بَیْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ یَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالْ اُبَیِّنْ لَکَ اَمَّا فِرَارُهٗ یَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَ اَمَّا تَغَیُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ کَانَتْ تَحْتَهٗ رُقَیَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ کَانَتْ مَرِیْضَةً فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّ لَکَ اَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَ سَهْمَهٗ وَ اَمَّا تَغَیُّبُهٗ عَنْ بَیْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ کَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهٗ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ عُثْمَانَ وَ کَانَتْ بَیْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ فَذَهَبَ عُثْمَانُ اِلٰی مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ بِیَدِهِ الْیُمْنٰی هٰذِهٖ یَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰی یَدِهٖ وَ قَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الْاٰنَ مَعَکَ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف، حدیث ۵۸۱۹)

عثمان بن عبد اللہ بن موہبؒ کہتے ہیں کہ ایک مصری شخص حج کے ارادے سے آیا۔ اس نے ایک جگہ ایک جماعت کو بیٹھے دیکھ کر پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا: قریش ہیں۔ اس نے کہا: سردار کون ہے؟ لوگوں نے کہا: عبد اللہ بن عمرؓ۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اس شخص نے ابن عمرؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ابن عمرؓ! میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں، تم اس کا جواب دو۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ عثمانؓ احد کی جنگ میں بھاگ گئے تھے؟ ابن عمرؓ نے کہا: ہاں ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر اس شخص نے پوچھا: تم کو معلوم ہے کہ عثمانؓ بدر کے معرکہ میں غائب تھے اور جنگ بدر میں شریک نہ تھے۔ ابن عمرؓ نے کہا: ہاں! وہ بدر کے معرکہ میں موجود نہ تھے۔

پھر اس شخص نے پوچھا: تم کو معلوم ہے عثمانؓ بیعت رضوان میں موجود نہ تھے۔ ابن عمرؓ نے کہا: ہاں! وہ بیعت رضوان میں بھی شامل نہ تھے۔ اس شخص نے ابن عمرؓ سے تینوں باتوں کی تصدیق سن کر اللہ اکبر کہا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ابن عمرؓ نے اس سے کہا: ادھر آ میں تجھ سے حقیقت حال بیان کروں کہ خداوند تعالیٰ نے ان کے اس قصور کو معاف کر دیا اور اس کا ثبوت قرآن کی یہ آیت ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۵)

اور بدر کے دن عثمانؓ کا غائب ہونا، اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت رقیہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی عثمانؓ کی بیوی اس

زمانہ میں بیمار تھیں۔اس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عثمانؓ کو ان کی خبر گیری کے لئے مدینہ چھوڑ دیا تھا) اور فرمایا تھا کہ عثمانؓ کو بدر میں حاضر ہونے والوں سے ایک شخص کا ثواب ملے گا اور مال غنیمت میں سے بھی ایک شخص کا حصہ ملے گا۔

اب رہا بیعت رضوان سے عثمانؓ کا غائب ہونا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر مکہ میں عثمانؓ سے زیادہ ہر دلعزیز وباعزت کوئی شخص ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسی کو مکہ روانہ فرماتے۔ لیکن چونکہ عثمانؓ سے زیادہ عزت اور ہر دلعزیز مکہ والوں کی نظر میں کوئی نہ تھا،اس لئے رسول خدا ﷺ نے انہیں کو مکہ روانہ کیا تاکہ وہ کفار مکہ سے آپ ﷺ کی جانب سے گفتگو کریں۔

چنانچہ عثمان حضور ﷺ کے حکم پر مکہ چلے گئے اور ان کی عدم موجودگی میں بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا اور بیعت رضوان کے وقت رسول خدا ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر کہا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے، پھر اس ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا: اور یہ عثمان کی بیعت ہے۔ اس کے بعد ابن عمرؓ نے کہا: تو میرے اس بیان کو لے جا جو ابھی میں نے تیرے سامنے دیا ہے، یہی بیان تیرے سوالات کا مکمل اور شافی جواب ہے۔(بخاری)

حضور ﷺ کا خواب خلافت عثمانؓ کی بشارت

(۱۴) عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ اُرِیَ اللَّیْلَۃَ رَجُلٌ صَالِحٌ کَاَنَّ اَبَابَکْرٍ نِیْطَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ نِیْطَ عُمَرُ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَ نِیْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قُلْنَا وَ اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ اَمَّا نُوْطُ بَعْضِہِمْ بِبَعْضٍ فَھُمْ وَلَاۃُ الْاَمْرِ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ بِہٖ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ (رواہ ابوداؤد و مشکوٰۃ شریف)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے آج رات ایک مرد صالح (یعنی نبی ﷺ) کو خواب میں یہ دکھایا گیا کہ گویا ابو بکرؓ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے اور عمرؓ کو ابو بکرؓ کے ساتھ پیوستہ کر دیا گیا ہے اور عثمانؓ کو عمرؓ سے لاحق کر دیا گیا ہے۔

جابرؓ کا بیان ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو ہم نے یہ رائے قائم کی کہ مرد صالح سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور تینوں حضرات کا ایک دوسرے سے لاحق و پیوست ہونا اس سے مراد اس امر کی ولایت و خلافت ہے جس پر

خادم اہلسنت فقط عبدالوحید الحنفی

خداوند تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مقرر کر کے بھیجا ہے۔(ابوداؤد)

خلافتِ نبوت

(۱۵) وعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ رَجلاً قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ رَاَیْتُ کَاَنَّ مِیْزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَ اَبُوْبَکْرٍ فَرَجَحْتَ اَنْتَ وَ وُزِنَ اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوْبَکْرٍ وَ وُزْنَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِیْزَانُ فَاسْتَاءَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَعْنِیْ فَسَاءَہٗ ذٰلِکَ فَقَالَ خِلَافَۃُ نُبُوَّۃٍ ثُمَّ یُؤتِی اللّٰہُ الْمُلْکَ مَنْ یَّشَاءُ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

ایک خواب حضور ﷺ کی تعبیر۔ خلافت نبوت

حضرت ابو بکرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری ہے۔ اس ترازو میں آپ ﷺ کو اور ابو بکرؓ کو تولا گیا تو آپ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر ابو بکرؓ اور عمرؓ کو تولا گیا تو ابو بکرؓ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر عمرؓ اور عثمانؓ کو تولا گیا تو عمرؓ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر ترازو کو اٹھالیا گیا۔

اس خواب کو سن کر رسول اللہ ﷺ غمگین ہو گئے۔ یعنی اس خواب

نے آپ کو رنجیدہ کر دیا اور غمگین ہو گئے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:
تو نے جو دیکھا ہے یہ خلافت نبوت ہے۔ اس کے بعد خداوند تعالیٰ
جس کو چاہے گا ملک عطا فرمائے گا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ حدیث ۵۸۰۶)

خلفاء ثلاثہ کی شان

(۱۶) اُثْبُتْ أُحدُ! فَإِنَّمَا عَلَيْکَ نَبِیٌّ وَ صِدِّيْقٌ وَ شَهِيْدَانِ[1]

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کوہ احد پر چڑھے احد حرکت کرنے لگا۔ (یعنی جوش مسرت میں جھومنے لگا) آپ نے احد پر ایک ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔ ”احد ٹھہر جا۔ تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔

(۱۷) اُثْبُتْ أُحدُ! فَإِنَّمَا عَلَيْکَ نَبِیٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ، اَوْ شَهِيْدٌ[2]

ترجمہ: احد ٹھہر جا! تیرے اوپر نبی یا صدیق یا شہید ہیں۔

---

[1] (صحیح جامع الصغیر جلد اول حدیث ۱۳۱ (۲) بخاری شریف (۳) مسلم شریف (۴) ترمذی شریف عن انس۔ وترمذی عن عثمان (۵) مسند احمد بن حنبل (۶) مسند ابو یعلیٰ (۷) صحیح ابن حبان عن سہل (۸) الصحیحہ ۸۷۵ (۹) مسند احمد بن حنبل عن انسؓ)

[2] (صحیح جامع الصغیر جلد اول حدیث ۱۳۲۔ البانی (۲) مسند احمد بن حنبل (۳) ابو داؤد (۴) ترمذی (۵) ابن ماجہ۔ عن سعید بن زید (۶) مسند احمد بن حنبل عن انس و عن بریدہ (۷) طبرانی عن ابن عباسؓ)

(۱۸) اُثْبُتْ اُحُد! فَاِنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْکَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ[1]

ترجمہ: احد ٹھہر جا! بے شک نہیں ہے تیرے اوپر سوائے نبی یا صدیق یا شہید کے۔

شان حضرت عثمانؓ

(۱۹) مِنْ فَضْلِ عُثْمَانَ وَحَيَائِهٖ

اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ، وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ وَ أَنَا عَلٰى تِلْکَ الْحَالِ أَنْ لَّا يَبْلُغَ اِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهٖ (صحیح)

ترجمہ: عثمان ایک باحیاء آدمی ہے اور مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں نے ان کو اسی حالت میں اجازت دے دی تو ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے اپنی ضرورت پوری نہ کروا سکیں۔[2]

---

[1] (صحیح احادیث صحیحہ البانی جلد ثانی حدیث ۸۷۵ ورد من حدیث بن زید۔ عثمان بن عفان۔ وانس بن مالک۔ بریدہ بن الحصیب وابی ہریرۃ)

[2] [صحیح جامع الصغیر والزیادۃ حدیث ۲۱۰۷، حوالہ۔ احادیث صحیحہ جلد چہارم حدیث ۱۶۸۷، بحوالہ اخرجہ مسلم (۷/۱۱۷) حدیث نمبر ۶۲۱۰، و البخاری فی الادب المفرد (۶۰۰)، و الطحاوی فی شرح المعانی (۱/۳۷۴)، و الطحاوی فی مشکل الآثار (۲/۲۹۰، ۲۹۱)، و مسند احمد (۶/۱۵۵، ۱۶۷)، وابویعلیٰ جلد ۳ (۳/۱۰۹۳)]

حضرت عثمان جنت میں حضور ﷺ کے رفیق

(۲۰) حَدَّثَنَاءاَبُوْ مَرْوَان، مُحَمَّدبنُ عُثْمَان الْعُثْمَانِیُ ثَنَا اَبِیُ عُثْمَان بن خَالِد عَنْ عَبْدالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِی الزِّنَاد عَنْ اَبِیْهِ، عَنِ الْاَعْرَج، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَرَفِیْقِیْ فِیْهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ

(سنن ابن ماجہ جلد اول حدیث ۱۰۹)

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہے اور میرا رفیق عثمانؓ بن عفان ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

خلافتِ حضرت عثمانؓ

(۲۱) وَ عَنْ عَائِشَةَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَا عُثْمَانُ! اِنَّ اللّٰهَ مُقَمِّصُکَ قَمِیْصًا، فَاِنَّ اَرَادکَ الْمُنَافِقُوْنَ عَلٰی خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ حَتّٰی تَلْقَانِیُ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عثمان سے کہا: اے عثمان! بے شک اللہ تعالیٰ تجھ کو ایک قمیض پہنائے گا (یعنی خلعت خلافت عطا فرمائے) پھر اگر منافق لوگ تجھ

سے مطالبہ کریں کہ تو اس قمیض کو اتار ڈال تو ان کی خواہش پر اس قمیض کو نہ اتارنا (یعنی خلافت کو ترک نہ کرنا)۔ [1]

حضرت عثمانؓ اور کرتہ خلافت

(۲۲) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ثَنَا الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عُثْمَانُ! اِنْ وَلَّاکَ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ يَوْمًا فَاَرَادَکَ الْمُنَافِقُوْنَ اَنْ تَخْلَعَ قَمِيْصَکَ الَّذِیْ قَمَّصَکَ اللّٰهُ فَلَا تَخْلَعْهُ، يَقُوْلُ ذٰلِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ النُّعْمَانُ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا مَنَعَکِ اَنْ تُعْلِمِي النَّاسَ بِهٰذَا۔ قَالَتْ اُنْسِيْتُهُ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عثمان! اگر اللہ تم کو متولی کرے اس امر کا یعنی خلافت کا کسی دن اور منافق چاہیں تمہارا کرتہ اُتار لیں جو اللہ نے تم کو پہنایا ہے تو تم نہ اتارنا۔ فرماتے تھے آپ اس کو تین بار۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

---

[1] صحیح جامع الصغیر البانی جلد دوم حدیث ۷۹۴۸ (۲)مسند احمد بن حنبل (۳)ترمذی (۴)ابن ماجہ (۵) المشکوٰۃ ۶۰۷۷(حدیث ۵۸۱۶) (۷) صحیح ابن حبان

نعمان نے حضرت عائشہؓ سے عرض کی کہ پھر آپ نے اس کو لوگوں کو تعلیم کیوں نہ کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں بھول گئی تھی، یعنی فتنہ کے وقت یہ حدیث مجھے یاد نہ رہی۔ (ابن ماجہ حدیث ۱۱۲)

میری اُمت میں سب سے زیادہ حیاء والے

(۲۳) اَشَدُّ اُمَّتِیْ حَیَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ

ترجمہ: میری اُمت میں سب سے زیادہ حیاء والے عثمان ہیں۔[1]

سب سے زیادہ حیاء والے عثمان

(۲۴) اَلْحِیَاءُ مِنَ الْإِیْمَانِ، وَأَحْیٰ أُمَّتِیْ عُثْمَانُ (صحیح ابن عساکر)

ترجمہ: حیاء ایمان سے ہے، میری اُمت میں سب سے زیادہ حیاء والے عثمان ہیں۔ (صحیح الجامع الصغیر للسیوطی (۲) الجامع الصغیر البانی جلد اول حدیث ۳۱۹۸)

★ **عُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ**

ترجمہ: عثمانؓ جنت میں ہے۔[2]

★ **اِنَّ أَشَدَّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا حَیَاءً عُثْمَانُ** (صحیح)

---

[1] صحیح عَنْ اِبْنِ عمر۔ الحلیۃ لابی نعیم (۲) جامع الصغیر سیوطی تلخیص البانی جلد اول حدیث ۱۰۰۲ (۳) الصحیحہ ۱۲۲۴ (۴) ابن شاہین ۱۹

[2] صحیح الجامع الصغیر البانی ج ۲ حدیث ۳۹۷۹ بحوالہ ابن عساکر عن جابر، الصحیحہ البانی حدیث ۱۴۳۵

ترجمہ: بے شک اس امت میں سب سے زیادہ حیا والا انبیاء کے بعد عثمانؓ ہے۔ (ابو نعیم فی فضائل الصحابہ عن آمامۃ، صحیح الجامع الصغیر والزدہ ج۱)

★عُثْمَانُ اَحْيَاءَ اُمَّتِيْ (حدیث صحیح)

ترجمہ: میری امت میں سب سے زیادہ حیا والا عثمان ہے۔[1]

★اِنَّ عُثْمَانَ حَيٌّ سيّر تستحيِ مِنْهُ الْمَلاَءِ كَةُ (صحیح)

ترجمہ: بے شک عثمان حیاء والا ہے، فرشتے بھی اس سے حیا کرتے ہیں۔ (مسند ابو یعلیٰ عن عائشہؓ، الصحیحہ البانی ۱۶۸۷، صحیح الجامع الصغیر والزیادۃ ج ۱ حدیث ۲۱۰۷)

خلفاء ثلاثہؓ حضرت علیؓ المرتضیٰ کی نظر میں

(۲۵) وَ عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ قَالَ اَنَا مِنْهُمْ وَ اَبُوْبَكْرٍ مِنْهُمْ وَ عُمَرُ مِنْهُمْ وَ عُثْمَانُ مِنْهُمْ وَ الزُّبَيْرُ مِنْهُمْ وَ الطَّلْحَةُ مِنْهُمْ وَ سَعْدُ مِنْهُمْ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ مِنْهُمْ

(ابن ابی عاصم وابن ابی حاتم وابن عساکر وابن مردویہ والعشاری، کنز)

سب صحابہؓ بھائی بھائی ہوں گے

اور نعمان بن بشیر نے کہا: علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے اس

[1] صحیح الجامع الصغیر البانی ج ۲ حدیث ۳۹۷۷ بحوالہ الحلیۃ لابی نعیم

آیت کے متعلق کہ یقینا وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی کا فیصلہ ہو چکا ہے، وہ اس سے دور رکھے جائیں گے، کہا: میں بھی ان میں سے ہوں اور ابو بکرؓ بھی اور عمرؓ بھی اور عثمانؓ بھی اور زبیرؓ بھی اور طلحہؓ بھی اور سعدؓ بھی اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف بھی انہی میں سے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی نظر میں حضرت عثمانؓ کا مقام

(ا) مُسْنَدِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ اَبِیْ بَحْرِیَۃِ الْکُنْدِیْ اَنَّ عُمَرُ بْنِ الْخَطَّابِ خَرَجَ ذَاتَ یَوْمٍ فَاِذَا ھُوَ بِمَجْلَسٍ فِیْہِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ فَقَالَ: مَعَکُمْ رَجُلٌ لَوْ قُسِمَ اِیْمَانُہٗ بَیْنَ جُنْدٍ مِنَ الْاَجْنَادِ لَوَسِعَھُمْ، یُرِیْدُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ۔[1]

"مسند عمر" ابو بحریہ کندی کی روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ بن خطاب تشریف لائے۔ یکایک ایک مجلس میں جا پہنچے، جس میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اے اہل مجلس!) تمہارے ساتھ ایک ایسا شخص بیٹھا ہوا ہے کہ اگر اس کا ایمان کسی بڑے لشکر میں تقسیم کیا جائے تو اس کے لئے کافی ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کی

[1] تاریخ ابن عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۵۳

مراد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت عثمانؓ کی جزوی ۱۰ خوبیاں

(۲) عَنْ عُثْمَان قَالَ: لَقَدْ اِخْتَبَأْتُ عِنْدَ اللهِ عَشَرًا: اِنِّیْ لَرَابِعُ الْاِسْلَامِ، وَ قَدْ زَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِبْنَتَهٗ ثُمَّ اِبْنَتَهٗ، وَ قَدْ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِيَدِیْ هٰذِهِ الْيُمْنٰى فَمَا مَسَسْتُ بِهَا ذَكَرِیْ، وَلَا تَغَنَّيْتُ وَلَا تَمَنَّيْتُ وَلَا شَرِبْتُ خَمْرًا فِیْ جَاهِلِيَّةٍ وَ لَا اِسْلَامٍ، وَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ يَشْتَرِیْ هٰذِهِ الرِّبْعَةَ وَيَزِيْدُهَا فِی الْمَسْجِدِ وَلَهٗ بَيْتٌ فِی الْجَنَّةِ، فَاشْتَرَيْتُهَا وَزَدْتُهَا فِی الْمَسْجِدِ۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھے دس (۱۰) خوبیوں سے نوازا ہے جو میں نے لوگوں سے پوشیدہ رکھی ہیں۔ چنانچہ میں چوتھے نمبر پر اسلام لایا۔ رسول کریم ﷺ نے پہلے اپنی ایک بیٹی میرے نکاح میں دی، پھر اس کے بعد دوسری دے دی۔

میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے رسول کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی ہے۔ اس وقت سے میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے آلہ تناسل کو نہیں چھوا۔ میں گانے بجانے سے دور رہا ہوں اور نہ ہی

میں نے اس کی تمنا کی۔ میں نے جاہلیت میں بھی شراب نہیں پی اور اسلام میں تو اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا: جو شخص زمین کے اس ٹکڑے کو خرید کر مسجد میں شامل کرے، اس کے لئے جنت میں عالی شان گھر ہو گا، چنانچہ میں نے زمین کا وہ ٹکڑا خرید کر مسجد میں شامل کر لیا۔

(ش و ابن ابی عاصم فی السنۃ، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۵۵)

حضرت عثمانؓ کی فضیلت

(۳) اَیۡضًا عَنۡ عُبَیۡدِاللّٰہِ بۡنِ عَدِیِّ بۡنِ الۡخِیَارِ اَنَّ عُثۡمَانَ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالۡحَقِّ فَکُنۡتُ مِمَّنِ اسۡتَجَابَ لِلّٰہِ وَ لِرَسُوۡلِہٖ وَ اٰمَنۡتُ بِمَا بُعِثَ بِہٖ، وَ ھَاجَرۡتُ الۡھِجۡرَتَیۡنِ جَمِیۡعًا، وَ نِلۡتُ صِھۡرَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ، وَ بَایَعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ فَوَ اللّٰہُ مَا عَصَیۡتُہٗ وَ لَا غَشَشۡتُہٗ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ، وَ صَلَّیۡتُ الۡقِبۡلَتَیۡنِ کِلَیۡتَھُمَا وَ تَوُفِّیَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ وَ ھُوَ عَنِّیۡ رَاضٍ۔

(مسند احمد، بخاری و ابو نعیم فی المعرفۃ، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۵۶)

"ایضاً" عبداللہ بن عدی بن خیار کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو برحق مبعوث کیا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں، جنہوں نے اللہ اور

اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت کو قبول کیا۔ میں آپ ﷺ کی تعلیمات مبعوثانہ پر ایمان لایا۔

میں نے دو ہجرتیں کیں۔

میں نے رسول کریم ﷺ کا سسرالی رشتہ بھی حاصل کیا۔

میں نے رسول کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی اور نہ ہی آپ کے ساتھ دھوکا کیا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلالیا۔

میں نے قبلتین کی طرف نماز پڑھی ہے۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ نے رحلت فرمائی، آپ ﷺ مجھ سے راضی تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین کس لئے کہتے ہیں؟

(۴) اَیْضًا عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: اِنَّمَا سُمِّیَ عُثْمَانُ ذَا النُّوْرَیْنِ لِاَنَّهٗ لَا یَعْلَمُ اَحَدًا اَغْلَقَ بَابَهٗ عَلٰی اِبْنَتَیْ نَبِیٍّ غَیْرَهٗ۔[1]

"ایضاً" حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی دو بیٹیوں کو اپنے نکاح میں لائے تھے۔ جب کہ یہ خوبی

[1] ابو نعیم فی المعرفۃ، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۵۷

آپؓ کے علاوہ کسی فرد کو حاصل نہیں۔

حضرت عثمانؓ جنت میں رفیق ہوں گے

(۵) اَیْضًا عَنْ اَسْلَمَ قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ یَوْمَ حَصْرٍ فَقَالَ: اَنْشِدُکَ اللّٰهَ یَا طَلْحَةُ! اَتَذْکُرُ یَوْمَ کُنْتُ اَنَا وَ اَنْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مَوْضِعِ کَذَا وَ کَذَا وَ لَیْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ غَیْرِیْ وَ غَیْرِکَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ فَقَالَ لَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: یَا طَلْحَةُ! اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَ مَعَهٗ مِنْ اَصْحَابِهٖ رَفِیْقٌ مِنْ اُمَّتِهٖ مَعَهٗ فِی الْجَنَّةِ وَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ هٰذَا۔ یَعْنِیْنِیْ رَفِیْقِیْ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، ثُمَّ انْصَرَفَ۔[1]

"ایضاً" اسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ جاری تھا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے طلحہؓ! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جس دن میں اور تو رسول کریم ﷺ کے ساتھ فلاں اور فلاں جگہ تھے اور میرے علاوہ کوئی صحابی بھی آپ کے ساتھ نہیں تھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ رضی

[1] ابن ابی صم، مسند احمد عبد اللہ، مستدرک للحاکم، مسند ابی یعلٰی واللالکائی فی السنۃ، تاریخ ابنِ عساکر، کنز العمال ۳۶۱۵۸

اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! مجھے یاد ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا: اے طلحہؓ! کوئی نبی ایسا نہیں کہ اس کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے اس کا کوئی رفیق نہ ہو۔ اور یہ عثمانؓ بن عفان بھی جنت میں میرا رفیق ہو گا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جی ہاں! پھر آپ ﷺ واپس لوٹ آئے۔

حضرت عثمانؓ نے کبھی گانا نہیں گایا

(٦) اَيْضًا، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صَهْبَانٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ: مَا تَغَنَّيْتُ وَلَا تَمَنَّيْتُ وَلَا مَسَسْتُ ذَكَرِيْ بِيَمِيْنِيْ مُذْ بَايَعْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔[1]

"ایضاً" عقبہ بن صہبان کی روایت ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو فرماتے سُنا ہے کہ میں نے کبھی گانا نہیں گایا اور نہ ہی کبھی اس کی تمنا کی اور جب سے میں نے رسول کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی ہے تب سے میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے عضو تناسل کو مس نہیں کیا۔

[1] العدنی، ہ، حل، کنز العمال ج ١٣ حدیث ٣٦١٥٩

حضرت عثمانؓ کی مسلمانوں کے لئے خدمات

(۷) اَیْضًا عَنْ هُزَیْلِ بْنِ شَرْحِیْل قَالَ: دَخَلَ طَلْحَةُ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَلٰى عُثْمَان فَقَالَ: یَا طَلْحَةُ! نَشُدْتُکَ بِاللّٰهِ اَلَمْ تَعْلَمُ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ شَکَوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلْجُوْعَ فَقُمْتُ اِلٰى اِنْحَاءِ السَّمَنِ وَ الْعَسَلِ وَ اِشْتَرَیْتُ دَقِیْقًا کَثِیْرًا فَبَسَطْتُ الْاِنْطَاعَ وَ نَثَرْتُ الْخَبِیْصَ عَلَیْهَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ۔ فَقَالَ: نَشُدْتُکَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ اِنِّیْ جَهَزْتُ جَیْشَ الْعُسْرَةِ وَ حَمَلْتُ رَاجِلَهُمْ وَ اَطْعَمْتُ جَائِعَهُمْ وَ کَسَوْتُ عَارِیَهُمْ وَ اَقَمْتُ سَبْعِیْنَ فَرَسًا؟ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ، قَالَ: نَشُدْتُکَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ اِنِّیْ اشْتَرَیْتُ بِئْرَ رُوْمَةَ فَجَعَلْتُهَا سِقَایَةَ لِلْمُسْلِمِیْنَ؟ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ۔ (ابوالشیخ فی السنۃ، کنزالعمال ۳۶۱۶۰)

ہزیل بن شرحیل کی روایت ہے کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: اے طلحہؓ! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مسلمانوں نے رسول کریم ﷺ سے بھوکے ہونے کی شکایت کی۔ میں گھی اور شہد کے مشکیزوں کی طرف اُٹھا، بہت سا آٹا خریدا پھر دستر خوان پھیلایا۔ اس پر میں نے کھجور اور گھی

سے تیار کیا ہوا کھانا پھیلایا؟ حضرت طلحہؓ نے فرمایا: جی ہاں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا: میں تمہیں واسطہ دیتا ہوں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے جیش عسرت کو ساز و سامان دے کر تیار کیا، پیادوں کو سوار کیا، بھوکوں کو کھانا کھلایا، ننگوں کو کپڑے پہنائے اور ستر (۷۰) گھوڑے دیئے؟ حضرت طلحہؓ نے کہا: جی ہاں۔

پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے بئر رومہ (رومہ کا کنواں) خریدا اور اس کا پانی عام مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا؟ کہا: جی ہاں۔

حضرت عثمانؓ کا محاصرین سے خطاب

(۸) اَیۡضًا عَنۡ اِبۡنِ لَبِیۡبَۃَ اَنَّ عُثۡمَانَ بِنۡ عَفَّانِ لَمَّا حُصِرَ اَشۡرَفَ عَلَیۡھِمۡ مِنۡ کُوَّۃٍ فِی الۡطَمَارِ فَقَالَ: أَفِیۡکُمۡ طَلۡحَۃُ؟ قَالُوۡا: نَعَمۡ، قَالَ: أَنۡشِدُکَ اللّٰہَ ھَلۡ تَعۡلَمُ اِنَّہٗ لَمَّا آخَیٰ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَیۡنَ الۡمُھَاجِرِیۡنَ وَ الۡاَنۡصَارَ آخَیٰ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَ نَفۡسَہٗ؟ فَقَالَ طَلۡحَۃَ: اَللّٰھُمَّ! نَعَمۡ، فَقِیۡلَ لِطَلۡحَۃَ فِیۡ ذٰلِکَ، فَقَالَ: نَشۡدُنِیۡ وَ أَمۡرَ رَأَیۡتُہٗ أَلَّا اَشۡھَدُ بِہٖ۔[1]

[1] ابن سعد، تاریخ ابنِ عساکر، و فیہ الواقدی و محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان و حدیثہ منکر، کنز العمال ۳۶۱۶۱

"ایضاً" ابن لبیبہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا جب محاصرہ کیا گیا تو آپؓ نے ایک اونچی جگہ میں بنے روشن دان سے جھانک کر فرمایا: کیا تم میں طلحہ رضی اللہ عنہ موجود ہے؟ بلوائیوں نے جواب دیا: جی ہاں! فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب رسول کریم ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات قائم کی تو آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان مواخات قائم کی تھی؟ حضرت طلحہؓ نے کہا: جی ہاں۔ لوگوں نے حضرت طلحہؓ پر اعتراض کرنا چاہا تو آپؓ نے کہا: عثمانؓ نے مجھے واسطہ دیا ہے اور جو معاملہ میں نے دیکھا ہے، میں اس کی گواہی کیوں نہ دوں۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

حضور ﷺ کی بیٹی سے عثمانؓ کا نکاح

(۹) اَیْضًا عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ خَطَبَ اِلٰی عُثْمَانَ اِبْنَتَهٗ فَرَدَّهٗ فَبَلَغَ، ذٰلِکَ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمَّا رَاحَ اِلَیْهِ عُمَرُ قَالَ: یَا عُمَرُ! اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی خَیْرٍ لَکَ مِنْ عُثْمَانَ وَ اَدُلُ عُثْمَانَ عَلٰی خَیْرٍ لَهٗ مِنْکَ؟ قَالَ: نَعَمْ، یَا نَبِیَّ اللّٰہِ! قَالَ: زَوِّجْنِیْ اِبْنَتَکَ وَ أُزَوِّجُ

عُثْمَانَ اِبْنَتِی۔[1]

"ایضاً" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بیٹی سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت عثمانؓ نے انکار کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر پہنچی۔

جب عمرؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمرؓ! کیا عثمانؓ سے بہتر کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کروں اور تم سے بہتر کی طرف عثمان کی رہنمائی نہ کروں؟ آپؓ نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: تم اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دو اور میں اپنی بیٹی عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا ہوں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ایک رکعت میں ختم قرآن

(۱۰) اَیْضًا عَنْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّیْمِیِّ قَالَ: رَأَیْتُ عُثْمَانَ عِنْدَ الْمَقَامِ ذَاتَ لَیْلَةٍ قَدْ تَقَدَّمَ فَقَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِیْ رَکْعَةٍ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقُلْتُ: یَا أَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ! اِنَّمَا صَلَّیْتَ رَکْعَةً، قَالَ:

[1] البغوی فی مسند عثمان و ابن جریر فی تهذیب الآثار و قَالَ: صحیح، مستدرک للحاکم، بخاری و مسلم فی الدلائل و اللالکائی فی السنة و قَالَ: اسناده لا بأس به لکن الصحیح ان عمر عرض علی عثمان حفصة فأبی، کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۱۶۲

هِیَ وِتْرِیْ۔[1]

"ایضاً" عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی کی روایت ہے کہ ایک رات میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مقام ابراہیم کے پاس دیکھا۔ آپؓ آگے بڑھے اور ایک رکعت میں قرآن پڑھا، پھر واپس لوٹ آئے۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ نے صرف ایک ہی رکعت پڑھی ہے۔ آپؓ نے فرمایا: وہ میرے وتر کی رکعت تھی۔

(۱۱) اَیْضًا عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانِ صَلّٰی بِالنَّاسِ ثُمَّ قَامَ خَلْفَ الْمَقَامِ فَجَمَعَ کِتَابَ اللّٰہِ فِیْ رَکْعَۃٍ کَانَتْ وِتْرَہٗ۔ (ابن سعد، کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۱۶۶)

"ایضاً" عطاء بن ابی رباح کی روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہوگئے اور ایک ہی رکعت میں پورا قرآن پڑھ ڈالا۔ یہ ان کی وتر کی رکعت تھی۔

(۱۲) ابن سیرینؒ سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ شہید کیے گئے تو اُن کی بیوی نے کہا کہ تم لوگوں نے انہیں قتل کر دیا حالانکہ وہ ساری رات

[1] ابن المبارک فی الزھد و ابن سعد، ابن ابی شیبہ و ابن منیع و الطحاوی، دار قطنی، بخاری و مسلم، ابو داؤد و سندہ حسن، کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۱۶۱

بیدار رہ کے ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔

(۱۳) ابی اسحاقؒ نے ایک شخص سے جس کا نام انہوں نے لیا (مگر بعد کے راوی کو یاد نہیں رہا) روایت کی کہ میں نے ایک شخص کو جو پاکیزہ خوشبو والے اور صاف ستھرے کپڑے والے تھے، کعبہ کی پشت پر کھڑا دیکھا۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا، اُس کا غلام اُس کے پیچھے تھا۔ جب وہ شخص رُکتا تو غلام اُسے بتا دیتا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ عثمانؓ ہیں۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳)

حضرت عثمانؓ کا اتمام حدیث

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱۱) اَیْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم كَانَ اِذَا حَدَّثَ أَتَمَّ حَدِيْثًا وَ لَا أَحْسَنَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اِلَّا أَنَّهٗ كَانَ رَجُلًا يَهَابُ الْحَدِيْثَ۔

(ابن سعد، تاریخ ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۶۴)

"ایضاً" عبدالرحمٰن بن حاطب کی روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اتمام حدیث کرتا ہو اِلّا یہ کہ عثمانؓ حدیث گوئی سے کتراتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کی شب بیداری

(۱۲) اَیُضًا عَنُ مُحَمَّدُ بِنُ سِیُرِیُن أَنَّ عُثُمَانَ کَانَ یُحُیِی اللَّیُلَ فَیَخُتِمُ الْقُرْاٰنَ فِیُ رَکُعَةٍ۔ (ابن سعد، کنزالعمال ج۱۳ حدیث ۳۶۱۶۵)

"ایضاً" محمد بن سیرین کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پوری رات بیدار رہتے اور ایک ہی رکعت میں قرآن ختم کر لیتے۔

حضور ﷺ عثمانؓ سے راضی تھے

(۱۶) عَنُ عُثُمَان قَالَ: قَالَ لِیُ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حِیُنَ زَوَّجَنِیُ اِبُنَتَهُ الْاُخُرٰی۔ وَفِیُ لَفُظٍ: بَعُدَ مَوُتِ اِبُنَتِهِ الْاَخِیُرَتِهٖ۔ یَا عُثُمَانُ! لَوُ اَنَّ عِنُدِیُ عَشُرًا لَزَوَّجُتُکَهُنَّ وَاحِدَتَهُ بَعُدَ وَاحِدَتِهٖ فَاِنِّیُ عَنُکَ رَاضٍ۔

حضرت عثمانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی دوسری بیٹی کی شادی مجھ سے کرائی (ایک روایت میں ہے کہ آپ کی دوسری بیٹی کی وفات کے بعد) مجھ سے فرمایا: اگر میری دس (۱۰) بیٹیاں ہوتیں میں ایک کے بعد دوسری کی شادی تم سے کرا دیتا۔ یقیناً میں تم سے راضی ہوں۔[1]

[1] رواہ الطبر انی فی الاوسط والدار قطنی فی الافراد وابن عساکر، کنزالعمال ج۱۳ حدیث ۳۶۲۷۶

حضرت عثمانؓ کے ارشادات

(۱۷) اَیْضًا عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ: رَفَعَ عُثْمَانُ صَوْتَهٗ عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: لِاَیِّ شَیْءٍ تَرْفَعُ صَوْتَکَ وَ قَدْ شَهِدْتُ بَدْرًا وَلَمْ تَشْهَدْ، وَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَلَمْ تُبَایِعْ، وَ فَرَرْتَ یَوْمَ اُحُدٍ وَلَمْ اَفِرُّ فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ: اَمَّا قَوْلُکَ: اِنَّکَ شَهِدْتَ بَدْرًا وَ لَمْ اَشْهَدْ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَلَفَنِیْ عَلٰی اِبْنَتِهٖ وَ ضَرَبَ لِیْ بِسَهْمٍ وَ اَعْطَانِیْ اَجْرِیْ، وَ اَمَّا قَوْلُکَ: بَایَعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ لَمْ اُبَایِعْ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَعَثَنِیْ اِلٰی اُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَ قَدْ عَلِمْتَ ذٰلِکَ فَلَمَّا اِحْتَبَسْتَ ضَرَبَ بِیَمِیْنِهٖ عَلٰی شِمَالِهٖ فَقَالَ: هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَشِمَالُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَیْرٌ مِنْ یَمِیْنِیْ، وَ اَمَّا قَوْلُکَ: فَرَرْتَ یَوْمَ اُحُدٍ وَ لَمْ اَفِرُّ، فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ:

سعید بن مسیب کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف پر آواز بلند کر دی۔ عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا: تم اپنی آواز بلند کیوں کرتے ہو؟ حالانکہ میں بدر میں شریک تھا اور تم بدر میں شریک نہیں تھے۔ میں نے (حدیبیہ کے موقع

پر) رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی ہے جب کہ تم بیعت نہیں کر سکے اور اُحد میں تم پسپا ہو گئے تھے جب کہ میں پسپا نہیں ہوا۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا: رہی تمہاری بات کہ میں بدر میں تھا تم نہیں تھے، سو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بذات خود اپنی بیٹی کی تیمارداری کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ اسی لیے آپ نے مجھے غنیمت سے حصہ بھی عطا کیا۔

تمہارا کہنا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کے اقدس پر بیعت کی اور میں (عثمانؓ) نے بیعت نہیں کی، سو رسول اللہ ﷺ نے مجھے مشرکین کے پاس بھیجا تھا۔ تمہیں اس کا علم بھی ہے جب مجھے تاخیر ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ دیا اور فرمایا: یہ ہاتھ عثمانؓ بن عفان کا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ کا بایاں ہاتھ میرے دائیں ہاتھ سے افضل ہے۔

اور رہا تمہارا یہ کہنا کہ تم غزوہ احد میں بھاگ گئے تھے میں نہیں بھاگا، سو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ (آل عمران آیت ۱۵۵)

بے شک تم میں سے جن لوگوں نے دو جماعتوں کے باہم مقابل

ہونے کے دن پشت پھر دی تھی توان کے بعض اعمال کی وجہ سے شیطان نے انہیں لغزش دے دی اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔

فَلِمَ تَعِيزُنِي بِذَنْبٍ قَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُ۔

لٰہذا آپ مجھے اس ذنب کے ذریعے کیوں رسوا کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ (رواہ البزار وابن عساکر، کنز العمال ۳۶۲۷۷ ج ۱۳)

عثمانؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین اور دوست

(۱۸) اَیْضًا عَنْ عُبَیْدِ الْحِمْیَرِیِّ قَالَ: کُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ حِیْنَ حُوْصِرَ فَقَالَ: ھٰھُنَا طَلْحَةُ قَالُوْا نَعَمْ، فَقَالَ: نَشَدْتُکَ اللّٰہَ اِمَّا عَلِمْتَ اِنَّا کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ: لِیَأْخُذْ کُلُّ رَجُلٍ مِنْکُمْ بِیَدِ جَلِیْسِہٖ وَلِیِّہٖ وَاَنَّہٗ جَلِیْسُہٗ وَوَلِیُّہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَاَخَذْتَ اَنْتَ بِیَدِ فُلَانٍ وَ اَخَذَ فُلَانٌ بِیَدِ فُلَانٍ حَتّٰی اَخَذَ کُلُّ رَجُلٍ بِیَدِ صَاحِبِہٖ وَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِیَدِیْ فَقَالَ: ھٰذَا جَلِیْسِیْ فِی الدُّنْیَا وَوَلِیِّیْ فِی الْاٰخِرَۃِ؟ قَالَ: اَللّٰھُمَّ نَعَمْ۔[1]

"ایضاً" عبید حمیری کی روایت ہے کہ محاصرہ کے وقت میں حضرت

---

[1] ابن ابی عاصم والشاشی، تاریخ ابنِ عساکر والبزار، وفی مسندہ خارجۃ بن مصعب ضعیف، وَقَالَ ابن عدی فی الکامل: ھُوَ مِمَّنْ یَکْتُبُ حَدِیْثَہٗ

عثمانؓ کے پاس تھا آپؓ نے فرمایا: کیا یہاں طلحہؓ ہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا آپ کو علم ہے کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس تھا آپ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص اپنے ہم جلیس اور دوست کا ہاتھ پکڑ لے۔ بلاشبہ وہ اس کا ہم جلیس اور دوست ہو گا، دنیاو آخرت میں۔

آپ نے فلاں کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور فلاں نے فلاں کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ حتیٰ کہ ہر شخص نے اپنے اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میرا ہاتھ پکڑا تھا اور فرمایا تھا: یہ دنیا میں میرا ہم نشین اور آخرت میں دوست ہے۔ حضرت طلحہؓ نے فرمایا: جی ہاں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے اسلام لانے کا واقعہ

(۱۹) اَیْضًا عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ الزُّھْرِیْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمَرِو بْنِ عُثْمَانِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ: کَانَ اِسْلَامُ عُثْمَانِ بْنِ عَفَّانَ فِیْمَا حَدَّثَنَا بِہٖ عَنْ نَفْسِہٖ قَالَ: فَاِنَّا ذَاتَ لَیْلَۃٍ بِفِنَاءِ الْکَعْبَۃِ قَاعِدَ فِیْ رَھْطٍ مِنْ قُرَیْش ...... فَلَمْ اَلْبَثْ اَنْ اِنْصَرَفْتُ اِلٰی مَنْزِلِیْ فَاَصَبْتُ خَالَۃً لِیْ قَاعِدَۃً وَ ھِیَ سَعْدِیْ بِنْتِ کُرَیْزِ بْنِ رَبِیْعَۃِ بْنِ حَبِیْبِ بْنِ عَبْدِ شَمْس وَ کَانَتْ قَدْ طَرَقَتْ وَ تَکَھَّنَتْ عِنْدَ قَوْمِھَا فَلَمَّا رَاَیْتَنِیْ قَالَتْ:

بَشِّرُ وَ حَيْثُ ثَلَاثًا تَتْرِیْ ثُمَّ ثَلَاثًا وَ ثَلَاثًا اُخَرَ
ثُمَّ بِاُخْرِیْ كَیْ تَتِمَّ عَشَرًا اَتَاكَ خَيْرَ وَ وُقِيْتَ الشَّرَّا
اَنْكَحْتَ وَ اللّٰهُ حَصَانًا زَهْرًا وَ اَنْتَ بَكْرَ وَ لَقِيْتَ بَكْرًا
وَ اَفِيْتُهَا بِنْتَ عَظِيْمِ قَدَرًا بِنْتَ اِمْرِیءٍ لَقَدْ اَشَادَ ذِكْرًا

قَالَ عُثْمَانُ: فَعَجِبْتُ مِنْ قَوْلِهَا و قُلْتُ: يَا خَالَةُ! مَا تَقُوْلِيْنَ؟

فَقَالَتْ: يَا عُثْمَانُ!

لَكَ الْجَمَالُ وَ لَكَ الْلِسَانُ هٰذَا نَبِیٌّ مَعَهُ الْبُرْهَانُ
اَرْسَلَهُ بِحَقِّهِ الدَّيَانِ وَ جَاءَهُ التَّنْزِيْلُ وَ الْفُرْقَانُ
فَاتَّبِعْهُ لَا تَغْتَا لَكَ الْاَوْثَانُ

قُلْتُ: يَا خَالَةُ! اِنَّكِ لَتَزْكُرِيْنَ شَيْئًا مَا وَقَعَ ذِكْرُهُ بِبَلِدِنَا فَاَبِيِّنِيْهِ لِیْ، فَقَالَتْ: مُحَمَّدُ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، رَسُوْلُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، جَاءَ بِتَنْزِيْلِ اللّٰهِ، يَدْعُوْ بِهٖ اِلَى اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَتْ: مِصْبَاحُهُ مِصْبَاحٌ، وَ دِيْنُهُ فَلَاحٌ، وَ اَمْرُهُ نَجَاحٌ، وَ قَرْنُهُ نُطَاحٌ، ذَلَّتْ بِهِ الْبِطَاحُ، مَايَنْفَعُ الصِّيَاحَ، لَوْ وَقَعَ الْذَبَاحُ، وَسِلَتِ الْصِفَاحُ، وَ مدَّتِ الرِّمَاحُ ثُمَّ اِنْصَرَفَتْ وَ وَقَعَ كَلَامُهَا فِیْ قَلْبِیْ وَ جَعَلْتُ اُفَكِّرُ فِيْهِ وَ كَانَ لِیْ مَجْلِسٌ عِنْدَ اَبِیْ بَكْرٍ فَاَتَيْتُ فَاَصَبْتُهُ فِیْ مَجْلِسٍ لَيْسَ عِنْدَهُ اَحَدٌ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَرَآنِیْ مُفَكِّرًا فَسَأَلَنِیْ عَنْ اَمْرِیْ وَ كَانَ رَجُلًا مَتَانِيًا فَاَخْبَرْتُهُ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ خَالَتِیْ،

عبد الوحيد الحنفي

فَقَالَ: وَيُحَکَ يَا عُثْمَانُ! اِنَّکَ لَرَجُلٌ حَازِمٌ مَا يَخْفِي عَلَيْکَ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ، مَا هٰذِهِ الْاَوْثَانُ الَّتِي تَعْبُدُهَا قَوْمُنَا؟ أَلَيْسَتْ مِنْ حِجَارَةٍ صُمٍّ لَا تَسْمَعُ وَ لَا تَضُرُّ وَ لَا تَنْفَعُ؟ قُلْتُ: بَلْ وَ اللّٰهُ! اِنَّهَا الْکَذٰلِکَ، قَالَ: فَقَدْ وَ اللّٰهُ صَدَقَتْکَ خَالَتُکَ! وَ اللّٰهُ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ بَعَثَهُ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ اِلٰی خَلْقِهِ! فَهَلْ لَکَ أَنْ تَأْتِيَهُ فَتَسْمَعَ مِنْهُ؟ قُلْتُ: بَلٰی، فَوَ اللّٰهُ مَا کَانَ اَسْرَعَ مِنْ أَنْ مَرَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ مَعَهُ عَلِيّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ يَحْمِلُ ثَوْبًا! فَلَمَّا رَاٰهُ أَبُوْ بَکْرَ قَامَ اِلَيْهِ فَسَارَّهُ فِيْ أُذُنِهِ بِشَيْءٍ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَعَدَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ! أَجِبِ اللّٰهَ اِلٰی جَنَّتِهِ فَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْکَ وَ اِلٰی خَلْقِهِ، فَوَ اللّٰهُ مَا تَمَالَکْتُ حِيْنَ سَمِعْتُ قَوْلَهُ اَنْ أَسْلَمْتُ وَ شَهِدْتُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ! ثُمَّ لَمْ أَلْبَثْ أَنْ تَزَوَّجْتُ رُقَيَّةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَکَانَ يُقَالُ: أَحْسَنُ زَوْجٍ رُقَيَّةَ وَ عُثْمَانَ ثُمَّ جَاءَ الْغَدِّ أَبُوْ بَکْرٍ بِعُثْمَانِ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَ بِأَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَ بِأَبِيْ سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ وَ الْأَرْقَمِ بْنِ أَبِي الْأَرْقَمِ فَأَسْلَمُوْا، وَ کَانُوْ مَعَ مِنْ اَجْمَعَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَمَانِيَةَ وَ ثَلَاثِيْنَ رَجُلًا۔ وَ فِيْ اِسْلَامِ عُثْمَانِ تَقُوْلُ خَالَتُهُ سَعْدِيٰ:

هَدَى اللهُ عُثْمَانًا بِقَبُوْلٍ اِلَى الْهُدٰى — وَ أَرْشَدَهُ وَ اللهُ يَهْدِىْ اِلَى الْحَقِّ
فَتَابَعَ بِالرَّأْيِ السَّدِيْدِ مُحَمَّدًا — وَ كَانَ بِرَأْيٍ لَا يَصُدُّ عَنِ الصِّدْقِ
وَ أَنْكَحَهُ الْمَبْعُوْثَ بِالْحَقِّ بِنْتَهٗ — فَكَانَا كَبَدْرٍ مَازِجِ الشَّمْسِ فِي الْأُفُقِ
فِدَاؤُكَ يَا ابْنَ الْهَاشِمِيِّيْنَ مُهْجَتِيْ — وَ اَنْتَ أَمِيْنُ اللهِ أُرْسِلْتَ فِي الْخَلْقِ

"ایضاً" عبد العزیز زہری محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان اپنے والد اور دادا کی سند سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے قبول اسلام کا واقعہ ہمیں یوں بیان فرمایا ہے:

ایک رات میں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ کعبہ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ .... میں وہاں نہ بیٹھا اور فوراً اٹھ کر اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ میں نے گھر پر اپنی خالہ سعدی بنت کریز بن حبیب بن عبد شمس بیٹھی پائی۔ سعدی بنت کریز اپنی قوم کو خبریں سنایا کرتی تھی۔ جب اس نے مجھے دیکھا کہنے لگی:

خوش ہو جا تجھے تین بار لگاتار خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے، پھر سہ بار اور سہ بار۔ پھر ایک بار اور تا کہ دس بار پوری ہو جائے۔ تیرے پاس خیر و بھلائی پہنچی ہے اور شر سے محفوظ کیا ہے۔ بخدا تیرا نکاح ایک پاک دامن چاندی سی صورت سے کیا جائے گا۔ تو بھی کنوارا ہے اور کنواری کو پائے گا۔ تم اسے قدر و منزلت کے اعتبار سے عظیم بیٹی پاؤ گے۔ ایک ایسے شخص کی بیٹی ہے جس کی

شہرت کے تذکرے ہوں گے۔

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں: میں نے خالہ کے قول سے تعجب کیا اور کہا: اے خالہ کیا کہتی ہو؟ وہ بولی: اے عثمان! تمہارے لیے حسن و جمال اور زبان ہے۔ یہ شخص نبی ہے اور اس کے پاس برھان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں برحق پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ ان کے پاس تنزیل و فرقان آئے ہیں۔ لہٰذا تم ان کی اتباع کرو۔ تجھے بت گمراہ نہ کرنے پائیں۔

میں نے کہا: اے خالہ! آپ ایسی چیز کا ذکر کر رہی ہیں، جس کا چرچا ہمارے شہر میں چل پڑا ہے، آپ اس کی وضاحت کریں۔ وہ محمد بن عبداللہ ہیں، اللہ کی طرف سے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن لائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی دعوت دیں گے۔

پھر بولی: اس کا چراغ ہمیشہ روشن رہے گا۔ اس کا دین فلاح و کامیابی ہے۔ اس کا معاملہ کامرانی ہے۔ اسے غلبہ حاصل ہو گا گمراہ لوگ اس سے مغلوب ہوں گے۔ چیخ و پکار فضول ہو گی، اگرچہ گھمسان کی جنگیں ہی کیوں نہ ہوں، تلواریں بے نیام ہی کیوں نہ ہوں جائیں، نیزے کیوں نہ کھینچ لیے جائیں۔

پھر خالہ اٹھ کر چلیں گئیں لیکن اس کا کلام میرے دل میں رچ بس گیا۔ میں اس معاملہ میں سوچ و بچار کرنے لگا۔ دریں اثناء میں

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ابو بکرؓ کے پاس اٹھتا بیٹھتا تھا۔ میں ابو بکرؓ کے پاس آیا اور انہیں تنہائی میں پایا۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ ابو بکرؓ نے مجھے فکر مند دیکھا۔ آپ نے فکر مندی کی وجہ پوچھی، چونکہ ابو بکرؓ دل میں دوسروں کا درد رکھنے والے شخص تھے۔ میں نے انھیں اپنی خالہ کا کلام سنا ڈالا۔

ابو بکرؓ نے فرمایا: اے عثمانؓ! تیری خیر ہو، بلاشبہ تو عقلمند آدمی ہے۔ تمہارے اوپر حق باطل سے مخفی نہیں زندہ رہ سکتا۔ یہ کیسے بت ہیں جن کی تمہاری قوم عبادت کرتی ہے۔ کیا یہ گونگے پتھر نہیں جو نہ سن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں۔ جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، نہ نفع؟ میں نے کہا: بخدا جی ہاں۔ حقیقت میں یہ ایسے ہی ہیں۔ ابو بکرؓ بولے: اللہ کی قسم! تمہاری خالہ نے سچ کہا ہے۔ بخدا! یہ اللہ تعالیٰ کے رسول محمد بن عبداللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخلوق کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ کیا تم ان کے پاس جا سکتے ہو؟ ان کی بات سن لو۔

میں نے حامی بھرلی۔ بخدا تھوڑی دیر بھی نہیں گزری تھی کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ کے ساتھ ادھر سے گزرے۔ علیؓ نے کپڑے اٹھائے ہوئے تھے۔ جب ابو بکرؓ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپؐ کی طرف اٹھے اور آپؐ کے کان میں سرگوشی کی۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے عثمانؓ! اللہ تعالیٰ کی دعوت قبول کر لو اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں، تیری طرف اور مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ بخدا! میں نے جونہی آپ ﷺ سے بات سنی، میں نے ذرہ بھر ڈھیل (دیر) نہیں کی۔ اسلام قبول کر لیا اور کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی رقیہؓ سے شادی کرلی۔ چنانچہ کہا جاتا تھا کہ سب سے اچھا جوڑا حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ کا ہے۔

پھر دوسرے دن صبح کو ابو بکرؓ عثمانؓ بن مظعون، ابوعبیدہؓ بن جراح، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، ابو سلمہؓ بن عبد الاسد اور ارقمؓ بن ابی ارقم کو لے آئے اور انھوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اڑتیس (۳۸) مرد جمع ہو گئے۔

حضرت عثمانؓ کے اسلام لانے کے متعلق ان کی خالہ سعدی نے یہ اشعار کہے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے عثمانؓ کو ہدایت دی ہے اور ہدایت کی طرف اس کی رہنمائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ حق کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس نے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

استصواب رائے سے محمد ﷺ کی اتباع کی جب کہ غلط رائے سچائی سے نہیں روک سکتی۔

اس پیغمبر نے اپنی بیٹی کا نکاح کرا دیا اور وہ زوجین کا جوڑا چاند جیسا ہے جو افق میں سورج کو ماند کر دیتا ہے۔

اے ہاشمیوں کے بیٹے! تجھ پر میری جان قربان ہو جائے، تو اللہ کا امین ہے۔ تجھے مخلوق میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(کنز العمال ج ۱۳ اردو ایڈیشن حدیث ۳۶۲۸۴)

استخلافہ (جانشین عثمان) رضی اللہ عنہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲۳) مُسْنَدُهُ عَنْ مَرْوَانِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانُ رِعَافُ سَنَةَ الرِّعَافِ حَتّٰى تَخَلَّفَ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصٰى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: اِسْتَخْلِفْ، قَالَ: وَ قَالُوْهُ! قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ، قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ اٰخَرُ أَحْسَبُهُ الْحَارِثَ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لَهُ الْأَوَّلُ وَرَدَّ عَلَيْهِ نَحْوَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَقَالَ عُثْمَانُ: قَالُوْا: اَلزُّبَيْرُ؟ قَالَ: أَمَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! اِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَاِنْ كَانَ أَحَبَّهُمْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جانشین عثمانؓ کون ہو؟

مسند عثمانؓ: مروان بن حکم کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کو ایک سال تک نکسیر آتی رہی۔ حتی کہ حج کے لیے بھی نہ جا سکے۔ آپؓ نے وصیت بھی کر دی۔ آپ کے پاس قریش کا ایک شخص آیا اور کہنے لگا: آپ خلیفہ مقرر کر دیں۔ فرمایا: لوگ ایسا کہتے ہیں۔جواب دیا:جی۔ فرمایا: بھلا وہ کون ہے؟ وہ خاموش رہا۔

راوی کہتا ہے: پھر آپ کے پاس ایک اور شخص داخل ہوا۔ میرا خیال ہے، وہ حارث تھا۔ اس نے بھی وہی بات کی جو پہلے نے کی تھی اور آپؓ نے بھی پہلے جیسا جواب دیا۔

راوی کہتا ہے: حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیا لوگ زبیرؓ کا کہتے ہیں؟ اس نے جواب دیا: جی۔ فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جہاں تک میں جانتا ہوں وہ سب سے بہترین ہیں، چونکہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

(رواہ احمد بن حنبل والبخاری والسائی وابو عوانۃ والحاکم، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۲۸۵)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ اور شہادت

(۲۴) مُسْنَدِ عُمَرِ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ وَالٍ: لَوْ أَنَّ النَّاسَ أَجْمَعُوْا عَلٰی قَتْلِ عُثْمَانِ لَرُجِمُوْا بِالْحِجَارَةِ كَمَا رَجَمَ قَوْمَ لُوْطٍ۔

"مسند عمر" ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل پر اجماع کر لیتے تو لامحالہ پتھروں سے رجم کیے جاتے، جیسا کہ قوم لوط رجم کی گئی تھی۔[1]

حضرت عثمانؓ کا دو بلوائیوں سے خطاب

(۲۶) أَيْضًا سَيف بِنْ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ طَلْحَةَ وَ حَارِثَةَ وَ أَبِي عُثْمَانَ وَ قَالُوْا: أُدْخُلُوْا عَلَى عُثْمَانَ رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ فَقَالَ: مِمَّنِ الرَّجُلُ؟ فَقَالَ: لَيْثِيٌّ، فَقَالَ: لَسْتُ بِصَاحِبِيْ، قَالَ: وَ كَيْفَ قَالَ: أَلَسْتُ الَّذِیْ دُعَا لَکَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِيْ نَفَرٍ وَ أَنْ تَحْفِظُوْا يَوْمَ كَذَا؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَلَمْ تُضَيِّعْ؟ فَرَجَعَ وَ فَارَقَ الْقَوْمَ، فَأَدْخَلُوْا عَلَيْهِ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ! اِنِّيْ قَاتِلُکَ، قَالَ: كَلَّا! قَالَ: وَ كَيْفَ؟ قَالَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِسْتَغْفَرَ لَکَ يَوْمٍ كَذَا وَ كَذَا فَلَنْ تَقَارَبْ دَمًا حَرَامًا، فَاسْتَغْفِرَ وَ رَجَعَ وَ فَارَقَ أَصْحَابُهُ۔

"ایضاً" سیف بن عمر محمد وطلحہ وحارثہ ابو عثمان سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لوگ حضرت عثمانؓ کے پاس بنی لیث کا ایک شخص

[1] رواہ ابن ابی شیبہ، کنزل العمال ج ۱۳ عربی ایڈیشن حدیث ۳۶۱۳۱ اردو ایڈیشن حدیث ۳۶۱۳۶

پکڑ کر لائے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: تو کس قبیلہ سے ہے؟ جواب دیا: میں لیثی ہوں۔ فرمایا: کیا تو میرا ساتھی نہیں ہے۔ اس نے کہا: وہ کیسے؟

آپ نے فرمایا: کیا ایک جماعت کے لیے نبی کریم ﷺ نے تمہارے لیے دعا نہیں کی تھی اور یہ کہ تم فلاں فلاں دن حفاظت کرو۔ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ آپؓ نے فرمایا: پھر تم بلوٰی میں کیوں شریک ہو؟ چنانچہ وہ شخص بلوائیوں سے الگ ہو کر واپس چلا گیا۔

اسی طرح لوگ آپؓ کے پاس قریش کا ایک شخص لائے۔ وہ بولا: اے عثمانؓ! میں آپ کو قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ہر گز نہیں۔ اس نے پوچھا: وہ کیسے؟

آپؓ نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لیے فلاں دن استغفار کیا ہے۔ لہٰذا تم ہر گز محترم خون کے درپے نہیں ہو گے۔ چنانچہ اس شخص نے استغفار کیا اور اپنے ساتھیوں سے الگ ہو کر واپس لوٹ گیا۔

(رواہ ابن عساکر، کنز العمال ج ۱۳ عربی ایڈیشن حدیث ۳۶۲۸۲ اردو ایڈیشن ۳۶۲۸۸)

حضرت عثمانؓ پر مصری بلوائی کا حملہ

(۲۷) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ مَوْلٰى بَنِيْ أَسَدٍ قَالَ: لَمَّا دَخَلَ

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

الْمِصْرِيُّوْنَ عَلٰى عُثْمَانَ وَ الْمَصْحَفُ فِيْ حَجْرِهٖ يَقْرَأُ فِيْهِ ضَرَبُوْهُ بِالسَّيْفِ عَلٰى يَدِهٖ فَوَقَعَتْ يَدُهٗ عَلٰى ﴿فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ [البقرة :۱۳۷] فَمَدِيْدُهٗ وَ قَالَ: وَ اللّٰهِ! اِنَّهَا الْأَوَّلُ يَدٍ خَطَتِ الْمُفَصِّلَ۔[1]

ابو سعید مولیٰ بنی اسد کی روایت ہے کہ جب مصری حضرت عثمانؓ کے پاس داخل ہوئے، آپؓ کی گود میں قرآن مجید رکھا ہوا تھا۔ آپ اسے پڑھ رہے تھے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر تلوار ماری۔ چنانچہ آپؓ کا ہاتھ برجستہ ﴿فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (پس اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے آپ کی کفایت کرے گا۔) پر جا پڑا۔ آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! یہ پہلا ہاتھ ہے جس نے فیصلہ پر خط کھینچا ہے۔

حضرت عثمانؓ کو خواب میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی زیارت

(۲۸) عَنْ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ فَقَالَ: لِيْ يَا كَثِيْرُ! لَا أَرَانِيْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِيْ يَوْمِيْ هٰذَا: فَقُلْتُ لَهٗ: قِيْلَ لَكَ فِيْهِ بِشَيْءٍ، قَالَ: لَا وَ لٰكِنْ سَهِرْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فَلَمَّا كَانَ

[1] ابن راهويه وابن أبى داود في المصاحف وأبو القاسم بن بشران في أماليه وأبو نعيم في المعرفة، وابن عساكر، کنز العمال ج۱۳ روایت اردو ایڈیشن ۳۶۲۸۹

عِنۡدَ الصُّبۡحِ رَأَيۡتُ رَسُوۡلَ اللهِ ﷺ وَ أَبَا بَكۡرٍ وَ عُمَرَ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ: يَا عُثۡمَانُ! اَلۡحِقۡنَا وَلَا تَحۡبِسۡنَا فَإِنَّا نَنۡتَظِرُكَ، فَقُتِلَ مِنۡ يَوۡمِهٖ ذٰلِكَ۔[1]

ترجمہ: کثیر بن صلت سے روایت ہے: وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے فرمایا: اے کثیر! میرا خیال ہے کہ آج کے دِن میں قتل کر دیا جاؤں گا۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ اس دِن آپ کو کچھ کہا گیا ہے۔

آپ نے فرمایا: نہیں۔ لیکن میں نے آج رات سحری کی اور غنودگی طاری ہو گئی۔ صبح کے وقت میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھا اور اللہ کے نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: اے عثمانؓ! ہمارے پاس آ جاؤ، رُکو نہیں۔ ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ پس اسی دِن آپ کو شہید کر دیا گیا۔

شہادت سے پہلے خواب

(۲۹) عَنۡ كَثِيۡرِ بۡنِ الصَّلۡتِ قَالَ: أَغۡفٰى عُثۡمَانُ فِي الۡيَوۡمِ الَّذِيۡ قُتِلَ فِيۡهِ ثُمَّ اِسۡتَيۡقَظَ ثُمَّ قَالَ: لَوۡ لَا أَنۡ يَقُوۡلُوۡا اَنۡ عُثۡمَانَ تَمَنّٰى

[1] رواہ البزار، و طبرانی و ابن شاہین فی السنۃ و کنز العمال ج ۱۳ عربی ایڈیشن روایت ۳۶۲۸۵ اردو ایڈیشن ۳۶۲۹۰

أَمْنِيَّةً لَحَدَّثْتُكُمْ، قُلْنَا: حَدِّثْنَا فَلَسْنَا عَلٰى مَا يَقُوْلُ النَّاسُ، قَالَ: اِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَنَامِيْ هٰذَا فَقَالَ: اِنَّکَ شَاهِدٌ فِيْنَا الْجُمُعَةَ۔[1]

ترجمہ: کثیر بن صلت سے روایت ہے: فرمایا کہ جس روز حضرت عثمانؓ شہید کیے گئے، آپ کو اونگھ آئی اور پھر بیدار ہوئے اور فرمایا: اگر تم یہ نہ کہو کہ عثمانؓ احسان جتلاتا (یا جھوٹ بولتا) ہے تو میں تم سے ایک بات کہوں۔ ہم نے کہا: ضرور بتائیں، ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو لوگ کہتے ہیں۔ پھر آپ (عثمانؓ) نے فرمایا: آج رات میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: تم جمعہ کے دن ہم سے آملو گے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عثمانؓ کا جواب، بلوائیوں کے اعتراض کا ردّ

(۳۰) اَيْضًا عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ اَهْلُ مِصْرَ الْجُحْفَةَ يُعَاتِبُوْنَ عُثْمَانَ صَعِدَ عُثْمَانُ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: جَزَاكُمُ اللّٰهُ يَا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ عَنِّيْ! اَيُّكُمْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَيَسْأَلُهُمْ مَا الَّذِيْ نَقَمُوْا؟ وَمَا الَّذِيْ يُرِيْدُوْنَ۔ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ، فَقَامَ عَلِيٌّ فَقَالَ: اَنَا، فَقَالَ عُثْمَانُ: اَنْتَ اَقْرَبُهُمْ

[1] البزار، مسند ابی یعلیٰ، مستدرک للحاکم، بخاری و مسلم، فی الدلائل

رِحْمًا وَ اَحَقُّهُمْ بِذٰلِکَ، فَأَتَاهُمْ فَرَحِبُوْا بِهٖ وَ قَالُوْا:
مَا کَانَ يَأْتِيْنَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِنْکَ، فَقَالَ: مَا الَّذِیْ نَقَمْتُمْ؟
قَالُوْا: نَقَمْنَا اِنَّهٗ مَحَا كِتَابَ اللهِ، وَ حَمَى الْحِمٰی، وَ اِسْتَعْمَلَ
اَقْرِبَائَهٗ، وَ اَعْطٰی مَرْوَانَ مِائَتَیْ اَلْفٍ، وَ تَنَاوَلَ اَصْحَابَ النَّبِيِّ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم، فَرَدَّ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ: اَمَّا الْقُرْاٰنُ فَمِنْ عِنْدِ اللهِ، اِنَّمَا
نَهَيْتُكُمْ لِاَنِّیْ خِفْتُ عَلَيْكُمُ الْاِخْتِلَافَ فَاقْرَؤُوْا عَلٰی اَیِّ
حَرْفٍ شِئْتُمْ، وَ اَمَّا الْحِمٰی فَوَ اللهِ مَا حَمِيَّتُهٗ لِاِبِلِیْ وَ لَا غَنَمِیْ وَ
اِنَّمَا حَمِيَّتُهٗ لِاِبِلِ الصَّدَقَةِ لِتَسْمَنَ وَ تَصْلَحَ وَ تَكُوْنُ اَكْثَرَ ثَمَنًا
لِلْمَسَاكِيْنَ، وَ اَمَّا قَوْلُكُمْ: اِنِّیْ اَعْطَيْتُ مَرْوَانَ مِائَتَیْ اَلْفٍ،
فَهٰذَا بَيْتُ مَالِهِمْ فَيَسْتَعْمِلُوْا عَلَيْهِ مَنْ اَحَبُّوْا، وَ اَمَّا قَوْلُهُمْ:
تَنَاوَلُ اَصْحَابَ مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَغْضَبُ
وَ اَرْضٰی، فَمَنْ ادَّعٰی قِبَلِیْ حَقًّا اَوْ مُظْلِمَةً فَهٰذَا اَنَا، فَاِنْ شَاءَ
قُوْدَ وَ اِنْ شَاءَ عَفَوْ وَ اِنْ شَاءَ أَرْضٰی، فَرَضِیَ النَّاسُ وَ
اَصْطَلَحُوْا وَ دَخَلُوا الْمَدِيْنَةَ وَ كَتَبَ بِذٰلِکَ اِلٰی اَهْلِ الْبَصْرَةِ
وَ اَهْلِ الْكُوْفَةِ فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَجِیْءَ فَلْيُوَكِّلْ وَكِيْلًا۔[1]

"ایضاً" اسماعیل بن ابی خالد کی روایت ہے کہ جب اہل مصر مقام جحفہ میں اترے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہے

[1] ابن ابی داود، تاریخ ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۲۸۸

تھے۔ حضرت عثمانؓ منبر پر چڑھے اور فرمایا: اے اصحابِؓ محمد ﷺ! میری طرف سے اللہ تم کو بدلہ دے، تم میں سے کون ان لوگوں کے پاس جائے گا اور ان کی برائی کا ان سے پوچھے اور وہ کیا چاہتے ہیں؟ کسی نے جواب نہ دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں ان سے سوال کرتا ہوں۔ عثمانؓ نے فرمایا: آپ کا ان سے قریبی رشتہ ہے اور آپ اس کے زیادہ حق دار بھی ہیں۔ چنانچہ علیؓ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے۔ لوگوں نے انہیں خوش آمدید کیا اور بولے: آپ سے زیادہ کوئی شخص ہمیں محبوب نہیں، جو ہمارے پاس آتا۔

حضرت علیؓ نے کہا: کس چیز نے تمہیں ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے؟

لوگوں نے کہا: اس شخص (حضرت عثمانؓ) نے کتاب اللہ مٹا ڈالی ہے، چراگاہوں کو استعمال کیا ہے، اپنے قریبی رشتہ داروں کو سرکاری عہدوں پر فائز کیا ہے، مروان کو دو ہزار (۲۰۰۰) درہم دیئے ہیں اور اصحابِؓ نبی ﷺ سے غصہ سے کام لیا ہے۔

حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں کو جواب بھجوایا: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے، میں نے تمہیں (مختلف قرأتوں سے) منع کیا ہے، چونکہ مجھے تمہارے اوپر اختلاف کا ڈر تھا۔ لہٰذا جس قرأت پر چاہو پڑھو۔

رہی بات چراگاہوں کی، اللہ کی قسم! میں نے اپنے اونٹ نہیں چرائے، نہ ہی اپنی بکریاں چرائی ہیں۔ میں نے تو صدقہ کے اونٹ چراگاہوں میں بھیجے ہیں تاکہ فربہ ہو جائیں۔ اور مساکین کو زیادہ نفع پہنچائیں۔

رہا ان کا کہنا کہ میں نے مروان کو دو ہزار (۲۰۰۰) درہم دیئے ہیں، یہ لوگوں کا بیت المال ہے، لوگ جسے چاہیں، اس پر عامل مقرر کریں۔

رہا ان کا یہ کہنا کہ میں نے اصحابِؓ نبی ﷺ پر غصہ کیا ہے اور انہیں حق سے محروم کیا ہے، سو میں بشر ہوں۔ میں غصہ بھی ہو سکتا ہوں اور خوش بھی ہو سکتا ہوں۔ جو مجھ پر حق یا ظلم کا دعویٰ کرے تو میں یہ ہوں، چاہے تو مجھ سے بدلہ لے، چاہے تو معاف کرے۔

لوگ آپ کے جواب سے راضی ہو گئے اور صلح کر لی۔ پھر مدینہ میں داخل ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے یہ حکم نامہ اہل بصرہ و اہل کوفہ کی طرف روانہ کیا کہ جو شخص آنے کی طاقت نہیں رکھتا، وہ اپنا وکیل مقرر کرے۔

حضرت عثمانؓ کا پانی بلوائیوں نے بند کر دیا

(۳۱) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْر قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ نَائِلَةُ بِنْتِ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

الْقُرَافِصَةِ الْكَلْبِيَّةِ امْرَأَةُ عُثْمَانَ قَالَتْ: لَمَّا حُوصِرَ عُثْمَانُ ظَلَّ يَوْمَهُ صَائِمًا، فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ سَأَلَهُمُ الْمَاءَ الْعَذْبَ، فَقَالُوا: دُونَكَ هٰذَا الرَّكِيُّ، وَ اِذَا رَكِيَ يَلْقَى فِيهِ النَّتَنُ، فَبَاتَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ عَلٰى حَالِهِ لَمْ يَطْعَمْ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ السَّحَرِ أَتَيْتُ جَارَاتٍ لَنَا فَسَأَلْتُهُمُ الْمَاءَ الْعَذْبَ، فَجِئْتُهُ بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ فَأَيْقَظْتُهُ فَقُلْتُ: هٰذَا مَاءٌ عَذْبٌ قَدْ أَتَيْتُكَ بِهِ، فَقَالَ: اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَطْلَعَ عَلَيَّ مِنْ هٰذَا السَّقْفِ وَ مَعَهُ دَلْوٌ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ: اِشْرِبْ عُثْمَانَ! فَشَرِبْتُ حَتّٰى رَوَيْتُ، ثُمَّ قَالَ: اِزْدَدْ، فَشَرِبْتُ حَتّٰى تَمَلَأْتُ، فَقَالَ: اِنَّ الْقَوْمَ سَيُكْثِرُوْنَ عَلَيْكَ، فَاِنْ قَاتَلْتَهُمْ ظَفَرْتَ، وَ اِنْ تَرَكْتَهُمْ اِفْطَرْتَ عِنْدَنَا، قَالَتْ: فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ مِنْ يَوْمِهِ فَقَتَلُوْهُ۔[1]

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ مجھے نائلہ بنت قرافصہ کلبیہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے حدیث سنائی ہے کہ جب عثمانؓ کا محاصرہ کیا گیا، آپ نے وہ دن روزے میں گزار دیا۔ افطاری کے وقت بلوائیوں سے میٹھا پانی طلب کیا۔ کہنے لگے: اس کنویں کے علاوہ جہاں سے بھی پانی ملے پی لو۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کنویں سے بدبو اُٹھ رہی ہے۔

[1] ابن منیع وابن ابی عاصم، کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۲۹۰

2483

چنانچہ آپ نے یہ رات اسی حال میں گزار دی، کوئی چیز نہیں کھائی۔ پھر سحری کے وقت میں اپنی پڑوسیوں کے پاس گئی، میں نے ان سے میٹھا پانی طلب کیا۔ میں پانی کا ایک کوزہ لیے ہوئے حضرت عثمانؓ کے پاس آئی۔ انہیں جگایا۔ میں نے عرض کیا: یہ میٹھا پانی ہے جو میں آپ کے پاس لائی ہوں۔ آپ نے فرمایا:

آج رات اس چھت سے رسول اللہ ﷺ مجھ پر نمودار ہوئے۔ آپ ﷺ کے پاس پانی کا ایک ڈول تھا، آپ نے فرمایا: اے عثمانؓ! پی لو۔ میں نے سیر ہو کر پانی پیا۔ پھر فرمایا: اور پیو۔ میں نے اور پیا، حتی کہ میرا پیٹ بھر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

یہ لوگ تمہارے اوپر چڑھائی کریں گے۔ اگر تم ان سے قتال کرو گے، فتح مند ہو جاؤ گے اور اگر قتال ترک کرو گے، ہمارے پاس آ کر افطاری کرو گے۔

حضرت نائلہؓ کہتی ہیں: اسی دن لوگ گھر میں داخل ہوئے اور آپ کو شہید کر دیا۔

حضرت عثمانؓ کی بلوائیوں کو نصیحت

(۲۳) اَیْضًا عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: اَشْرَفَ عُثْمَانُ عَلَى الَّذِیْنَ حَاصَرُوْهُ فَقَالَ: یَا قَوْمُ! لَا تَقْتُلُوْنِیْ فَاِنِّیْ وَالٍ وَاَخٌ مُسْلِمٌ، فَوَ

اللّٰہُ! اِنْ اَرَدْتُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَصَبْتُ اَوْ اَخْطَأْتُ، وَ اِنَّکُمْ اِنْ تَقْتُلُوْنِیْ لَا تُصَلُّوْنَ جَمِیْعًا اَبَدًا، وَ لَا تَغْزُوْنَ جَمِیْعًا اَبَدًا، وَ لَا یُقْسِمُ فَیْئُکُمْ بَیْنَکُمْ قَالَ: فَلَمَّا اَبَوْا قَالَ: اَنْشُدُکُمُ اللّٰہَ هَلْ دَعَوْتُمْ عِنْدَ وَفَاۃِ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا دَعَوْتُمْ بِهٖ وَ اَمَرَکُمْ جَمِیْعًا لَمْ یَتَفَرَّقَ وَ اَنْتُمْ اَهْلُ دِیْنِهٖ وَ حَقِّهٖ فَتَقُوْلُوْنَ: اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجِبْ دَعْوَتَکُمْ، اَمْ تَقُوْلُوْنَ: هَانَ الدِّیْنُ عَلَی اللّٰہِ، اَمْ تَقُوْلُوْنَ: اِنِّیْ اَخَذْتُ هٰذَا الْاَمْرَ بِالسَّیْفِ وَ الْغَلَبَۃِ وَ لَمْ آخُذْهُ عَنْ مَشْوَرَۃِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ، اَمْ تَقُوْلُوْنَ: اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَعْلَمْ مِنْ اَوَّلِ اَمْرِیْ شَیْئًا لَمْ یَعْلَمْ مِنْ اٰخِرِهٖ، فَلَمَّا اَبَوْا قَالَ: اَللّٰهُمَّ! اَحْصِهِمْ عَدَدًا، وَ اقْتُلْهُمْ بَدَدًا، وَ لَا تَبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا، قَالَ مُجَاهِدُ: فَقَتَلَ اللّٰہُ مِنْهُمْ مَنْ قَتَلَ فِی الْفِتْنَۃِ، وَ بَعَثَ یَزِیْدُ اِلٰی اَهْلِ الْمَدِیْنَۃِ عِشْرِیْنَ اَلْفًا فَاَبَاحُوا الْمَدِیْنَۃَ ثَلَاثًا یَصْنَعُوْنَ مَا شَاؤُوْا لِمَدَاهِنَتِهِمْ۔

"ایضاً" مجاہد کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محاصرین پر نمودار ہو کر فرمایا: اے قوم! مجھے قتل مت کرو، چونکہ میں والی ہوں اور تمہارا مسلمان بھائی ہوں۔ اللہ کی قسم! مجھ سے جہاں تک ہو سکا ہے میں نے اصلاح کا ارادہ کیا ہے۔ خواہ میں درستی تک پہنچا، یا مجھ سے خطا ہوئی، اگر تم نے مجھے قتل کر دیا پھر تم کبھی بھی اکٹھے نماز نہیں پڑھ سکو گے، اکٹھے مل کر جہاد نہیں کر سکو گے۔

تمہاری غنیمت تمہارے درمیان تقسیم نہیں ہو گی۔

مجاہد کہتے ہیں: جب لوگوں نے انکار کیا تو آپؓ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم امیر المؤمنین کی وفات کے وقت اس امر کی دعوت دیتے ہو جس کی تم پہلے دعوت دے چکے ہو۔ دراں حالیکہ تم سب ایک نکتہ پر مجتمع ہو، تمہارا معاملہ جدا جدا نہ ہو اور تم دین کے اہل بھی ہو اور پھر تم یہ کہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعوت قبول نہیں کی۔ یا کہو کہ اللہ کے ہاں دین کی تذلیل ہو رہی ہے۔ یا تم کہو کہ یہ خلافت میں نے تلوار یا غلبہ سے حاصل کی ہے اور مسلمانوں سے مشورہ لے کر حاصل نہیں کی۔ یا تم کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ کو شروع سے نہیں جانتا یا آخر سے نہیں جانتا۔

جب لوگوں نے اس سے بھی انکار کیا تو آپ نے فرمایا:

یا اللہ! ان کی تعداد کو اپنے شمار میں رکھ لے اور انہیں چن چن کر قتل کر اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رکھ۔

(ابن سعد، کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۲۹۲)

حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کے دوران خطاب

(۲۴) اَیْضًا عَنْ اَبِیْ لَیْلٰی الْکِنْدِیْ قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَهُوَ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مَحۡصُوۡرٌ فَاطَّلَعَ فِیۡ کُرَّۃٍ وَ ھُوَ یَقُوۡلُ: یٰاَیُّھَا النَّاسُ! لَا تَقۡتُلُوۡنِیۡ وَ اسۡتَعۡتِبُوۡنِیۡ فَوَ اللّٰہُ! لَئِنۡ قَتَلۡتُمُوۡنِیۡ لَا تُصَلُّوۡا جَمِیۡعًا اَبَدًا وَ لَا تُجَاھِدُوۡا عَدُوًّا اَبَدًا، وَ لَتَخۡتَلِفَنَّ حَتّٰی تُصِیۡرُوۡا ھٰکَذَا۔ وَ شَبَّکَ بَیۡنَ اَصَابِعَہٗ۔ ثُمَّ قَالَ:

"ایضاً" ابو لیلیٰ کندی کی روایت ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ محصور تھے۔ آپؓ نے ایک روشن دان سے جھانکا اور فرمایا: اے لوگو! مجھے قتل نہ کرو بلکہ میری رضا مندی حاصل کرو۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے مجھے قتل کیا تو پھر تم کبھی بھی اکٹھے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکو گے اور نہ ہی دشمن کے ساتھ جہاد کر سکو گے۔ تم سخت اختلاف کے بھنور میں پھنس جاؤ گے، حتیٰ کہ تم یوں نہ ہو جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کی:

یٰقَوۡمِ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شِقَاقِیۡۤ اَنۡ یُّصِیۡبَکُمۡ مِّثۡلُ مَاۤ اَصَابَ قَوۡمَ نُوۡحٍ اَوۡ قَوۡمَ ھُوۡدٍ اَوۡ قَوۡمَ صٰلِحٍ ؕ وَ مَا قَوۡمُ لُوۡطٍ مِّنۡکُمۡ بِبَعِیۡدٍ

اے میری قوم! تمہیں میری مخالفت ہرگز برانگیختہ نہ کرے، کہیں تم اس عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤ جو قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر نازل ہوا اور قوم لوط بھی تم سے دُور نہیں ہے۔ (سورۃ ہود آیت ۸۹)

وَ اَرۡسَلَ اِلٰی عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ سَلَامٍ فَقَالَ: مَا تَرٰی؟ اَلۡکَفُّ الۡکَفُّ فَاِنَّہٗ

اَبْلَغَ لَکَ فِی الْحُجَّۃِ، فَدَخَلُوْا عَلَیْہِ فَقَتَلُوْہُ۔

حضرت عثمانؓ نے حضرت عبد اللہ بن سلامؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا: آپ ہاتھ روک لیں، چونکہ یہ چیز آپ کے لئے باعث حجت ہو گی۔ چنانچہ بلوائیوں نے گھر میں داخل ہو کر آپ کو شہید کر دیا۔[1]

محاصرہ کے دوران حضرت علیؓ نماز پڑھاتے تھے

(۲۵) اَیْضًا عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَدِیْ بِنَ الْخِیَارَ اِنَّہٗ دَخَلَ عَلٰی عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَ ھُوَ مَحْصُوْرٌ وَ عَلِیٌّ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فَقَالَ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! اِنِّیْ اَتَحَرَّجُ اَنْ اُصَلِّیَ مَعَ ھٰؤُلَاءِ وَ اَنْتَ الْاِمَامُ، فَقَالَ عُثْمَانُ: اِنَّ الصَّلَاۃَ اَحْسَنُ مَا عَمَلَ النَّاسُ، فَاِذَا رَأَیْتَ النَّاسَ یُحْسِنُوْنَ فَاَحْسِنْ مَعَھُمْ، وَ اِذَا رَأَیْتَھُمْ یَسِیْؤُنَ فَاجْتَنِبْ اَسَائَتَھُمْ۔[2]

"ایضاً" عبید اللہ بن عدی بن خیار کی روایت ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ محصور تھے، جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، کہا: اے

---

[1] ابن سعد، مسند ابن ابی شیبہ وابن منیع وابن ابی حاتم، تاریخ ابنِ عساکر، کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۲۹۹

[2] جامع عبد الرزاق، بخاری، تعلیقاً ق، کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۳۰۰

امیر المؤمنین! میں ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے میں حرج محسوس کرتا ہوں، حالانکہ آپ امام ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا: نماز لوگوں کے کیے سے افضل ہے۔ جب تم لوگوں کو اچھائی کرتے دیکھو تو ان کے ساتھ اچھائی کرو اور جب تم لوگوں کو برائی کرتے دیکھو تو ان کی برائی سے کنارہ کش ہو جاؤ۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کا شہادتِ عثمانؓ پر افسوس

(۲۶) عَنْ عُمَيْرِ بْنِ زَوْدِیٍّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: هَلْ تُدْرِكُوْنَ مَا مَثَلِیْ وَ مَثَلُكُمْ وَ مَثَلَ عُثْمَانَ؟ كَمَثَلِ ثَلَاثَةِ اَثْوَارٍ كُنَّ فِيْ اَجْمَةٍ: ثَوْرٌ اَبْيَضُ وَ ثَوْرٌ اَحْمَرُ وَ ثَوْرٌ اَسْوَدُ، وَ مَعَهُنَّ فِيْهَا اَسَدٌ وَ كَانَ الْاَسَدُ لَا يَقْدِرُ مِنْهُنَّ عَلٰى شَیْءٍ لِاِجْتِمَاعِهِنَّ عَلَيْهِ۔ فَقَالَ لِلثَّوْرِ الْاَسْوَدِ وَ لِلثَّوْرِ الْاَحْمَرِ: لَا يَدُلُّ عَلَيْنَا فِیْ اَجْمَتِنَا هٰذِهٖ اِلَّا هٰذَا الثَّوْرُ الْاَبْيَضُ فَاَنَّهٗ مَشْهُوْرُ اللَّوْنِ، فَلَوْ تَرَكْتُمَانِیْ فَاَكَلْتُهٗ صَفَتْ لِیْ وَ لَكُمَا الْاَجَمَةُ وَ عَشْنَا فِيْهَا۔ فَقَالَا لَهٗ: دُوْنَكَ، فَاَكَلَهٗ، ثُمَّ لَبِثَ غَيْرَ كَثِيْرٍ فَقَالَ لِلثَّوْرِ الْاَحْمَرِ: اِنَّهٗ لَا يَدُلُّ عَلَيْنَا فِیْ اَجْمَتِنَا هٰذِهٖ اِلَّا هٰذَا الثَّوْرُ الْاَسْوَدُ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْرُ اللَّوْنِ وَ اِنَّ لَوْنِیْ وَ لَوْنَكَ لَا يَشْهِرَانِ،

فَلَوْ تَرَکْتَنِیْ فَاَکَلْتُہٗ صَفِتَ لِیْ وَ لَکَ الْاَجْمَۃِ وَعَشِنَا فِیْھَا۔ فَقَالَ لَہٗ: دُوْنَکَ، فَاَکَلَہٗ، ثُمَّ لَبِثَ غَیْرَ کَثِیْرٍ فَقَالَ لِلثَّوْرِ الْاَحْمَرِ: اِنِّیْ اَکَلُکَ۔ قَالَ: فَدَعِنِیْ حَتّٰی اُنَادِیْ ثَلَاثَۃَ اَصْوَاتٍ، قَالَ: فَنَادَ۔ فَقَالَ: اَلَّا! اِنِّیْ اِنَّمَا اُکِلْتُ یَوْمٍ اُکِلَ الْاَبْیَضُ، اَلَّا! اِنِّیْ اَنَّمَا اُکِلْتُ یَوْمٍ اُکِلَ الْاَبْیَضُ۔ قَالَ عَلِیٌّ: اَلَّا! اَلَّا اِنِّیْ وَھَنْتُ یَوْمٍ قُتِلَ عُثْمَانُ۔[1]

عمیر بن زدوی کی روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ تم لوگ میری مثال اپنی مثال اور عثمان رضی اللہ عنہ کی مثال جانتے ہو؟ جیسے تین بیلوں کی مثال اور وہ درختوں کے جھنڈ میں ہوں: سفید بیل، سرخ بیل اور سیاہ بیل۔ ان بیلوں کے ساتھ درختوں کے جھنڈ میں ایک شیر ہو۔ بیلوں کے مجتمع ہونے کی وجہ سے ان میں سے کسی پر غلبہ نہیں پاسکتا۔

چنانچہ شیر نے سیاہ و سرخ بیل سے کہا: ان درختوں میں ہماری جمعیت پر سوائے اس سفید بیل کے کوئی دلالت نہیں کرتا۔ اگر تم مجھے چھوڑ دو تاکہ میں اسے کھالوں، یوں میرے اور تم دونوں کے لئے درختوں کا جھنڈ صاف ہو جائے اور ہماری کبھی بھی پر امن ہو

[1] ابن ابی شیبہ ویعقوب بن سفیان و الحاکم فی الکنی، طبرانی فی الکبیر، تاریخ ابنِ عساکر، کنزالعمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۳۰۳

جائے۔ ان دونوں بیلوں نے کہا: تم اپنا کام پورا کر لو۔ چنانچہ شیر نے سفید بیل کھالیا۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ شیر نے سرخ بیل سے کہا: بلاشبہ کھچار میں ہمارے اوپر صرف یہ سیاہ بیل دلالت کرتا ہے، چونکہ اس کا رنگ زیادہ شہرت والا ہے، جب کہ میرا اور تیرا رنگ شہرت والا نہیں ہے۔ اگر تم مجھے اجازت دو، میں اسے کھالوں تاکہ میرے اور تیرے لئے کھچار صاف ہو جائے اور ہمارا ٹھکانہ پر امن ہو جائے۔ سرخ بیل نے کہا: تم اپنا کام پورا کر لو۔ چنانچہ شیر نے سیاہ بیل کھالیا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

تھوڑی دیر گزری تھی کہ شیر نے سرخ بیل سے کہا: اب میں تمہیں کھاؤں گا۔ بیل نے کہا: مجھے اجازت دو تاکہ میں تین آوازیں لگا سکوں۔ شیر بولا: آوازیں لگا لو۔ چنانچہ بیل نے آواز لگائی: خبردار! میں اس دن کھایا جا چکا ہوں، جس دن سفید بیل کھایا گیا۔ خبردار! میں اس دن کھایا جا چکا ہوں جس دن سیاہ بیل کھایا گیا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: خبردار! جس دن عثمانؓ شہید کیے گئے ہیں، میں کمزور ہو گیا۔

محاصرہ کے دوران حضرت علی المرتضیٰؓ کا پیغام

(۲۷) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اِنَّ عَلِیًّا اَتٰی عُثْمَانَ وَ ھُوَ مَحْصُوْرٌ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُ لِاَنْصُرَکَ، فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ بِالسَّلَامِ وَ قَالَ: لَا حَاجَۃَ، فَأَخَذَ عَلِیٌّ عَمَامَتَہٗ مِنْ رَأْسِہٖ فَأَلْقَاھَا فِی الدَّارِ الَّتِیْ فِیْھَا عُثْمَانَ وَ ھُوَ یَقُوْلُ: ﴿ذٰلِکَ لِیَعْلَمَ اِنِّیْ لَمْ اَخُنْہُ بِالْغَیْبِ﴾ [یوسف: ۵۲] (اللالکائی فی السنۃ، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۳۰۶)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ عثمانؓ کا محاصرہ جاری تھا۔ حضرت علیؓ نے پیغام بھیجا، میں اس لئے آیا ہوں تا کہ آپ کی مدد کر سکوں۔ عثمانؓ نے علیؓ کی طرف سلام بھیج دیا اور فرمایا: اس کی حاجت نہیں۔

حضرت علیؓ نے اپنے سر سے عمامہ اتارا اور گھر میں پھینک دیا، جس میں حضرت عثمانؓ محصور تھے، جب کہ حضرت علیؓ کہہ رہے تھے: یہ میں نے اس لئے کیا ہے تا کہ (حضرت عثمانؓ) یہ نہ سمجھیں کہ پیٹھ پیچھے میں ان سے خیانت کر رہا ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کا شہادتِ حضرت عثمانؓ پر ارشاد

(۲۸) عَنْ اَبِیْ حَصِیْنِ اِنَّ عَلِیًّا قَالَ: لَوْ اَعْلَمُ اَنَّ بَنِیْ اُمَیَّۃَ

يَذْهَبُ مَا فِيْ نُفُوْسِهَا لَحَلَفْتُ لَهُمْ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا مَرَدَّدَةً بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اِنِّيْ لَمْ اَقْتُلْ عُثْمَانَ وَلَمْ اَمَالُ عَلٰى قَتْلِهٖ۔[1]

ابو حصین کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے علم ہوتا کہ بنی امیہ کے نفوس سے شبہ ختم ہو جائے گا تو میں ان کے لئے رُکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان پچاس قسمیں کھاتا کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی مجھے ان کے قتل میں رغبت تھی۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت پر حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ارشاد

(۲۹) عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا بِالْمَدِيْنَةِ وَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالُوْا: قُتِلَ عُثْمَانُ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ اُشْهِدُكَ اِنِّيْ لَمْ اَرْضِ وَلَمْ اَمَالُ، مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔[2]

حسن کی روایت ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے ایک آواز سنی۔ پوچھا: یہ کیسی آواز ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے جا چکے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا: یا اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ

---

[1] اللالکائی، کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۳۰۷

[2] اللالکائی، کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۳۰۸

میں راضی نہیں ہوں اور نہ یہ میری رغبت ہے۔ دو بار یا تین بار فرمایا۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت، خلافتِ نبوت تھی

(۳۰) مَسْنَدِ ثَعْلَبَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِي الْاَشْعَثُ الصُّنْعَانِيْ قَالَ: كَانَ اَمِيْرٌ عَلٰى صُنْعَاءَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنِ عَدِّيْ وَ كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ فَلَمَّا جَاءَ نَعْيُ عُثْمَانَ بَكٰى وَ قَالَ: هٰذَا حِيْنَ اِنْتَزَعَتْ خِلَافَةُ النَّبُوَّةِ وَ صَارَ مَلِكًا وَ جَبَرِيَّةً، مَنْ غَلَبَ عَلٰى شَيْءٍ اَكَلَهُ۔

"مسند ثعلبہ بن ابی عبدالرحمٰن انصاری" ابو اشعث صنعانی کی روایت ہے کہ صنعاء پر ایک شخص امیر تھا۔ اسے ثمامہ بن عدی رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا۔ وہ صحبت رسول اللہ ﷺ سے فیض یاب تھا۔ جب اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو وہ رونے لگا اور کہا: اس کا وقوع اس وقت ہونا تھا، جب نبوت سے خلافت الگ ہونی تھی، پھر خلافت جبری بادشاہت میں بدلنی تھی۔ جو شخص جس چیز پر غالب آتا وہ اسے کھا جاتا۔

(ابو نعیم، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۳۰۹)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عثمانؓ کے قاتل دوزخ میں جائیں گے

(۳۱) اَیْضًا عَنْ جُنْدُبِ الْخَیْرِ قَالَ: اَتَیْنَا حُذَیْفَةُ حِیْنَ صَارَ الْمِصْرِیُّوْنَ اِلٰی عُثْمَان فَقُلْنَا: اَنَّ هٰؤُلَاءِ قَدْ صَارُوْا اِلٰی هٰذَا الرَّجُلِ فَمَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: یَقْتُلُوْنَهٗ وَاللّٰهُ! قُلْنَا: فَاَیْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِی الْجَنَّةِ وَاللّٰهُ! قُلْنَا: فَاَیْنَ قَتَلْتَهٗ؟ قَالَ: فِی النَّارِ وَاللّٰهُ۔[1]

"ایضاً" جندب خیر کی روایت ہے کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب مصریوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ہم نے کہا: یہ لوگ اس شخص (حضرت عثمانؓ) کی طرف چل پڑے ہیں، آپ کیا کہتے ہیں؟ حذیفہؓ بولے: اللہ کی قسم! یہ لوگ انہیں شہید کر کے رہیں گے۔ ہم نے کہا: یہ شخص کہاں ہوں گے؟ فرمایا: جنت میں۔ ہم نے کہا: ان کے قاتل کہاں ہوں گے؟ فرمایا: اللہ کی قسم! دوزخ میں جائیں گے۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی شہادت کی پیشگوئی

(۳۲) عَنْ عَطَاءِ الْبَصْرِیِّ قَالَ: حَدَّثَنِیْ شَیْخُ بَاَفْرِیْقِیَّةِ اَنَّ اَبَاهُ

[1] ابن ابی شیبہ، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۳۱۱

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

حَدَّثَهُ اَنَّهُ کَانَ مَعَ عُثْمَانَ فَجَاءَ عَلِیٌّ فَقَالَ: اَمَا تَعْلَمُ اِنَّا کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی حِرَاءٍ فَتَحَرَّکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَسْکُنْ حِرَاءُ! فَاِنَّہُ لَیْسَ عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَھِیْدٌ۔ فَقَالَ: بَلٰی؟ فَقَالَ عَلِیٌّ: فَوَ اللّٰہُ! لَتُقْتَلَنَّ وَ لَاُقْتَلَنَّ مَعَکَ۔ قَالَ ذٰلِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

عطا بصری کی روایت ہے کہ مجھے افریقہ میں ایک شیخ نے حدیث سنائی کہ اس کے والد نے اسے بتایا ہے کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اتنے میں علی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: کیا تم جانتے ہو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حراء پہاڑ پر تھے۔ پہاڑ حرکت میں آگیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے حراء! رُک جا۔ چونکہ تجھ پر یا تو ایک نبیؑ ہے یا صدیقؓ ہے یا شہیدؓ ہے۔ جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت علیؓ نے کہا: اللہ کی قسم! تم ضرور شہید کئے جاؤ گے، میں بھی تمہارے ساتھ قتل کیا جاؤں گا۔ تین بار کہا۔

(ابن عابد، تاریخ ابنِ عساکر، کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۳۲۲)

حضرت عثمانؓ کی پیشگوئی: علیؓ پر ماتم کیا جائے گا

(۳۳) عَنْ عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ: اَرْسَلَ عُثْمَانُ اِلٰی

عَلِيٍّ اِنَّ ابْنَ عَمِّکَ مَقْتُوْلٌ وَ اِنَّکَ مَسْلُوْبٌ۔

(ابن ابی الدنیا فی کتاب الاشراف، تاریخ ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۳۲۳)

عمرو بن محمد بن جبیر کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارے چچا کا بیٹا شہید کیا جائے گا جب کہ تمہارے اوپر ماتم کیا جائے گا۔

حضرت علی المرتضیٰ کی پیشگوئی جو ظاہر ہوئی

(۳۴) عَنْ اَبِیْ ثَوْرٍ الْفَهْمِیِّ قَالَ: کُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ فَأَشْرَفَ مِنْ کُوَّةٍ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ: یَا اَبَا الْحَسَنِ! مَا هٰذَا الَّذِیْ رَکِبَ مَتْنِیْ؟ قَالَ: اِصْبِرْ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! فَوَ اللّٰهِ! مَا غَبَتُّ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حِیْنَ کُنَّا عَلٰی اُحُدٍ فَتَحَرَّکَ الْجَبَلُ وَ نَحْنُ عَلَیْهِ فَقَالَ: اِثْبِتْ اُحُدُ! فَاِنَّهٗ لَیْسَ عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَهِیْدٌ، وَ اَیْمُ اللّٰهِ! لَتُقْتَلَنَّ وَ لَأُقْتَلَنَّ مَعَکَ وَ لَیُقْتَلَنَّ طَلْحَةُ وَ الزُّبَیْرُ، وَ لَیَحِیْنَ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلٰی اَدْلاَلِهٖ۔[1]

ابو ثور فہمی کی روایت ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ آپ نے ایک روشن دان سے لوگوں پر جھانکا اور فرمایا: اے ابو الحسن! یہ کیا چیز ہے جو میری پشت پر سوار ہو گئی ہے؟ جواب دیا:

---

[1] تاریخ ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۳۲۴

اے ابو عبد اللہ! صبر کرو۔ اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے بے فکر نہیں ہوا، جب ہم اُحد پہاڑ پر تھے۔ پہاڑ ملنے لگا۔ فرمایا: اے اُحد! ثابت رہ۔ چونکہ تیرے اوپر نبیؐ ہے یا صدیقؓ ہے یا شہیدؓ ہے۔

اللہ کی قسم! تمہیں ضرور شہید کیا جائے گا، مجھے بھی آپ کے ساتھ شہید کیا جائے گا، طلحہؓ و زبیرؓ کو بھی شہید کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے پورے ہونے کا وقت آ چکا ہے۔

عثمانؓ ذوالنورین کا ارشاد، محمد بن ابی بکرؓ کی تصدیق

(۳۵) مُسْنَدِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ هَارُوْنَ بْنِ عَنْتَرَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: دَخَلَ مُحَمَّدُ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَلٰی عُثْمَانَ فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ: یَا ابْنَ اَخِیْ! أَنْشُدُکَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَیْهِ اِحْدَاهُمَا بَعْدَ الْاُخْرٰی ثُمَّ قَالَ: اَلَا اَبَا اَیِّمٍ اَلَا اَخَا اَیِّمٍ یُزَوِّجُهَا عُثْمَانَ؟ فَلَوْ کَانَ عِنْدَنَا شَیْءٌ زَوَّجْنَاهُ، وَ تَرَکْتُ بَیْعَةَ الرِّضْوَانِ فَبَایَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِیَدَیْهِ اِحْدَاهُمَا عَلَی الْاُخْرٰی وَ قَالَ: هٰذِهٖ لِیْ وَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ، فَکَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَطْهَرُ وَ أَطْیَبُ مِنْ یَدِیْ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُکَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

مَنْ يَشْتَرِیْ هٰذَا النَّخلَ فَيَقُوْمَ قِبلَةَ الْمَسْجِدِ وَ ضَمِنَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نَخلَةً فِی الْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُکَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ جَاعُوْا جُوْعًا شَدِيْدًا فَجِئْتُ بِالْأَنْطَاعِ فَبِطْتُهَا ثُمَّ صَبَبْتُ عَلَيْهِ الْحَوَارِیَّ ثُمَّ جِئْتُ بِالسَّمَنِ وَ الْعَسَلِ فَخَلَطْتُ بِهٖ وَ کَانَ اَوَّلُ خَبِيْصٍ اَكَلُوْهُ فِی الْاِسْلَامِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَأَنْشُدُکَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ ظَمَأُوْا اَظْمَأً شَدِيْدًا فَاحْتَفِرْتُ بِئْرًا فَأَعْظَمْتُ عَلَيْهَا النَّفَقَةَ ثُمَّ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، اَلضَّعِيْفُ فِيْهَا وَ الْقَوِیُّ سَوَاءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَأَنْشُدُکَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ اِنَّ الْمِيْرَةَ اِنْقَطَعَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى جَاعَ النَّاسُ فَخَرَجْتُ اِلٰى بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَوَجَدْتُ خَمْسَةَ عَشَرَ رَاحِلَةٍ عَلَيْهَا طَعَامٌ فَاشْتَرَيْتُهَا وَ حَبِسْتُ مِنْهَا ثَلَاثَةً وَ أَتَيْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بِاثْنَتَیْ عَشَرَةَ رَاحِلَةً، فَدَعَا لِی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَقَالَ: بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَ بَارَکَ لَکَ فِيْمَا اَمْسَكْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَأَنْشُدُکَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ اِنِّیْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بِأَلْفِ اَصْفَرَ فَصَبَبْتُهَا فِیْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَقُلْتُ: اِسْتَعِنْ بِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَأَنْشُدُکَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ اِنِّیْ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عَلٰى

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

جَبَلِ حِرَاءً فَرَجَفَ بِنَا فَضَرَبَهُ النَّبِیُّ ﷺ بِقَدَمِهٖ فَقَالَ: اُسْكُنْ حِرَاءُ! فَاِنَّهُ لَیْسَ عَلَیْكَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَهِیْدٌ۔ وَ عَلَى الْجَبَلِ یَوْمَئِذٍ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ وَ طَلْحَةُ وَ الزُّبَیْرُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔[1]

"مسند عثمان" عبد الملک بن ہارون بن عنترہ اپنے والد اور دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ محمد بن ابو بکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوئے۔ ان سے حضرت عثمانؓ نے فرمایا: اے بھتیجے! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے میری شادی کرائی۔ پھر آپ نے فرمایا: اے ابو ایم! اے اخو ایم! کیا عثمانؓ کی شادی کرادی جائے؟ اگر ہمارے پاس کوئی لڑکی ہوتی، ہم اس کی شادی کرادیتے۔

میں بیعت رضوان کے وقت موجود نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا اور میرے لئے بیعت کر دی اور فرمایا: یہ ہاتھ میرا ہے اور یہ عثمانؓ کا۔ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ میرے ہاتھ سے پاکیزہ وافضل تھا۔ محمد بن ابی بکر نے کہا: جی ہاں۔

---

[1] ابن ابی عاصم فی السنة، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۲۳۱

حضرت عثمانؓ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تمہیں علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: جو شخص اس باغ کو خرید کر مسجد کا قبلہ درست کرے گا، میں اس کے لئے جنت میں باغ کی ضمانت دیتا ہوں۔ محمد بن ابو بکر نے کہا: جی ہاں۔

پھر حضرت عثمانؓ نے کہا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تمہیں علم ہے کہ مسلمان سخت بھوک کا شکار ہو گئے تھے، میں نے بہت سارے دستر خوان پھیلائے۔ اس پر روٹیاں ڈالیں، پھر گھی اور شہد ڈالا اور یہ سب کچھ ملا دیا۔ یہ پہلا حلوہ ہے جو اسلام میں کھایا گیا۔ کہا: جی ہاں۔

فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ مسلمان سخت پیاسے ہو گئے تھے۔ میں نے بہت بھاری خرچہ برداشت کر کے کنواں کھدوایا۔ پھر وہ کنواں مسلمانوں پر صدقہ کر دیا۔ کمزور قوی سب برابر تھے۔ کہا: جی ہاں۔

فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ مدینہ سے غلہ ختم ہو گیا، حتیٰ کہ لوگ مرنے لگے۔ میں بقیع غرقد کی طرف گیا، وہاں پندرہ اونٹ غلے سے لدے کھڑے تھے، میں نے انہیں خرید لیا۔ ان میں سے تین روک لئے اور بارہ اونٹ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

میرے لئے دُعا فرمائی کہ جو کچھ تم نے دیا ہے اس میں اللہ برکت کرے اور جو تم نے اپنے لئے رکھ لیا ہے اس میں بھی برکت کرے۔ کہا: جی ہاں! مجھے علم ہے۔

فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں ایک ہزار دینار لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دینار آپ کی گود میں ڈال دیئے۔ اور میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ان سے مدد لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد عثمانؓ جو عمل بھی کرے، اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ کہا: جی ہاں! مجھے معلوم ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حراء پہاڑ پر تھا۔ اتنے میں پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے پہاڑ پر پاؤں مارا اور فرمایا: اے حراء! رُک جا۔ تجھ پر یا تو نبیؐ ہے یا صدیقؓ ہے یا شہیدؓ ہے۔ اس دن پہاڑ پر رسول اللہ ﷺ، ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور زبیر رضی اللہ عنہم تھے۔ محمد بن ابی بکر نے کہا: جی ہاں! مجھے معلوم ہے۔

محمدؒ بن ابی بکرؓ

حضرت ابو بکرؓ کے سب سے چھوٹے بیٹے محمد کی پیدائش ۱۰ھ ایام

حجۃ الوداع کی ہے۔ ان کی والدہ حضرت اسماءؓ بنت عمیس پہلے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کی بیوی تھیں۔ غزوہ موتہ میں حضرت جعفرؓ کے شہید ہونے کے بعد حضرت ابو بکرؓ صدیق نے ان سے شادی کی۔

حضرت ابو بکرؓ صدیق کی وفات کے وقت محمدؒ بن ابی بکرؓ کی عمر اڑھائی سال تھی۔

(۲) حضرت ابو بکرؓ صدیق کی وفات کے بعد ان کی والدہ حضرت اسماءؓ بنت عمیس نے حضرت علیؓ المرتضیٰ سے شادی کر لی تھی۔ لہٰذا محمد بن ابی بکرؓ نے اپنے سوتیلے والد حضرت علیؓ المرتضیٰ کی گود میں تربیت پائی۔

(۳) غزوۃ الصواری میں رومیوں کے خلاف لڑی جانے والی بحری جنگ جو بحیرہ روم میں لڑی گئی۔ یہ جنگ ۳۱ھ میں پیش آئی۔ اس جنگ میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن خذیفہ دونوں کی شمولیت کا ذکر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ۳۱ھ میں یہ دونوں حضرات مصر میں موجود تھے۔ اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال تھی۔

(۴) ۳۵ھ میں ان کی عمر پچیس سال تھی۔ یہ مصر میں قیام پذیر تھے۔ شوال ۳۵ھ میں مدینہ تشریف لائے۔

(۵) محمدؒ بن ابی بکرؓ کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں دو باتیں ہیں۔ پہلی بات یعنی محمد بن ابی بکرؓ کا اقدام قتل، یہ سبائیوں کا مدعا ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

سبائی یہ چاہتے تھے کہ خلیفۃ الرسول کا قاتل کوئی قریشی ہو۔ تاکہ قریش کے خاندانوں میں خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہو جائے۔

چنانچہ اس کے لیے چند اور قریشی نوجوانوں کی ذہنی تربیت کے لیے جھوٹے خطوط اور سبائی پروپیگنڈے سے تاثر یہ دیا گیا کہ وہ حضرت عثمانؓ کے خلاف ہیں۔ جب وہ حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا:

فقال له عثمان ویلکا علی الله تغضب بل لی الیک جرم الا حقه اخذته منک؟ فنکل ورجع

ترجمہ: حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا: افسوس ہے تم پر، کیا اللہ پر غضب ناک ہو گیا ہے؟ میرا اس کے سوا کیا جرم ہے کہ میں نے تجھ سے اللہ کا حق لیا ہے؟ (یہ سُن کر محمد بن ابی بکر) پیچھے ہٹ گئے اور واپس چلے گئے۔

اس سے آگے روایت میں ہے:

قالوا لما خرج محمد بن ابی بکر و عرفوا انکساره ثار قتیرة و سودان بن حمران السکونیان و الغافقی فضربه بغافقی بحدیدة معه فیضرب (طبری ج ۲ ص ۶۷۶)

ترجمہ: کہتے ہیں، جب محمد بن ابی بکر نکلے تو سبائیوں کو محمد بن ابی بکر کی ناکامی کا اندازہ ہو گیا۔ اس کے بعد (۱) قتیرہ سکونی اور (۲)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سودان بن حمران سکونی اور (۳) غافقی تیز دھار ہتھیار لے کر حملہ آور ہوئے اور کاری زخم لگائے۔

حاصل: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سبائیوں نے محمدؒ بن ابی بکرؓ کی طرح کئی افراد کی ایسی ذہنی تربیت کی تھی کہ وہ قتل خلیفۃ الرسول کو درست سمجھ رہے تھے۔ لیکن ان میں سے جو بھی امیر المومنینؓ کے رو برو ہوا، اس پر حقیقت حال کھل گئی اور سبائی فراڈ واضح ہو گیا۔ لٰہذا وہ تائب ہو کر واپس آ گیا اور سبائیوں کا ساتھ چھوڑ گیا۔ ان میں آخری شخص محمدؒ بن ابی بکرؓ تھے۔

قالوا كان اخر من دخل عليه فمن رجع الى القوم محمد بن ابى بكر (ابن جریر طبری)

ترجمہ: کہتے ہیں کہ جو لوگ حضرت عثمانؓ کے پاس جا کر واپس لوٹ آتے رہے، ان میں سے آخری شخص محمدؒ بن ابی بکرؓ ہیں۔

ان پر سبائیوں کو بہت زیادہ اعتماد تھا۔ وہ نہ یہ کہ صرف تائب ہو کر واپس لوٹے بلکہ خلیفۃ الرسول کی دفاعی سیکیورٹی میں شامل ہو گئے۔

امیر المومنینؓ کی ملاقات نے ان جھوٹی داستانوں کا تار پور بکھیر کے رکھ دیا۔ جو سبائیوں نے محمدؒ بن ابی بکرؓ کے کانوں میں بھر دی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایمان والے کو اس منحوس ترین جرم میں ملوث نہیں ہونے دیا۔

(٦) اس روایت میں ڈاڑھی پکڑنے کا ذکر نہیں ہے۔ اور اس روایت میں محمدؒ بن ابی بکرؓ کے کسی جارحانہ ارادے سے اندر جانے کا ذکر بھی نہیں ہے۔ بلکہ ملاقات کا انداز اور امیر المؤمنین کی گفتگو کا ناصحانہ انداز گویا خیر سگالی کی ملاقات ہے۔ ملاقات کے بعد مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔

کنز العمال کی یہ روایت جو محمدؒ بن ابی بکرؓ سے امیر المؤمنینؓ کی گفتگو پر مشتمل ہے، غالباً اس ملاقات کی گفتگو ہی کا ایک حصہ ہے۔ جو واقعہ شہادت سے پہلے ملاقات کے دوران ہوئی۔

(٧) دوران گفتگو امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کے جواب میں محمدؒ بن ابی بکرؓ کا ہر بات پر نعم (جی ہاں) کہنا، اس بات کی دلیل ہے کہ مذکورہ تمام باتیں عوام میں مشہور ہونے کی بنا پر محمدؒ بن ابی بکرؓ کے علم میں بھی تھیں۔

لیکن یہ تمام واقعات چونکہ ان کی پیدائش سے پہلے کے واقعات ہیں، اس بنا پر سبائی پروپیگنڈے کے زوردار اثرات نے ذہن میں مستحضر نہیں رہنے دیا تھا۔ اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کے سمجھانے پر مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔

چنانچہ اس کے بعد کوئی روایت تاریخ ایسی نہیں جس سے سبائیوں کے ساتھ ان کے اشتراک کی نشان دہی ہوتی ہو۔ بلکہ اس کے بعد وہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عثمانؓ کی سکیورٹی میں شامل ہو گئے۔اور بھرپور دفاع کیا ہے۔

(۸) حافظ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں:

روی اسد بن موسی قال حدثنا محمد بن طلحه قال حدثنا کنانة مولی صفیةؓ بنت حیی و کان شهد یوم الدار انه لم یند محمد بن ابی بکر من دم عثمان فقال محمد بن طلحة فقلت لکنانة فلم قیل انه قتله؟ قال معاذ الله! ان یکون قتله انما دخل علیه فقال له عثمان: یا ابن اخی! لست بصاحبی و کلمه بکلام فخرج فلم یند من دمه من شیء۔[1]

ترجمہ: اُمّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام کنانہ بتاتے ہیں کہ جس روز عثمانؓ شہید ہوئے، اس روز میں وہاں گھر میں موجود تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ محمد بن ابی بکر خون عثمانؓ کے الزام میں ملوث نہیں ہیں۔

محمد بن طلحہؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: پھر ان کے بارے میں یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ قتل انہوں نے کیا ہے؟

وہ کہنے لگے: معاذ اللہ (اللہ کی پناہ)! اس الزام سے کہ انہوں نے عثمانؓ کو شہید کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اندر آئے تھے تو

[1] الاستیعاب، الاصابہ ج۳ص۳۴۹

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

حضرت عثمانؓ نے کہا: اے بھتیجے! تو میرا قاتل نہیں ہو سکتا۔

محمدؒ بن ابی بکرؓ سے امیر المؤمنینؓ نے کچھ خاص باتیں کیں۔ پھر وہ باہر نکل گئے۔ لہٰذا خون عثمانؓ کا دھبہ ان کے دامن پر نہیں ہے۔

(الاستیعاب، الاصابہ ج۳ص۳۴۹)

حاصل: اس روایت میں یہ بات کتنی وضاحت سے آگئی ہے کہ امیر المؤمنین عثمانؓ ذوالنورین کے پاس اندر آنے والے محمدؒ بن ابی بکرؓ قتل کے ارادے سے اندر نہیں گئے۔ ملاقات کے لیے گئے اور ملاقات خوش گوار ماحول میں ہوئی۔

اور راوی کہتا ہے کہ امیر المؤمنینؓ نے کلمہ بکلام محمدؒ بن ابی بکرؓ سے خاص باتیں کی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ گفتگو ایسی اثر انگیز تھی کہ دِل میں اُترتی چلی گئی اور محمد بن ابی بکر کی دُنیا بدلتی چلی گئی۔ اور محمدؒ بن ابی بکرؓ کے اشکال دور ہو گئے اور وہ مطمئن ہو کر واپس ہو گئے۔

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کا خطبہ اور اپنی صفائی

(۳۶) اَیْضًا عَنْ صَعْصَعَةِ بْنِ مُعَاوِیَةَ اللَّیْثِیِّ قَالَ: اَرْسَلَ عُثْمَانُ وَ هُوَ مَحْصُوْرٌ اِلٰی عَلِیٍّ وَ طَلْحَةَ وَ الزُّبَیْرِ وَ اَقْوَامٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ: اِحْضَرُوْا غَدًا وَ تَکُوْنُوْا حَیْثُ تَسْمَعُوْنَ مَا اَقُوْلُ لِهٰذِهِ الْخَارِجَةِ فَفَعَلُوْا وَ اَشْرَفَ عَلَیْهِمْ فَقَالَ:

اَنْشُدُ اللّٰہَ مَنْ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: مَن یَشْتَرِیْ ھٰذَا الْمَرْبَدِ وَ یَزِیْدُہٗ فِیْ مَسْجِدِنَا وَ لَہُ الْجَنَّۃُ وَ أَجْرُہٗ فِی الدُّنْیَا مَا بِقِیَ دَرَجَاتٍ لَہٗ، فَاِشْتَرَیْتُہٗ بِعِشْرِیْنَ اَلْفًا وَ زِدْتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ؟ قَالُوْا: اَللّٰھُمَّ! نَعَمْ۔ وَ قَالَ الْخَوَارِجُ: صَدَقُوْا وَلٰکِنَّکَ غَیَّرْتَ، ثُمَّ قَالَ: اَنْشُدُ اللّٰہَ مَنْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ یُجَھِّزُ جَیْشَ الْعُسْرَۃِ وَ لَہُ الْجَنَّۃِ۔ فَجَھَزْتُھُمْ حَتّٰی مَا فَقِدُوْا عَقَالًا وَ لَا خطَامًا؟ قَالُوْا: نَعَمْ۔ فَقَالَ الْخَوَارِجُ: صَدَقُوْا وَلٰکِنَّکَ غَیَّرْتَ۔ ثُمَّ قَالَ:

اَنْشَدُ اللّٰہَ مَنْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ یَشْتَرِیْ رُوْمَۃَ وَ لَہُ الْجَنَّۃُ، فَاِشْتَرَیْتُھَا۔ فَقَالَ: اِجْعَلْھَا لِلْمَسَاکِیْنَ وَ لَکَ أَجْرُھَا وَ الْجَنَّۃُ؟ قَالُوْا: اَللّٰھُمَّ! نَعَمْ۔ قَالَ الْخَوَارِجُ: صَدَقُوْا وَ لٰکِنَّکَ غَیَّرْتَ وَ عَدَدُ اَشْیَاءٍ وَ قَالَ:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ! وَیْلَکُمْ خَصَمْتُمْ وَ اللّٰہُ! کَیْفَ یَکُوْنُ مَنْ یَکُوْنُ ھٰذَا لَہٗ مُغَیِّرًا، یٰاَیُّھَا النَّفَرُ مِنْ اَھْلِ الشُّوْرٰی! اِعْلَمُوْا اَنَّھُمْ سَیَقُوْلُوْنَ لَکُمْ غَدًا کَمَا قَالُوْا لِیَ الْیَوْمَ۔ فَلَمَّا خَرَجُوْا بَعْدَ عَلِیٍّ جَعَلَ عَلِیٌّ یَنْشَدُ النَّاسُ عَنْ مِثْلَ ذٰلِکَ وَ یُشْھَدُ لَہٗ بِہٖ فَیَقُوْلُوْنَ: صَدَقُوْا وَ لٰکِنَّکَ غَیَّرْتَ۔ فَقَالَ: مَا الْیَوْمَ قُتِلْتُ وَ لٰکِنِیْ

خادم اہلسنت عبدالوحید

قُتِلْتُ یَوْمٍ قُتِلَ اِبْنُ بَیْضَاءَ۔[1]

"ایضاً" صعصعہ بن معاویہ لیثی کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے۔ آپ نے پیغام بھجوا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلایا، فرمایا: صبح حاضر ہو جاؤ اور ایسی جگہ پر آجاؤ جہاں سے تم مجھے سن سکو کہ میں ان بلوائیوں کے بارے میں کیا کہتا ہوں۔

چنانچہ صبح کو یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے۔ عثمانؓ نے ان پر اوپر سے جھانک کر فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں اس شخص کو جس نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سُنا: جو شخص اس جگہ کو خرید کر مسجد میں اضافہ کرے گا، اس کے لئے جنت ہو گی۔ دُنیا میں اسے اجر و ثواب ملے گا اور جب تک مسجد باقی رہے گی، اس کے درجات بلند ہوتے رہیں گے۔ میں نے وہ جگہ بیس ہزار (۲۰۰۰۰) دراہم میں خرید کر مسجد میں شامل کر دی۔ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ جب کہ خوارج نے کہا: انہوں نے سچ کہا لیکن آپ اب بدل چکے ہیں۔

پھر فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ کسی شخص نے رسول

---

[1] سیف، تاریخ ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۳۳۲

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ جو شخص رومہ کا کنواں خرید لے گا، اس کے لئے جنت ہے۔ چنانچہ رومہ کا کنواں میں نے خریدا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے مساکین کے لیے صدقہ کر دو، تمہارے لئے اجر و ثواب اور جنت ہو گی۔ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ جب کہ خوارج نے کہا: انہوں نے سچ کہا لیکن اب آپ بدل چکے ہیں۔

ان کے علاوہ آپ نے بہت ساری چیزیں گنیں۔

حضرت عثمانؓ نے کہا: اللہ اکبر! تمہاری ہلاکت۔ بخدا! تم جھگڑ رہے ہو۔ جس شخص کا یہ منصب ہو وہ کیسے بدل سکتا ہے؟ اے اہل شوریٰ کی جماعت! جان لو! یہ لوگ کل تم سے بھی اسی طرح کہیں گے، جس طرح مجھ سے آج کہہ رہے ہیں۔

چنانچہ جب لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں خروج کیا، حضرت علیؓ بھی اسی طرح انہیں واسطے دیتے، ان کی تائید میں گواہی دی جاتی لیکن خوارج کہتے: انہوں نے سچ کہا لیکن اب آپ بدل چکے ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے:

مجھے آج شہید نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ میں تو اس دن شہید کر دیا گیا ہوں جس دن ابن بیضاء (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) شہید کئے گئے تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی شہادت، بشارت

(۳۷) اَیضًا عَنِ الْهَزِیْلِ قَالَ: دَخَلَ طَلْحَةُ عَلٰی عُثْمَانَ فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ: اَنْشُدُکَ بِاللّٰهِ یَا طَلْحَةُ! هَلْ تَعْلَمُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ عَلٰی حِرَاءَ فَقَالَ: أَقْرِرْ حِرَاءُ! فَاِنَّ عَلَیْکَ نَبِیًّا اَوْ صِدِّیْقًا اَوْ شَهِیْدًا۔ وَ کَانَ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ اَنَا وَ عَلِیٌّ وَ اَنْتَ وَ الزُّبَیْرُ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَ سَعْدُ بْنِ مَالِکٍ وَ سَعِیْدُ بْنِ زَیْدٍ؟ ثُمَّ قَالَ: اَنْشُدُکَ بِاللّٰهِ یَا طَلْحَةُ! هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلنَّبِیُّ فِی الْجَنَّةِ وَ اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّةِ وَ عُمَرُ فِی الْجَنَّةِ وَ عُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَ عَلِیٌّ فِی الْجَنَّةِ وَ طَلْحَةُ فِی الْجَنَّةِ وَ الزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّةِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِی الْجَنَّةِ وَ سَعْدُ بْنِ مَالِکٍ فِی الْجَنَّةِ وَ سَعِیْدُ بْنِ زَیْدٍ فِی الْجَنَّةِ؟ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ۔ قَالَ: نَشَدْتُکَ بِاللّٰهِ لِتَعْلَمُ اَنَّ سَائِلاً سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ فَأَعْطَاهُ أَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا ثُمَّ سَأَلَ اَبَابَکْرٍ فَأَعْطَاهُ اَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا ثُمَّ سَأَلَ عُمَرَ فَاَعْطَاهُ اَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا ثُمَّ سَأَلَ عَلِیًّا فَلَمْ یَکُنْ عِنْدَهٗ شَیْءٌ فَاَعْطَیْتُهٗ اَرْبَعِیْنَ عَنْ عَلِیٍّ وَ اَرْبَعِیْنَ عَنِّیْ فَجَاءَ بِهَا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اُدْعُ اللّٰهَ لِیْ بِالْبَرْکَةِ۔ فَقَالَ: وَ کَیْفَ لَا یُبَارِکُ

لَکَ وَ اِنَّمَا اَعْطَاکَ نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَهِیْدٌ؟ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ۔ (تاریخ ابنِ عساکر، کنزالعمال ۳۶۳۴۳)

"ایضاً" ہزیل کی روایت ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا: اے طلحہؓ! تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑ پر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: اے حراء! قرار پکڑ۔ تجھ پر یا تو نبیؑ ہے یا صدیقؓ ہے یا شہید ہے۔

چنانچہ پہاڑ پر رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، میں (عثمانؓ)، علیؓ، آپ (طلحہؓ)، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن مالکؓ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم تھے۔

عبدالوحید حنفی

پھر کہا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: نبی ﷺ جنت میں، ابو بکرؓ جنت میں، عمرؓ جنت میں، عثمانؓ جنت میں، علیؓ جنت میں، طلحہؓ جنت میں، زبیرؓ جنت میں، عبدالرحمٰن بن عوفؓ جنت میں، سعد بن مالکؓ جنت میں اور سعید بن زیدؓ جنت میں ہے۔ کہا: جی ہاں! میں جانتا ہوں۔

فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں تم جانتے ہو کہ ایک سائل نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا، آپ ﷺ نے اسے

چالیس (۴۰) درہم عطا کئے۔ پھر ابو بکرؓ سے سوال کیا، انہوں نے بھی چالیس درہم عطا کئے۔ پھر عمرؓ سے سوال کیا، انہوں نے بھی اسے چالیس درہم عطا کئے۔ پھر علیؓ سے سوال کیا، چنانچہ ان کے پاس کچھ نہیں تھا۔ میں نے چالیس درہم اپنی طرف سے اور چالیس درہم علیؓ کی طرف سے اسے عطا کئے۔

وہ شخص دراہم لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے برکت کی دعا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیسے برکت نہیں ہو گی؟ تجھے یا تو نبیؑ نے عطا کیا ہے یا صدیقؓ نے یا شہیدؓ نے۔ طلحہؓ نے کہا: جی ہاں۔

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کا وصیت نامہ

(۳۸) اَیْضًا عَنِ الْاَصْمَعِیْ عَنِ الْعَلِیِّ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ اَبِیْ سُوَیْدٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ: أُخْبِرْتُ اِنَّهُمْ لَمَّا قُتِلُوْا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ فَتَّشُوْا خَزَانَتَهٗ فَوَجَدُوْا فِیْهَا صُنْدُوْقًا مُقَفَّلًا فَفَتَحُوْهُ فَوَجَدُوْا فِیْهِ حَقَّةً فِیْهَا وَرَقَةٌ مَکْتُوْبٌ فِیْهَا: هٰذِهٖ وَصِیَّةُ عُثْمَانَ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عُثْمَانُ بْنِ عَفَّانَ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَاَنَّ النَّارَ حَقٌّ وَاَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ لِیَوْمٍ لَا رَیْبَ فِیْهِ وَاَنَّ اللّٰهَ

لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ، عَلَیْھَا نُحْیِیْ وَعَلَیْھَا نَمُوْتُ وَعَلَیْھَا نُبْعَثُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ۔ (ابن عساکر، کنزالعمال ۳۶۴۳۵)

"ایضاً" اصمعی علی بن فضل بن ابی سوید کی روایت نقل کرتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوائیوں نے شہید کر دیا تو انہوں نے آپؓ کی الماری کی تلاشی لی۔ اس میں سے ایک صندوق بر آمد ہوا۔ صندوق مقفل تھا۔ لوگوں نے صندوق کھولا۔ اس میں ایک بند ڈبیا پائی۔ ڈبیا میں ایک ورق تھا، اس میں لکھا تھا: یہ عثمانؓ کی وصیت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

عثمانؓ بن عفان گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔

یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

یہ کہ جنت حق ہے، دوزخ حق ہے۔

یہ کہ اللہ تعالیٰ قبروں میں پڑے مردوں کو اُٹھائے گا۔ ایک ایسے دن جس میں کوئی شک نہیں۔

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

ہم اسی عقیدہ پر زندگی گزار رہے ہیں اور اسی پر مریں گے اور اسی پر ان شاء اللہ اُٹھائے جائیں گے۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

سیرتِ حضرت عثمانؓ ذوالنورین

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان کو ایک خچر پر اس حالت میں سوار دیکھا کہ اُن کے جسم پر دو زرد چادریں تھیں اور اُن کے دو کاکل تھے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۱۵۹)

(۲) محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن عبد اللہ بن عنبسہ اور عروہ بن خالد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے اور عبد الرحمٰن ابن ابی الزناد سے عثمانؓ کا حلیہ دریافت کیا تو میں نے اُن کے درمیان اختلاف نہیں دیکھا۔

انہوں نے کہا کہ وہ ایسے آدمی تھے کہ نہ پست قد تھے، نہ بلند و بالا، خوب صورت نرم کھال والے، بڑی اور گھنی ڈاڑھی والے، گندم گوں دست میں بڑی کُرسی والے، دونوں شانوں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھنے والے، سر میں زیادہ بال والے تھے، جو اپنی ڈاڑھی کو بٹتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۵۹)

(۳) واقد بن ابی یاسر سے مروی ہے کہ عثمانؓ اپنے دانت سونے سے باندھا کرتے تھے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۱۵۹)

(۴) جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمانؓ مہر کی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۱۶۰)

(۵) عمر بن سعید سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان کے یہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا، تو وہ اسے منگاتے تھے، جو کپڑے میں لپٹا ہوتا تھا اور اُسے سونگھتے تھے۔ اُن سے کہا گیا کہ آپ یہ کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اگر اسے کوئی شے (تکلیف) پہنچے تو یہ ہو کہ میرے قلب میں اُس کے لئے کوئی شے یعنی محبت پڑ چکی ہو۔

(٦) اسحاق بن یحییٰ نے اپنے چچا موسیٰ بن طلحہ سے روایت کی کہ عثمانؓ کو جمعہ کے دن اس طرح نکلتے دیکھا کہ اُن کے جسم پر دو زرد چادریں ہوتیں۔ وہ منبر پر بیٹھتے، موذّن اذان دیتا۔ وہ لوگوں سے باتیں کر کے اُن سے بازار کے نرخ، آنے والے مہمان اور مریضوں کو دریافت کرتے۔ جب موذّن خاموش ہو جاتا تو وہ اپنی ٹیڑھی موٹھ کے عصا پر سہارا لگا کر کھڑے ہوتے۔ وہ اسی حالت میں خطبہ پڑھتے کہ عصا اُن کے ہاتھ میں ہوتا۔ پھر وہ بیٹھ جاتے اور لوگوں سے باتیں شروع کرتے۔ اُن سے پہلی مرتبہ کی طرح سوالات کرتے۔ پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے اور منبر سے اُتر آتے اور موذّن اقامت کہتا تھا۔

(۷) موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو اس حالت میں دیکھا کہ موذّن اذان کہتا ہوتا تھا اور وہ لوگوں سے باتیں کر کے اُن سے پوچھتے اور اُن سے نرخ اور حالات دریافت کرتے رہتے تھے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۱۶۰)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۸) بُنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ وضو کے بعد رومال سے منہ ہاتھ خشک کرتے تھے۔

(۹) بُنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بارش میں نہایا کرتے تھے۔

(۱۰) بُنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ سفید ڈاڑھی والے تھے۔

(۱۱) عبداللہ الرومی سے مروی ہے کہ عثمانؓ رات کے وضو کے پانی کا خود انتظام کرتے تھے۔ اُن سے کہا گیا کہ اگر آپ کسی خادم کو حکم دیں تو وہ آپ کو کفایت کریں۔ انہوں نے کہا: نہیں! رات اُن کے لئے بھی ہے، جس میں وہ آرام کرتے ہیں۔

(۱۲) انس بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ حیادار عثمانؓ ہیں۔

(۱۳) محمد سے مروی ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ مناسک (مسائل حج) کا علم رکھنے والے عثمانؓ تھے اور اُن کے بعد ابن عمرؓ۔

(۱۴) ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "هَلْ يَسْتَوِىْ هُوَ وَ مَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ هُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ"[1] یعنی کیا وہ شخص (جو ظلم کرتا ہے) اور وہ شخص جو عدل کے ساتھ حکم کرتا ہے برابر ہے؟ وہ (جو عادل ہے) راہِ راست پر ہے"، میں مروی ہے کہ اس عادل سے مراد

[1] پ۱۴ سورۃ النحل آیت ۷۶

عثمانؓ بن عفان ہیں۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۱۶۰)

(۱۵) حسن سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ کو اس حالت میں مسجد میں سوتے دیکھا کہ وہ اپنی چادر کو تکیہ بنائے ہوئے تھے۔

(۱۶) ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے اپنی وصیت میں کسی کو گواہ نہیں بنایا۔

(۱۷) عبیداللہ بن زرارہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ جاہلیت اور اسلام میں تاجر آدمی تھے۔ وہ اپنا مال شرکت (مضاربت) پر دے دیا کرتے تھے۔

(۱۸) علاء بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمانؓ اپنا مال انہیں نصف نفع کی شرکت پر دے دیتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۳ خلفائے راشدینؓ ص ۱۵۶ تا ۱۶۱)

مجلس شوریٰ، انتخاب خلیفہ کے لیے

مجلس کا کام: مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے، جب وہ تندرست تھے، یہ درخواست کی جاتی کہ وہ خلیفہ بنادیں، وہ انکار کرتے۔ ایک روز وہ ممبر پر چڑھے اور چند باتیں کہیں کہ اگر میں مر جاؤں تو تمہاری حکومت ان چھ آدمیوں کے سپرد ہے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ اُن سے راضی تھے۔

(۲) علیؓ بن ابی طالب اور ان کے نظیر (و مثل) زبیرؓ بن العوام، عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور ان کے نظیر (و مثل) عثمانؓ بن عفان، طلحہؓ بن عبداللہ اور ان کے نظیر (و مثل) سعدؓ بن مالک۔ البتہ میں فیصلہ کرنے میں اللہ سے خوف رکھنے اور تقسیم و عطا میں عدل کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

(طبقات ابنِ سعد ج۳ص ۱۶۱)

(۳) ابو جعفر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے اصحاب شوریٰ (مشیروں) سے کہا کہ اپنے معاملے میں مشورہ کرو۔ اگر دو اور دو ہوں شوریٰ میں رجوع کرو اور اگر چار اور دو ہوں تو صنف اکثر کو اختیار کرو۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۴) عمرؓ سے مروی ہے کہ اگر تین اور تین کی رائے متفق ہو جائے تو عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی صنف کو اختیار کرو اور اُن کی بات سنو اور مانو۔

(۵) عبدالرحمٰنؓ بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ عمرؓ جب زخمی کیے گئے تو انہوں نے تین مرتبہ کہا کہ تم لوگوں کو صہیبؓ نماز پڑھائیں اور اپنے معاملے میں مشورہ کرو اور حکومت ان چھ کے سپرد ہے، جو شخص تمہارے حکم میں تردّد کرے یعنی تمہاری مخالفت کرے تو اس کی گردن مار دو۔

(۶) انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ اپنی وفات سے ذرا دیر پہلے عمرؓ

بن الخطاب نے ابو طلحہؓ کو بلا بھیجا اور کہا: اے ابو طلحہ! تم اپنی قوم انصار کے اُن پچاس آدمیوں میں ہو جاؤ جو اصحاب شوریٰ کی اس جماعت کے ساتھ رہیں۔ تم انہیں اتنا نہ چھوڑنا کہ تیسرا دن گزر جائے (یعنی تین دن کے اندر تم اُن کے ساتھ ضرور شریک ہو جانا، یہاں تک کہ وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنالیں۔ اے اللہ! اُن پر تو میرا خلیفہ ہے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

حضرت عثمانؓ بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت

اسحاقؓ بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ ابو طلحہؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عمرؓ کے دفن کے وقت پہنچے۔ وہ برابر اصحاب شوریٰ کے ساتھ رہے۔ جب انہوں نے اپنی حکومت عبدالرحمٰن بن عوف کے سپرد کر دی کہ وہ اُن میں سے کسی کو انتخاب کریں تو ابو طلحہ مع اپنے ساتھیوں کے عبدالرحمٰن بن عوف کے دروازے پر پابندی سے رہے۔ یہاں تک کہ عبدالرحمٰن نے عثمانؓ سے بیعت کرلی۔

(۲) سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے عثمانؓ سے بیعت کی، وہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف ہیں، پھر علیؓ بن ابی طالب۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۶۲)

(۳) عمرو بن عمیرۃ بن ہُنی مولائے عمرؓ بن الخطاب نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے لوگوں میں سب سے پہلے علیؓ کو دیکھا کہ

انہوں نے عثمانؓ سے بیعت کی۔ پھر پے در پے لوگ آئے اور انہوں نے بیعت کی۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

(۴) اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ المخزومی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عثمانؓ سے بیعت کرلی گئی، تو وہ نکل کے لوگوں کے پاس آئے اور خطبہ سنایا۔ پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر کہا: لوگو! سواری کا پہلا موقع سخت ہوتا ہے۔ آج کے بعد اور دن ہوں گے۔ اگر میں زندہ رہا تو تمہارے سامنے خطبہ اپنی صورت پر آئے گا۔ ہم خطیب تو نہیں ہیں، مگر اللہ ہمیں تعلیم دے گا۔

(۵) عبداللہ بن سنان الاسدی سے مروی ہے کہ جس وقت عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو عبداللہؓ بن مسعود نے کہا کہ ہم نے سب سے برتر صاحب نصیب سے کوتاہی نہیں کی۔

(۶) نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ ہم نے اُسے خلیفہ بنایا جو زندہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے اور ہم نے اس سے کوتاہی نہیں کی۔

(۷) نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ میں اس مسجد میں عبداللہ ابن مسعودؓ کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے کوئی خطبہ نہیں پڑھا، جس میں یہ نہیں کہا کہ ہم نے اُس شخص کو امیر بنایا جو زندہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے اور ہم نے خطا نہیں کی۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۱۶۲)

(۸) ابی وائل سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن عفان خلیفہ بنائے گئے تو آٹھ دن میں عبداللہؓ بن مسعود مدینے سے کوفے گئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا: اما بعد! امیر المومنین عمرؓ بن الخطاب کی وفات ہو گئی۔ ہم نے اُس دن سے زیادہ رونے کی آوازیں کسی دن نہیں سنیں۔ ہم اصحابؓ محمدؐ نے اتفاق کر لیا۔ ہم نے اپنے سب سے بہتر اور ذی رتبہ شخص سے کوتاہی نہیں کی۔ ہم لوگوں نے امیر المومنین عثمانؓ سے بیعت کر لی۔ تم بھی اُن سے بیعت کرو۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

یعقوب بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمانؓ بن عفان سے ۲۹ ذی الحجہ ۲۳ھ یوم دوشنبہ کو بیعت کی گئی۔ وہ یکم محرم ۲۴ھ کو اپنی خلافت کے لئے متوجہ ہوئے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۶۳)

ابو بکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ عثمانؓ نے اسی سال حج پر عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو روانہ کیا۔ ۲۴ھ میں انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ پھر اپنے پورے زمانۂ خلافت میں عثمانؓ نے لوگوں کو پے در پے حج کرایا۔ سوائے اس سال کے جس میں اُن کا محاصرہ کیا گیا کہ انہوں نے عبداللہؓ بن عباس کو لوگوں کے حج پر روانہ کیا اور وہ ۳۵ھ تھا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُس سال کو عثمانؓ بن عفان قتل کئے گئے جو ۳۵ھ تھا۔ انہوں نے اُن کو حج پر عامل بنایا۔ وہ گئے اور انہوں نے

عثمانؓ کے حکم سے لوگوں کو حج کرایا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

عہد عثمانیؓ میں فتوحات

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے عہد کے آغاز میں مختلف صوبوں میں بغاوتیں ہوئیں۔ مفتوحہ ممالک میں اب بھی ایسے عناصر موجود تھے، جو اسلامی حکومت کے خلاف سازش میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت عمرؓ کی سخت گیری کی وجہ سے اُن کو سر اُٹھانے کا موقع نہ مل سکا۔ لیکن آپؓ کی شہادت کے بعد انہوں نے سرکشی اختیار کر لی۔ حضرت عثمانؓ نے کامیابی سے ان کو ختم کر ڈالا۔

اُس وقت کی دو سُپر طاقتوں ایران و روم یعنی شاہِ کِسریٰ اور قیصرِ روم کو شکستِ فاش دے کر وہ علاقے بھی فتح کر لیے جن میں عہدِ فاروقیؓ میں جہاد جاری تھا۔

عہدِ عثمانیؓ میں افریقہ بھی فتح ہوا اور کابل و قندھار بھی زیرِ حکومت آ گئے۔ اور صوبہ سرحد اور بلوچستان کے سرحدی علاقے بھی فتح ہو گئے۔

مصر وافریقہ کی فتوحات

مہم (۷۴) اسکندریہ کی بغاوت (۲۴ھ مطابق ۶۴۵ء)

اسکندریہ میں رومیوں کی کافی تعداد تھی۔ قیصر روم نے ان کو

عبدالوحید الحنفی

بغاوت پر اکسایا۔ اور ایک جنگی بیڑا ان کی امداد کے لیے روانہ کر دیا۔ لیکن حضرت عمروؓ بن العاص نے موقع پر پہنچ کر رومیوں کو شکست دی۔

اس جنگ میں قبطیوں نے رومیوں کا ساتھ نہ دیا۔ اس لیے انہوں نے بھاگتے وقت ان کو لوٹا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے بیت المال سے ان کے نقصان کی تلافی کی۔

مہم (۷۵) آذربائیجان اور آرمینیہ کی بغاوت

یہ علاقے حضرت عمرؓ کے عہد میں باقاعدہ فتح نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ ان علاقوں نے جزیہ دے کر اطاعت قبول کر لی تھی۔ ۲۸ھ میں ان علاقوں میں بغاوت ہوئی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو اس بغاوت کو فرو کرنے کے لیے مامور کیا۔ انہوں نے حملہ کر کے دونوں علاقوں کو مطیع بنالیا۔ (تاریخ طبری ج۳)

مہم (۷۶) ایشیائے کوچک کی فتوحات

ابھی اسلامی فوجیں آرمینیہ اور آذربائیجان کی بغاوت کچلنے میں مشغول تھیں کہ ایشیائے کوچک کے بطریق اعظم نے اسی ہزار (۸۰۰۰۰) فوج مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کر دی۔ حضرت حبیبؓ بن مسلمہ نے اس فوج کا مقابلہ کیا۔ حضرت ولیدؓ بن عقبہ نے بھی امداد کے لئے دس ہزار (۱۰۰۰۰) فوج بھیجی۔ مسلمانوں کو فتح حاصل

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

ہوئی اور ایشیائے کوچک کے باقی علاقے بھی فتح کر لئے۔ (تاریخ طبری ج ۳)

مہم (۷۷) شمالی افریقہ کی فتوحات

حضرت عثمانؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص کی بجائے حضرت عبداللہؓ بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ تو انہوں نے شمالی افریقہ کی مہمات کا از سر نو آغاز کیا۔ سب سے پہلے طرابلس کو فتح کیا۔ اس کے بعد تیونس، مراکش اور الجزائر کے علاقے فتح کیے گئے۔ (تاریخ طبری ج ۳)

مہم (۷۸) قیصر قسطنطنیہ کو شکست

افریقہ چھن جانے سے قیصر قسطنطین بہت برہم ہوا۔ اس نے فوراً سکندریہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ خود بھی بحری بیڑہ لے کر سکندریہ پہنچا۔ حضرت عبداللہؓ بن ابی سرح اور حضرت امیر معاویہؓ کی فوجوں نے اس کو شکست دی۔ وہ زخمی ہو گیا اور سسلی چلا گیا۔ (تاریخ طبری ج ۳)

مہم (۷۹) قبرص کی فتح

قبرص کا جزیرہ ساحل شام کے قریب بحیرہ روم میں واقع ہے۔ اس پر رومیوں کا قبضہ تھا۔ جب تک یہ جزیرہ مسلمانوں کے قبضہ میں نہ آ جاتا، رومیوں کے حملہ کا خدشہ لاحق رہتا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی حضرت امیر معاویہؓ نے قبرص فتح کرنے کی اجازت مانگی تھی، مگر اس وقت آپ نے اجازت نہ دی تھی۔

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

حضرت عثمانؓ کے دور میں حضرت امیر معاویہؓ نے پھر اصرار کیا تو آپ نے اجازت دے دی۔ حضرت عبداللہؓ بن ابی سرح اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں نے مل کر قبرص پر حملہ کیا۔ اہل قبرص نے سات ہزار (۷۰۰۰) دینار سالانہ پر صلح کرلی۔ اور وعدہ کیا کہ آئندہ رومیوں کے مقابلہ میں ان کا ساتھ دیں گے۔ (تاریخ طبری ج ۳)

مشرقی فتوحات

مہم (۸۰) فارس پر دوبارہ قبضہ (۲۴ھ مطابق ۶۴۴ء)

یزدگرد سابق کسریٰ ترکستان میں بیٹھا، ایران پر دوبارہ قبضہ کرنے کی سوچ رہا تھا۔ حضرت عمرؓ فاروق کے انتقال سے اس کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور یزدگرد کے اکسانے پر ایران میں بغاوت ہوگئی۔ یہ بغاوت فارس و کرمان سے لے کر خراسان تک پھیل گئی۔

حضرت عثمانؓ نے حضرت عبیداللہؓ بن معمر کو اس بغاوت کو فرو کرنے کے لیے معمور کیا۔ لیکن وہ شہید کر دیئے گئے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہؓ بن عامر حاکم بصرہ کو اس مہم کے لیے مقرر کیا گیا۔ جنہوں نے فارس پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔

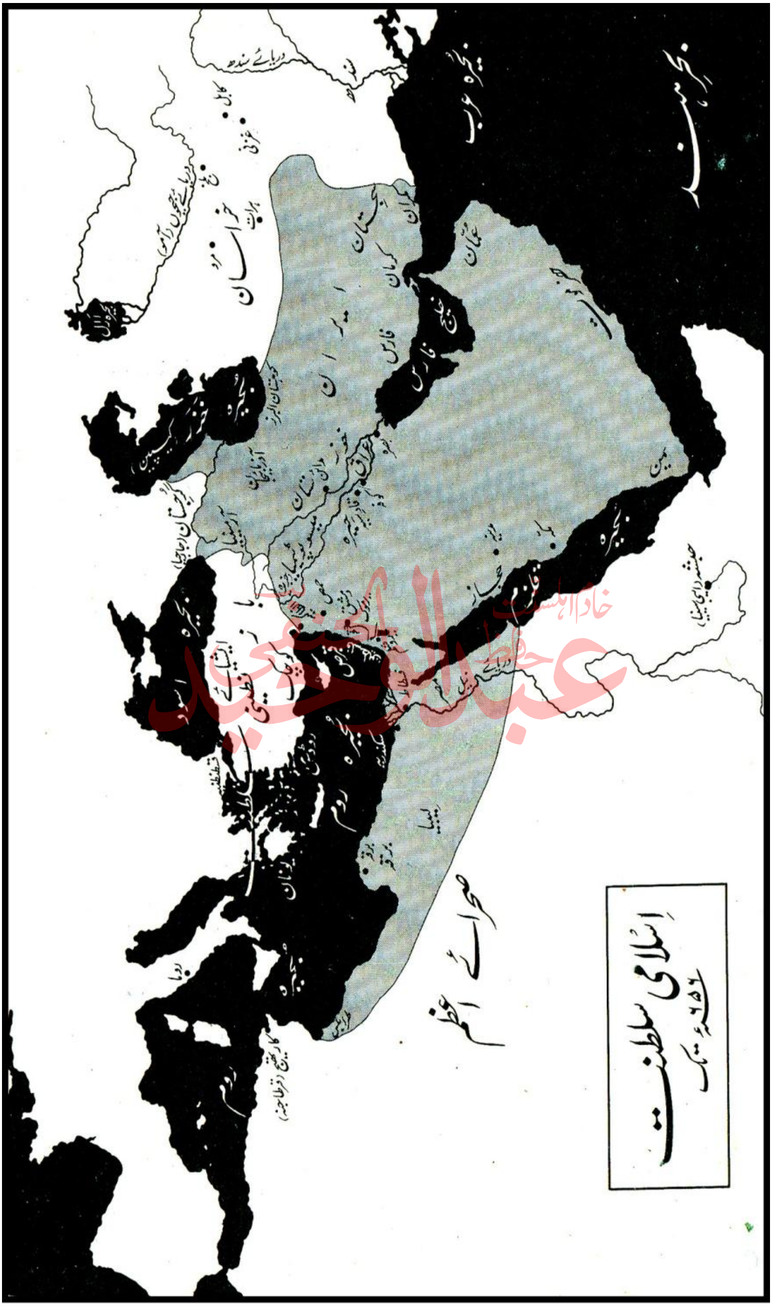
اسلامی سلطنت
بحیرہ عرب
خلیج فارس
بحیرہ روم
صحرائے اعظم
خراسان
بحیرہ خزر

مہم (۸۱) طبرستان کی فتح (۳۰ھ)

طبرستان کی مہم میں بہت سے صحابہؓ شامل تھے، جن میں حضرت امام حسنؓ، امام حسینؓ، حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ، حضرت عبد اللہ بن سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بھی شامل تھے۔ طبرستان سے پہلے جرجان پر قبضہ ضروری تھا۔ اسلامی لشکر جرجان پہنچا تو وہاں کے لوگوں کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔ اور انہوں نے صلح کر لی۔ (تاریخ طبری ج۳ ص ۳۰۴)

مہم (۸۲) خراسان کی فتح (۳۱ھ)

حضرت عبد اللہؓ بن عامر طبرستان سے فارغ ہو کر خراسان کی طرف متوجہ ہوا۔ یزدگرد خراسان میں موجود تھا۔ ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد اس صوبہ کا اہم شہر نیشاپور فتح ہوا۔ (تاریخ طبری ج۳ حصہ اول)

مہم (۸۳) طخارستان کی فتح (۳۲ھ مطابق ۶۵۱ء)

حضرت عبد اللہؓ بن عامر نے احنف بن قیس کو طخارستان کے علاقے فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ جس نے اپنی فوج کو دستوں میں تقسیم کر کے مختلف علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ (تاریخ طبری ج۳ حصہ اول)

مہم (۸۴) کرمان اور سجستان (۳۲ھ)

اس کے بعد حضرت عبد اللہؓ بن عامر نے مجاشع کو کرمان کی مہم پر

روانہ کیا، جس نے پورا علاقہ فتح کر لیا۔ ربیع بن زیاد نے سجستان کے دار لحکومت پر قبضہ کرلیا۔ لیکن ایک سال بعد ان کی واپسی پر لوگوں نے بغاوت کر دی۔ اس مرتبہ حضرت عبدالرحمانؓ بن سمرہ کو بھیجا گیا۔ جنہوں نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ اور آخر ان لوگوں کو صلح کرنی پڑی۔

مہم (۸۵) دوار، غزنی اور کابل کی فتح (۳۳ھ / ۶۵۲ء)

اس کے بعد حضرت عبدالرحمان دوار کی طرف بڑھے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ یہاں ہندوؤں کا ایک بہت بڑا بت تھا۔ جو سونے کا تھا۔ اس کی آنکھیں یاقوت کی تھیں۔ حضرت عبدالرحمن نے اس بت کے ہاتھ کاٹ دیئے اور آنکھیں نکال دیں۔ اس کے بعد غزنی اور کابل کو فتح کیا گیا۔ (تاریخ طبری ج۳)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

مہم (۸۶) فتح سندھ۔ مکران

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے دورِ خلافتِ راشدہ میں اسلامی فتوحات نے عرب و عجم کو مغلوب کیا اور غازیانِ اسلام بر و بحر کو پامال کرتے ہوئے سندھ (پاکستان کے علاقے) میں پہنچ گئے۔

چنانچہ صاحبزادہ حافظ حقانی میاں قادری نے اپنی کتاب خلفائے راشدینؓ کے عہد میں سندھ پر حملہ کرنے والے عرب قائدین کی جو فہرست پیش کی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت

میں جرنیل عبیدن بن معمر التمیمی نے ۲۹ھ میں مکران کو دوبارہ فتح کیا اور حضرت عمرؓ فاروق کے دورِ خلافتِ راشدہ میں مکران پہلی دفعہ فتح ہوا تھا۔

چنانچہ دورِ حاضر کے محقق و مؤرخ قاضی اطہر صاحب مبارک پوری (متوفیٰ ۱۵ جولائی ۱۹۹۶) لکھتے ہیں:

ایرانیوں سے مسلمانوں کی چھیڑ چھاڑ خلافتِ صدیقیؓ میں شروع ہو چکی تھی۔ جب حضرت عمرؓ کا دور آیا تو اس میں مسلمانوں نے حضرت عمرؓ سے بلاد فارس پر باقائدہ منظم اور بیک وقت متعدد مقامات پر حملہ کی اجازت چاہی تاکہ ایرانی فوجیں جم کر مقابلہ کرنے سے مجبور ہو جائیں۔

چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ امیر بصرہ کو حکم دیا کہ بلاد فارس پر اس طرح حملہ آور ہوں کہ مختلف فوجیں اپنے امیر و علم کے ساتھ مختلف علاقوں پر حملہ کریں۔ اس کے لئے سات لوآ (جھنڈے) اور سات امیر مقرر کئے گئے۔ سب کا افسر حضرت سہیلؓ بن عدی کو بنایا گیا۔

اصخر کا لواء حضرت عثمان ابو العاص ثقفی کو، کرمان کا لواء حضرت سہیلؓ بن عدی کو اور مکران کا لواء حضرت حکمؓ بن عمرو ثعلبی کو دیا گیا۔ مگر ایران پر حملہ کی باری ۲۱ھ یا ۲۳ھ میں آئی۔ اور ہر امیر نے اپنی فوج کے ساتھ مقررہ علاقے پر حملہ کیا۔

چنانچہ حکم بن عمر ثعلبی نے مکران کا رُخ کیا۔ مکرانیوں اور سندھیوں

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

نے شکست کھائی۔ مسلمانوں نے مکران کو فتح کر لیا۔ اور ہندوستان میں تھانہ اور بھڑوچ کی مہم بھی کامیابی رہی۔

سندھ میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے دور میں بھی کسی نہ کسی رنگ میں اسلامی مہمات کا سلسلہ جاری رہا۔ ۳۹ھ میں تیسری بار حضرت علیؓ کے دورِ خلافت راشدہ میں مکران فتح ہوا۔ (عربوں کی حکومتیں ص ۲۷)

حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو امیر حج مقرر کیا

(۱) ایک دوسرے سلسلہ روایت سے بحوالہ عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں "حضرت عثمانؓ نے مجھ سے یہ فرمایا: "میں نے خالد بن العاص بن ہشامؓ کو مکہ معظمہ کا حاکم بنایا۔ چونکہ اہل مکہ کو ان لوگوں کی باتوں کی اطلاع مل گئی ہے اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ ان کی مخالفت کریں گے اس لیے وہ خانہ خدا اور حرم کعبہ میں ان سے جنگ کرے گا اس طرح اس زمانے میں حرم کعبہ کے امن و امان میں خلل واقعہ ہو گا جب کہ مسلمان دور دراز علاقوں سے وہاں زیارت کے لیے آئیں گے اس لیے میری رائے یہ ہے کہ میں حج کے تمام انتظامات تمہارے سپرد کر دوں" حضرت عثمانؓ نے حضرت ابن عباسؓ کے ہاتھ حاجیوں کے نام ایک خط بھی بھیجا تھا۔ جس میں ان سے کہا گیا تھا۔ کہ وہ ان لوگوں کا انتظام کریں جنہوں نے انہیں محصور کر رکھا ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین کا تاریخی مکتوب

(۲) عبدالمجید بن سہیل بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عکرمہؓ کی روایت سے وہ خط نقل کر لیا تھا' جو حضرت عثمانؓ نے (عام مسلمانوں کے نام) بھیجا تھا۔ وہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(یہ خط) اللہ کے بندے امیر المومنین عثمانؓ کی طرف سے مومنوں اور مسلمانوں کے نام ہے۔

"السلام علیکم! میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اما بعد! میں تمہیں اللہ بزرگ و برتر کی یاد دلاتا ہوں جس نے تم پر نعمتیں نازل کیں اور تمہیں اسلام (کی تعلیمات) کی تعلیم دی اور تمہیں گمراہی سے راہ راست کی طرف پہنچایا اور تمہیں کفر کی طرف سے نجات دی اور تمہیں کھلی نشانیاں دکھائیں' تم پر رزق کو وسیع کیا اور دشمن پر غالب کیا اور تمہیں کامل نعمتیں عطا کیں جیسا کہ اللہ بزرگ و برتر حق و صداقت کے ساتھ فرماتا ہے۔

آیات سے استدلال

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ﴾

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

"اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو تم ان کا احاطہ نہیں کر سکو گے۔ بے شک انسان بہت ظلم اور ناشکری والا ہے"۔(ابراہیم ۳۴)

اتحاد کی تلقین: نیز یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُو اتَّقُو اللّٰہ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ وَاعْتَصِمُوْ بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا﴾(آل عمران آیت ۱۰۲)

"اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم مسلمان رہ کر وفات پاؤ۔ تم اللہ کی رسی کو متحد ہو کر مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو"۔

اطاعت کا حکم: نیز یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْ نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَ مِیْثَاقَهُ الَّذِیْ وَاثَقَکُمْ بِهٖ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا﴾(سورۃ الاحزاب آیت ۱۹)

"اے ایمان والو! تم اللہ کی نعمت یاد کرو جو اس نے تم پر نازل کی تھی۔ اور اس کے عہد و پیمان کو بھی یاد کرو جو اس نے پختگی کے ساتھ تم سے بندھوایا تھا جب کہ تم نے کہا تھا: ہم نے (یہ احکام) سنے اور ہم اس کی اطاعت کریں گے"۔

افواہوں سے پرہیز: نیز یہ کلمہ حق بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْ قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْ عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِیْنَ﴾(سورۃ الحجرات آیت ٦)

”اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم اس کی تحقیق کر و ایسا نہ ہو کہ تم قوم کو جہالت میں مبتلا کر دو اور پھر تم کو اپنے کام پر پشیمان ہونا پڑے“۔

غداری کی مذمت: نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَ اَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ لَا خَلَاقَ لَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ﴾ (سورۃ آلِ عمران آیت ۷۷)

”حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ حقیر قیمت حاصل کرتے ہیں‘ یہ وہ لوگ ہیں جن کا دنیا و آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے“۔

تقویٰ اور اطاعت: اللہ تعالیٰ نے یہ بر حق قول بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا﴾ (سورۃ تغابن آیت ۱۶)

”جہاں تک تم سے ہو سکے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور (احکام) سنو اور اطاعت کرو“۔

حکام کی اطاعت: نیز یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾ (سورۃ النسآء آیت ۵۹)

”تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے

صاحب اقتدار کی (اطاعت بھی کرو) اگر تم (مسلمانوں) کا کسی چیز میں جھگڑا اور اختلاف ہو جائے تو تم اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ بشرطیکہ تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہ بات بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی عمدہ تر ہے"۔

خلافت کا وعدہ: نیز یہ بھی ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (سورۃ النور آیت ۵۵)

"تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ان کے ساتھ اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں اپنا نائب بنائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو بنایا جو ان سے پہلے تھے اور وہ ان کے دین کو جسے اس نے پسند کیا ہے غالب رکھے گا اور ان کی خوف و دہشت (کی زندگی) کو امن و امان میں تبدیل کرے گا۔ (بشرطیکہ) وہ صرف میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جو کوئی اس کے بعد بھی کفر اختیار کرے گا تو وہ لوگ فاسق ہیں"۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بیعت کی اہمیت: یہ برحق قول بھی اللہ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ وَ مَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا﴾ (سورۃ فتح/پارہ ۲۶ آیت ۱۰)

”درحقیقت جو لوگ (اے پیغمبرؐ) آپ سے بیعت کرتے ہیں تو وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے پھر جس نے عہد شکنی کی تو اس نے اپنی ذات کے برخلاف (اسے نقصان پہنچانے کے لیے) عہد شکنی کی اور جس نے اللہ کے معاہدہ کو پورا کیا تو وہ عنقریب اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا“۔

امن واتحاد کی ضرورت

امابعد! (مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ) اللہ نے تمہارے لیے تعمیل حکم اطاعت اور جماعت (کے سات رہنے) کو پسند فرمایا ہے اور تمہیں نافرمانی‘ نااتفاقی اور اختلاف سے منع فرمایا ہے اور گزشتہ لوگوں کے اقبال سے تمہیں آگاہ کیا ہے اللہ نے یہ باتیں تمہیں اس لیے پہلے سے بیان کر دی ہیں کہ نافرمانی کے موقع پر یہ باتیں تمہارے برخلاف حجت بن سکیں۔

باہمی اختلاف کا انجام بد: لٰہذا تم بزرگ وبرتر اللہ کی نصیحت کو مانو

اور اس کے عذاب سے ڈرو کیوں کہ تمہیں معلوم ہے کہ کوئی قوم اس وقت تباہ وبرباد ہوئی جب اس میں اختلاف برپا ہوا اس لیے قوم کے لیے ایک سردار کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی شیرازہ بندی کرتا رہے اور اس کی تنظیم برقرار رکھے اگر تم یہ طریقہ جاری نہیں رکھو گے تو تم متحد ہو کر نماز کو قائم نہیں رکھ سکو گے (اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ) دشمن تم پر مسلط ہو جائے گا اور ایک دوسرے کی عزت و آبرو محفوظ نہیں رہے گی۔ ایسی صورت میں اللہ کا صحیح دین قائم نہیں رہے گا۔ اور تم مختلف فرقوں میں تقسیم ہو جاؤ گے حالاں کہ اللہ بزرگ و برتر نے اپنے رسول کریم ﷺ سے یہ ارشاد فرمایا ہے:

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

نااتفاقی کی مذمت

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ﴾ (پارہ ۸ سورۃ الانعام آیت ۱۵۹)

”حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے دین میں تفریق پیدا کی۔ اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے (اے پیغمبر) آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے“۔

میں بھی تمہیں اس بات کی ہدایت کرتا ہوں جس بات کی تمہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور تمہیں اس کے عذاب سے خبردار کرتا

ہوں۔ کیوں کہ حضرت شعیب (پیغمبر) علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ فرمایا تھا:

مخالفت کا حشر

﴿وَ یٰقَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِیْۤ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ﴾ (سورۃ ہود آیت ۸۹)

”اے میری قوم! تمہیں میری مخالفت اس حالت پر نہ پہنچائے کہ تم پر بھی (وہ عذاب) نازل ہو جو حضرت نوح علیہ السلام یا ہود علیہ السلام یا صالح علیہ السلام کی قوموں پر نازل ہوا تھا“۔

فتنہ پردازی: اما بعد! وہ قومیں جو اس معاملہ میں گفتگو کر رہی ہیں وہ اس بات کا اظہار کر رہی ہیں کہ وہ اللہ بزرگ و برتر کی کتاب کی طرف اور حق و صداقت کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور ان کا مقصد دنیا نہیں ہے اور نہ وہ دنیا کی باتوں میں جھگڑ رہے ہیں جب ان کے سامنے حق بات پیش کی گئی تو لوگ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے کچھ حق بات کو اختیار کرنے لگے مگر جب اس کا وقت آیا تو اس سے الگ ہو گئے اور کچھ لوگ حق کو چھوڑ بیٹھے اور کسی چیز کو ناحق چھین لینے کی کوشش کرنے لگے۔ انہیں میری عمر بہت طویل معلوم ہوئی اور وہ خلافت کی تبدیلی کی تمنا کرنے لگے۔ اس طرح وہ تقدیر کے کاموں میں جلدی کرنے لگے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

معاہدہ کی پابندی: ان لوگوں نے تمہیں لکھا تھا کہ وہ اس معاہدہ کے مطابق واپس ہو رہے ہیں جو میں نے ان کے ساتھ کیا تھا۔ مجھے نہیں معلوم ہے کہ میں نے جو معاہدہ کیا تھا اس سے میں نے سر مو بھی انحراف کیا ہے وہ شرعی حدود کا مطالبہ کر رہے ہیں اس پر میں نے ان سے کہا ”تم بے شک شرعی حدود اس پر قائم کرو جو ان حدود سے تجاوز کر گیا ہو نیز تم شرعی حدود اس پر بھی قائم کرو جس نے تم پر دور و نزدیک سے ظلم کیا ہو“۔

جائز مطالبات کی حمایت: وہ کہتے ہیں ”کہ کتاب اللہ کی تلاوت کی جائے“ ”میں نے کہا ”جو چاہے وہ اللہ کی کتاب کی تلاوت کر سکتا ہے مگر وہ کتاب اللہ کے نازل کردہ احکام میں حد سے آگے نہ بڑھے“۔

قومی مال کی حفاظت: یہ (مفسد لوگ) کہتے ہیں ”محروم شخص کو رزق دیا جائے اور مال کا پورا پورا حق ادا کیا جائے تاکہ مال کے بارے میں سنت حسنہ (عمدہ روایت) قائم ہو سکے۔ اور مال خمس میں دست درازی نہ ہو اور نہ صدقہ کے مال میں (کوئی خلل پڑے)“۔

میں ان باتوں پر رضا مند ہو گیا اور اس کے مطابق صبر و استقلال کے ساتھ کام کرتا رہا۔

بزرگوں سے مشورہ: میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات (امہات المومنینؓ) کے پاس بھی گیا اور ان سے مشورہ طلب کرتے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہوئے کہا: ”آپ مجھے کیا حکم دیتی ہیں“۔

ان (ازواج مطہراتؓ) نے فرمایا:

”تم عمرو بن العاص اور عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہما کو امیر مقرر کرو اور معاویہؓ کو ان کے عہدہ پر بحال رکھو کیوں کہ انہیں تم سے پہلے کے خلیفہ نے حاکم بنایا تھا اور وہ اپنی سرزمین میں اچھا کام کر رہے ہیں اور ان کی فوج بھی ان سے خوش ہے پھر تم عمرو (بن العاص) کو لوٹا دو کیوں کہ ان کی فوج بھی ان سے خوش ہے اور ان کی حکومت سے مطمئن ہے۔ اس لیے انہیں اپنی اراضی کو درست کرنے کا موقع دینا چاہیے“۔

عبدالوحید الحنفی

مشورہ پر عمل: میں نے یہ کام (ان کے مشورہ کے مطابق) انجام دیے (اس کے باوجود بھی) مجھ پر زیادتیاں کی گئیں جیسا کہ میں نے تمہیں اور اپنے ساتھیوں کو لکھا ہے۔

مخالفوں کے مظالم کا ذکر: انہوں نے تقدیر کے کاموں میں جلد بازی کی اور مجھے نماز پڑھانے سے بھی روک دیا اور مجھے مسجد نبویؐ (میں نماز پڑھنے اور جانے) سے روک دیا نیز مدینہ میں جو کچھ تھا وہ سب چھین لیا۔

باغیوں کا مطالبہ: جب میں تمہیں یہ خط لکھ رہا ہوں اس وقت وہ مجھے تین میں سے ایک بات کا اختیار دے رہے ہیں۔

۱۔ یا تو وہ مجھ سے ہر آدمی کے بدلے میں جسے میں نے صحیح یا غلط طریقہ سے سزا دی ہو قصاص لیں اور معاملہ میں کسی چیز کو نہیں چھوڑیں گے۔

۲۔ یا میں خلافت سے الگ ہو جاؤں اور وہ میرے علاوہ کسی دوسرے کو خلیفہ مقرر کر لیں۔

اعلان بریت: ۳۔ یا انہیں ان فوجیوں اور شہریوں کی طرف بھیجا جائے جو ان کے مطیع ہیں اور وہ میری اس وفاداری اور اطاعت سے بریت کا اعلان کر دیں جو اللہ نے ان پر فرض کر دی ہے۔

قصاص کا معاملہ: (اس کے جواب میں) میں نے ان سے کیا "جہاں تک مجھ سے قصاص لینے کا تعلق ہے تو مجھ سے پہلے بھی خلفاء گذرے ہیں جو صحیح فیصلہ بھی کرتے اور (اجتہادی) خطا بھی کرتے تھے مگر ان میں سے کوئی قصاص نہیں لیا گیا۔ مجھے معلوم ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ میری جان لینا چاہتے ہیں۔

دست برداری سے انکار: وہ چاہتے ہیں کہ میں خلافت سے دستبردار ہو جاؤں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ مجھے سخت سے سخت سزا دے دیں تو وہ میرے لیے اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں اللہ بزرگ و برتر کے کام اور اس کی خلافت سے اعلان بریت کر دوں۔

اعلان بریت کا جواب: وہ یہ کہتے ہیں کہ انہیں فوج اور شہریوں کے

پاس بھیجا جائے اور وہ میری اطاعت سے بریت کا اعلان کریں۔ (تو اس کا جواب یہ ہے کہ) میں ان کا وکیل نہیں ہوں اور میں نے اس سے پہلے ان لوگوں کو زبردستی اپنی اطاعت پر مجبور نہیں کیا ہے بلکہ وہ اپنی رضامندی سے میری اطاعت کر رہے ہیں۔ کیوں کہ ان کا مقصد اللہ بزرگ و برتر کی رضاجوئی ہے نیز وہ باہمی اصلاح کے خواہش مند ہیں۔

اللہ کی رضاجوئی: تم میں سے جو دنیا کا طلب گار رہے تو اسے اسی قدر حصہ ملے گا جس قدر اللہ بزرگ و برتر نے اس کے لیے مقرر کر دیا ہے اور جو کوئی اللہ کی رضا مندی اور آخرت امت اسلامیہ کی اصلاح و بہبودی کا طلب گار رہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت حسنہ اور ان کے بعد کے دونوں خلفاء کے طریقہ پر چلنا چاہتا ہے تو اس کو اللہ ہی جزائے خیر دے گا میں اس کو (مناسب) بدلہ نہیں دے سکتا۔

عہد شکنی کی مذمت: اگر تمہیں ساری دنیا مل جائے تو یہ تمہارری دینداری کی قیمت نہیں بن سکتی اور اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اس لیے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اسی سے ثواب کے طلب گار رہو اگر تم میں سے کوئی عہد شکنی کرنا چاہتا ہے تو میں اسے پسند نہیں کروں گا اور نہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرے گا کہ تم اس کے معاہدہ کو توڑو۔

خونریزی سے پرہیز: یہ لوگ مجھے اس بات پر مجبور کر رہے ہیں وہ تمام خلافت کا جھگڑا ہے اب صرف میری ذات ہے اور میرے ساتھی

ہیں۔ اللہ کے حکم اور اللہ کی نعمت کی تبدیلی کا انتظار کر رہا ہوں میں نہیں چاہتا ہوں کہ کوئی بری روایت قائم ہو۔ اور امت اسلامیہ میں اختلاف و افتراق پیدا ہو اور (مسلمانوں کی ناحق) خونریزی ہو۔

حق و صداقت کی دعوت: اس لیے میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم حق و صداقت پر قائم رہو اور میرے ساتھ بھی حق کے مطابق سلوک کرو اور بغاوت و سرکشی چھوڑو تم ہمارے ساتھ بھی انصاف کرو جیسا کہ اللہ بزرگ و برتر نے حکم دیا ہے۔

ایفائے عہد کا حکم: اللہ نے تمہیں ایفائے عہد اور اپنے حکم کی پابندی کی ہدایت کی ہے چناں چہ یہ ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَ اَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا﴾ (سورۃ الاسراء آیت ۳۴)

”تم وعدہ پورا کرو کیوں کہ وعدہ کے بارے میں بھی باز پرس ہو گی“۔

معذرت خواہی: میں نے یہ معذرت اللہ کے سامنے پیش کر دی ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کر سکو۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں اپنے نفس کو قطعی طور پر بری الذمہ نہیں قرار دیتا ہوں۔ کیوں کہ یہ نفس برائی کی طرف مائل کرتا رہتا ہے، بجز اس صورت کے جب کہ میری پروردگار مجھ پر رحم کرے اور وہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

توبہ و استغفار: اگر میں نے کچھ لوگوں کو سزا دی ہے تو اس صورت میں میری نیت خیر خواہی کی تھی۔ لہٰذا میں اللہ کے سامنے ہر (غلط) کام

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سے توبہ کرتا ہوں اور اس سے معافی کا طلب گار ہوں کیوں کہ وہی گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ میرے ربّ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اور صرف گمراہ لوگ اس کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں۔ حقیقت میں وہ بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں ان سے واقف ہے۔

اُمت کی خیر خواہی: میں اللہ بزرگ و برتر سے اپنی اور تمہاری مغفرت کا طالب ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ اس امت کے دلوں کو بھلائی پر متحد کرے اور ان کے دلوں میں برائی سے نفرت پیدا کرے۔

وَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ! اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُسْلِمُوْنَ.

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نامہ عثمانؓ سنانا: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں "میں نے حضرت عثمانؓ کا (مذکورہ بالا) نامہ مبارک انہیں (اہل حج کو) ۷/ ذوالحجہ کو پڑھ کر سنایا۔ (تاریخ طبری جلد ۳ حصہ اوّل ص ۴۶۵ تا ۴۷۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ اہل مصر جب عثمانؓ کے ارادے سے آئے اور ذی خشب میں اُترے تو عثمانؓ نے محمد بن مسلمہؓ کو بلایا اور کہا کہ تم اُن کے پاس جاؤ۔ انہیں میرے پاس سے واپس کر دو۔ اُن کی

پسندیدہ بات کا وعدہ کر لو۔ آگاہ کر دو کہ مجھے اُن کے مطالبات منظور ہیں۔ اور جن امور کی بابت انہیں اعتراض ہے، میں فلاں سے واپس لینے والا ہوں۔

محمد بن مسلمہؓ سوار ہو کے اُن لوگوں کے پاس ذی خشب کو گئے۔ عثمانؓ نے اُن کے ہمراہ انصار میں سے پچاس سوار روانہ کئے، جن میں میں بھی تھا۔ مصریوں کے سر گروہ چار تھے۔ (۱) کنانہ بن بشیر بن عتاب الکندی، (۲) سودان بن حمدان المرادی، (۳) ابن البیاع اور (۴) عمرو بن الحمق الخزاعی۔ عمرو کا نام اس قدر غالب تھا کہ لشکر اسی سے منسوب ہو گیا۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مکالمہ عُزل حضرت عثمانؓ ذوالنورین

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے اس حالت میں عثمانؓ نے کہا، جب وہ مکان میں محصور تھے کہ مغیرہ بن الاخنس کے مشورے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ عرض کی: انہوں نے آپ کو کس بات کا مشورہ دیا؟ فرمایا: یہ قوم میری معزولی چاہتی ہے۔ اگر میں مستعفی ہو گیا تو یہ مجھے چھوڑ دیں گے اور اگر میں مستعفی نہ ہوا تو مجھے قتل کر دیں گے۔

☆ عرض کی: کیا آپ نے یہ یقین کر لیا ہے کہ اگر آپ مستعفی ہو جائیں تو ہمیشہ کے لئے دنیا میں چھوڑ دیئے جائیں گے؟ فرمایا:

نہیں۔ عبداللہؓ نے پوچھا: تو کیا وہ لوگ جنت و دوزخ کے مالک ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر پوچھا: آپ نے یہ بھی غور کیا کہ اگر آپ مستعفی نہ ہوں گے تو وہ لوگ آپ کے قتل سے زیادہ کچھ کر سکیں گے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

عرض کی: پھر تو میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ اسلام میں یہ سنت رائج کر دیں کہ جب کوئی قوم اپنے امیر سے ناراض ہو تو وہ اس کو معزول کر دے۔ آپ اس کُرتے کو نہ اُتاریے جو آپ کو اللہ نے پہنایا۔

(۲) اُم یوسف بن مالک نے اپنی والدہ سے روایت کی کہ لوگ اس حالت میں عثمانؓ کے پاس جاتے تھے کہ وہ محصور تھے اور کہتے کہ لباس خلافت اُتار دیجیے۔ وہ کہتے کہ میں اس کُرتے کو نہ اُتاروں گا جو مجھے اللہ نے پہنایا۔ البتہ اس چیز سے باز رہوں گا جسے تم لوگ ناپسند کرتے ہو۔

(۳) عبدالرحمٰن بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک روز ایک کُرتہ پہنائے گا۔ اگر منافقین تم سے اُسے اُتروانا چاہیں تو تم اُسے کسی ظالم کے لئے نہ اُتارنا۔

(۴) ابوسہلہ مولائے عثمانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ بعض اصحابؓ میرے پاس ہوتے۔ عائشہؓ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں ابوبکرؓ کو بلا دوں؟ آپ خاموش ہو گئے۔ میں سمجھ گئی کہ آپ انہیں بلانا نہیں چاہتے۔

عرض کی کہ عمرؓ کو بُلا دوں۔ آپ خاموش رہے، جس سے میں سمجھ گئی کہ آپ انہیں بلانا نہیں چاہتے۔ عرض کی: کیا علیؓ کو بُلا دوں۔ پھر آپ نے سکوت فرمایا۔ میں سمجھ گئی آپ انہیں بلانا نہیں چاہتے۔ عرض کی: ابن عفان کو بلا دوں؟ فرمایا: ہاں۔

☆ جب عثمانؓ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اشارہ کیا کہ ہٹ جاؤ۔ عثمانؓ نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اُن سے کچھ فرما رہے تھے اور عثمانؓ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔

(۵) قیس نے کہا: مجھے ابو سہلہ نے خبر دی کہ جب یوم الدار (یعنی مکان کے اندر عثمانؓ کے محاصرے کا دِن) ہوا تو عثمانؓ سے کہا گیا کہ آپ جنگ کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے، میں اسی پر صابر ہوں۔ ابو سہلہ نے کہا کہ پھر لوگوں کا خیال تھا کہ وہ یہی دن تھا (جس کا اُن سے عہد لیا گیا تھا)۔

(٦) ابی امامہ بن سہل سے مروی ہے کہ میں عثمانؓ کے ساتھ تھا، جب وہ مکان میں محصور تھے۔ ہم لوگ ایسے مقام میں داخل ہوتے تھے کہ وہاں سے اُن لوگوں کا کلام، جو محل میں تھے بخوبی سنائی دیتا تھا۔ ایک روز کسی ضرورت سے عثمانؓ وہاں داخل ہوئے۔ باہر آئے تو اُن کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ فرمایا: یہ لوگ اس وقت مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہیں۔

☆ ہم نے کہا: امیر المومنین! اُن کے مقابلے میں اللہ آپ کو کافی

ہے۔ فرمایا: وہ لوگ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں۔ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ سوائے تین صورتوں کے کسی مسلمان کا خون حلال نہیں: وہ شخص جو ایمان لانے کے بعد کفر کرے یا احصان (شادی) کے بعد زنا کرے یا کسی جان کو بغیر جان کے عوض قتل کرے۔ واللہ! نہ میں نے کبھی جاہلیت میں زنا کیا اور نہ اسلام میں۔ جب سے مجھے اللہ نے ہدایت دی میں نے یہ آرزو بھی نہیں کی کہ میرے لئے میرے دین کا بدل ہے۔ نہ میں نے کسی کو قتل کیا۔ پھر کس معاملے میں یہ لوگ مجھے قتل کرتے ہیں؟

(۷) ابو جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ عثمانؓ جب مکان میں محصور تھے تو انہوں نے علیؓ کو بلوایا۔ انہوں نے اُن کے پاس آنے کا ارادہ کیا تو منافقین لپٹ گئے اور انہیں روکا۔ علیؓ نے سیاہ عمامہ جو سر پر تھا، اس کے پیچ کھول ڈالے اور کہا کہ اے اللہ! میں اُن کے قتل سے خوش نہیں ہوں اور نہ میں اس کا حکم دیتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

حضرت عثمانؓ کو شہادت کی حضور ﷺ اور شیخینؓ کی بشارت

عَنْ مُسْلِمِ بْنِ سَعِيْدٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَعْتَقَ عِشْرِيْنَ عَبْدًا وَ دَعَا بِسَرَاوِيْلَ فَشَدَّهَا عَلَيْهِ وَ لَمْ يَلْبَسْهَا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَ الْاِسْلَامِ وَ قَالَ اِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِيْ

الْمَنَامِ وَ اَبَابَكْرٍ وَ عُمَرَ، فَقَالُوْا لِيْ: اِصْبِرْ فَاِنَّكَ تُفْطِرُ عِنْدَنَا الْقَابِلَةَ فَدَعَا بِمُصْحَفٍ فَنَشَرَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقُتِلَ وَ هُوَ بَيْنَ يَدَيْهِ

(رواہ ابن احمد والموصلی معارف الحدیث ج ۸)

ترجمہ: حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام مسلم ابن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے بیس (۲۰) غلام آزاد کئے اور سراویل (شلوار) منگوایا اور پہنا۔ اور اس کو مضبوط باندھا۔ اور اس سے پہلے کبھی نہ زمانہ جاہلیت میں (یعنی اسلام لانے سے پہلے) پہنا تھا اور نہ اسلام لانے کے بعد کبھی پہنا تھا۔ اور فرمایا کہ:

میں نے گذشتہ رات خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ ابو بکرؓ و عمرؓ کو بھی۔ ان حضرات نے مجھ سے فرمایا کہ عثمانؓ! صبر پر قائم رہو، تم کل ہمارے پاس روزہ افطار کروگے۔

اس کے بعد آپ نے مصحف (قرآن مجید) منگوا لیا اور اس کو سامنے رکھ کر کھولا (اور تلاوت شروع کر دی)۔ پھر آپ اسی حالت میں شہید کئے گئے کہ قرآن آپ کے سامنے تھا۔

(۳) ابو فزار العبسی سے مروی ہے کہ عثمانؓ نے جب وہ مکان میں محصور تھے، علیؓ سے کہلا بھیجا کہ میرے پاس آؤ۔ علیؓ چلنے کے لئے کھڑے ہوئے کہ گھر کے کچھ لوگ بھی ہمراہ ہو لئے اور روک کے عرض کی کہ سامنے کے انبوہ کو نہیں دیکھتے، عثمانؓ تک پہنچنا کیسے ممکن ہے؟ علیؓ

عبدالوحید الحنفی

کے سر پر سیاہ عمامہ تھا جس کو سر سے اُتار کے عثمانؓ کے قاصد کی طرف پھینک دیا اور کہا کہ انہیں اس واقعے کی خبر دے دو جو تم نے دیکھا۔ مسجد سے نکل کے علیؓ مدینے کے بازار احجار الزیت تک پہنچے تھے کہ اُن کے پاس قتل عثمانؓ کی خبر آگئی۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ! میں اُن کے خون سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے انہیں قتل کیا ہو یا اُن کے قتل میں مدد دی ہو۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

(۴) ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو کہتے سنا کہ اگر تم کتاب اللہ میں یہ پاؤ کہ میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دو تو ان میں ڈال دو۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

(۵) محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ زیدؓ بن ثابت حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور دو مرتبہ کہا کہ یہ انصار جو دروازے پر ہیں، کہتے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو ہم لوگ اللہ کے لئے آپ کی مدد کریں۔ مگر عثمانؓ نے کہا کہ خون ریزی نہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

(۶) عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ یوم الدار میں عثمانؓ نے کہا کہ تم میں سب سے زیادہ مجھ سے بے نیاز وہ شخص ہے، جس نے اپنا ہاتھ اور ہتھیار روک لیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

(۷) ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں یوم الدار میں عثمانؓ کے پاس گیا اور کہا: یا امیر المومنین! نیکی یا تیغ زنی؟ فرمایا: اے ابوہریرہؓ! کیا

تمہیں یہ پسند ہے کہ تم سب لوگوں کو اور مجھ کو قتل کر دو؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: واللہ! اگر تم نے ایک آدمی کو بھی قتل کیا تو گویا سب آدمی قتل کر دیے گئے۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں لوٹ گیا اور خون ریزی نہیں کی۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

(۸) عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے یوم الدار میں عثمانؓ سے کہا کہ آپ اُن سے جنگ کیجیے۔ کیوں کہ اللہ نے آپ کے لئے اُن کا خون حلال کر دیا۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ واللہ! میں اُن سے کبھی جنگ نہ کروں گا۔ پھر لوگ اُن کے پاس گھس آئے، حالانکہ وہ روزے سے تھے۔ عثمانؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کو مکان پر امیر بنا دیا اور کہا کہ جس پر میری فرماں برداری واجب ہو، وہ عبداللہ بن زبیرؓ کی فرماں برداری کرے۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

(۹) ابن سیرین سے مروی ہے کہ اُس روز مکان میں عثمانؓ کے ہمراہ سات سو آدمی تھے۔ اگر آپ اجازت دیتے تو وہ ضرور اُن لوگوں کو مارتے اور وہاں سے نکال دیتے۔ اُن لوگوں میں سے جو مکان میں تھے، ابن عمرؓ، حسن بن علیؓ اور عبداللہ بن الزبیرؓ بھی تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

(۱۰) ابی جعفر القاری مولائے ابن عباس مخزومی سے مروی ہے کہ وہ مصری لوگ جنہوں نے عثمانؓ کا محاصرہ کیا، چھ سو تھے۔ ان کے رئیس کنانہ بن بشیر بن عتاب الکندی اور عمرو ابن الحمق الخزاعی تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

کوفے کے دو سو باغی مالک اشتر النخعی کے ماتحت تھے۔ اور جو بصرے سے آئے وہ سو آدمی تھے۔ اُن کا سردار حکیم بن جبلۃ العبدی تھا۔ شر میں وہ سب دست واحد تھے۔ کمینہ لوگ اُن کی طرف مائل ہو گئے۔ اُن کے عہد و پیمان باغیوں کے ساتھ تھے اور فتنے میں مبتلا تھے۔

اصحابِ نبی ﷺ نے اگر عثمانؓ کی مدد نہیں کی تو اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے فتنۂ خونریزی کو پسند نہیں کیا اور یہ گمان کیا کہ معاملہ اُن کے قتل تک نہ پہنچے گا۔ پھر انہوں نے اُن کے معاملے میں جو کچھ کیا اُس پر نادم ہوئے۔ میری جان کی قسم! اگر صحابہؓ اُٹھتے یا اُن میں سے کوئی بھی اُٹھ کر باغیوں کے منہ میں صرف مٹی ہی جھونک دیتا تو وہ لوگ ضرور ذلّت کے ساتھ واپس ہو جاتے۔ (طبقات ابن سعد ج۳ خلفائے راشدینؓ ص۱۶۱ تا ۱۷۰)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت

حسنؓ سے مروی ہے کہ مجھے وثاب نے خبر دی جو اُن لوگوں میں تھے کہ امیر المومنین عمرؓ کا زمانۂ قدیم پایا اور عثمانؓ کے سامنے بھی تھے۔ میں نے اُن کے حلق پر نیزے کے زخم کے دو نشان مثل دو آنتوں کے دیکھے جو یوم الدار کو عثمانؓ کے مکان میں لگے تھے۔ انہوں نے بیان کیا: مجھے عثمانؓ نے بھیجا کہ اشتر کو بلا لاؤ۔ میں اُس کو لے آیا۔ ابن عون نے کہا: میں خیال کرتا ہوں، انہوں نے یہ کہا کہ میں نے ایک

فرش امیر المومنینؓ کے لیے بچھایا اور ایک اُس کے لئے۔

عثمانؓ نے کہا: اے اُشتر! لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ اُس نے کہا: تین باتیں، جن میں سے ایک کے بغیر آپ کے لئے چارہ نہیں۔ فرمایا: وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا: وہ لوگ آپ کو اختیار دیتے ہیں کہ یا آپ اُن کے حق میں حکومت سے دست بردار ہو جائیں اور کہہ دیں کہ یہ تمہاری حکومت ہے، تم جسے چاہو امیر بناؤ یا اپنی جان سے اُن لوگوں کو قصاص لینے دیں۔ اگر آپ کو ان دونوں سے انکار ہے تو یہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے۔

فرمایا: کیا ان میں سے کسی ایک کے بغیر چارہ نہیں۔ اُس نے کہا: نہیں، ان میں سے بغیر ایک کے چارہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ممکن نہیں کہ میں حکومت سے دست بردار ہو جاؤں۔ میں اُس کُرتے کو اتارنے والا نہیں جو اللہ نے مجھے پہنایا ہے۔ واللہ! اگر مجھے آگے کر کے گردن مار دی جائے تو یہ زیادہ پسند ہے، بہ نسبت اُس کے کہ اُمت محمد ﷺ کو بعض پر بعض کو چھوڑ دوں۔ محدثین نے کہا کہ یہ کلام عثمانؓ سے زیادہ مشابہ ہے۔

"یہ امر کہ میں اپنی جان سے قصاص لینے دوں تو واللہ! مجھے معلوم ہے کہ میرے دونوں ساتھی، ابو بکرؓ و عمرؓ جو میرے سامنے تھے، سزا دیتے اور قصاص میں کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ رہی یہ بات کہ تم

لوگ مجھے قتل کرو گے تو واللہ! اگر ایسا کیا تو میرے بعد کبھی تم لوگ باہم محبت نہ کرو گے، نہ کبھی مل کے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی سب ایک ہو کے دشمن سے جنگ کرو گے۔" (طبقات ابن سعد ج ۳)

(۲) زبیر بن عبد اللہ نے اپنی دادی سے روایت کی کہ جب عثمانؓ کو کنانہ نے برچھیوں سے مارا تو آپ نے فرمایا: "بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ" (میں اللہ ہی پر توکل کرتا ہوں)۔ خون اُن کی ڈاڑھی پر بہہ کر ٹپک رہا تھا۔ قرآن سامنے تھا۔ انہوں نے بائیں پہلو پر تکیہ لگا لیا۔ "سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم" کہہ رہے تھے اور اسی حالت میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ خون قرآن پر بہہ رہا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے پاس آ کے رُک گیا:

فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم (پ ا سورۃ البقرہ آیت ۱۲۷)

(بس عنقریب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے آپ کو بے نیاز کر دے گا اور وہی سننے اور جاننے والا ہے۔)

انہوں نے قرآن بند کر دیا۔ سب لوگوں نے مل کے آپ کو ضرب ماری۔ اُن لوگوں نے انہیں مارا، حالانکہ واللہ! میرے باپ اُن پر فدا ہوں، وہ ایک رکعت میں ساری رات کھڑے رہتے تھے، صلہ رحم کرتے تھے، مظلوم کو کھانا کھلاتے تھے اور مشقت برداشت کرتے تھے۔ (فرحمہ اللہ)

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

(۳) زہریؒ سے مروی ہے کہ عثمانؓ عصر کی نماز کے وقت شہید کئے گئے۔ آپ کے ایک حبشی غلام نے کنانہ بن بشیر (جس نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا) پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔ سودان نے اُس غلام پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔ بدمعاش لوگ حضرت عثمانؓ کے گھر میں گھس گئے۔ اُن میں سے کسی نے چلّا کر کہا کہ کیا عثمانؓ کا خون حلال ہے اور اُن کا مال حلال نہیں ہے؟ لوگوں نے اُن کا سامان بھی لُوٹ لیا۔

(طبقات ابن سعد)

حضرت نائلہ کھڑی ہو گئیں۔ انہوں نے کہا کہ ربّ کعبہ کی قسم! تم چور ہو۔ اے اللہ کے دشمنو! تم نے جو عثمانؓ کا خون کیا، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ دیکھو، واللہ! تم لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ حالانکہ وہ بڑے روزہ دار، بڑے نمازی تھے، ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔

سب لوگ عثمانؓ کے گھر سے نکل گئے۔ اُن کا دروازہ اُن تین آدمیوں پر بند کر دیا گیا جو قتل ہوئے تھے۔ یعنی حضرت عثمانؓ، اُن کا حبشی غلام اور کنانہ بن بشیر (قاتلِ حضرت عثمانؓ)۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

(۴) نافع سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان جس روز شہید کئے گئے، اُس روز صبح کو اپنے ہمراہیوں سے وہ خواب بیان کیا جو انہوں نے دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے گزشتہ شب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

دیکھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عثمانؓ! تم ہمارے پاس روزہ افطار کرنا۔ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے روزے کی حالت میں صبح کی اور اسی روز شہید کر دیے گئے۔ (رضی اللہ عنہ) (طبقات ابن سعد ج۳)

شہادتِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

وَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنَ سَلَامٍ لِمَنْ حَضَرَ تَشْحَطُ عُثْمَانَ فِی الْمَوْتِ حِیْنَ جَرِحَ مَاذَا قَالَ عُثْمَانُ وَ ھُوَ یَتَشَحَّطُ؟

قَالُوْا سَمِعْنَاہُ یَقُوْلُ، اَللّٰھُمَّ اجْمَعْ أُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ، ثَلَاثًا۔

قَالَ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ دَعَا اللّٰہَ أَنْ لَّا یَجْتَمِعُوْا أَبَدًا مَا اجْتَمَعُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

وَ رُوِیَ عَنْ شَیْخٍ مِنْ ضَبَّۃٍ أَنَّ عُثْمَانَ حِیْنَ ضُرِبَ وَ الدِّمَاءُ تَسِیْلُ عَلٰی لِحْیَتِہٖ جَعَلَ یَقُوْلُ

"لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ"۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَعْدِیْکَ عَلَیْھِمْ وَ أَسْتَعِیْنُکَ عَلٰی جَمِیْعِ أُمُوْرِیْ وَ أَسْأَلُکَ الصَّبْرَ عَلٰی مَا ابْتَلَیْتَنِیْ۔ (احیاء العلوم جلد رابع)

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت

اور حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو زخمی ہونے پر خون میں تڑپتے دیکھا تھا کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے خون میں لوٹنے کے وقت کیا فرمایا تھا؟ لوگوں نے کہا کہ ہم نے سنا تھا کہ یوں فرماتے تھے:

الٰہی! امت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جمع کر یعنی اتفاق ان میں عطا فرما۔

یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا کہ قسم ہے خدا تعالیٰ کی کہ اگر وہ دعا مانگتے کہ کبھی ان میں اتفاق نہ ہو تو قیامت تک اتفاق نہ ہوتا۔

اور ایک شیخ ضبہ میں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کو جس وقت زخمی کیا گیا اور خون آپ کی ریش مبارک پر بہ رہا تھا، آپ اس وقت قرآن کی یہ آیت پڑھ رہے تھے:

لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ (سورۃ الانبیاء آیت ۸۷ تا ۸۸)

ترجمہ: آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ آپ پاک ہیں۔ بے شک میں ہی قصوروار ہوں۔ سو ہم نے اُن کی دُعا قبول کی اور ان کو اس

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

الٰہی! ان لوگوں کے خلاف میں تجھی سے مدد چاہتا ہوں اور اپنے سب کاموں میں تجھی سے مدد چاہتا ہوں اور جس امر میں تونے مجھ کو مبتلا کیا ہے، اس پر تجھی سے درخواست صبر کی کرتا ہوں۔

عثمانؓ نے کیا چھوڑا؟ کتنے دن زندہ رہے اور کہاں دفن ہوئے؟

(۱) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ شہید کیے گئے، اُس روز حکومت کے خزانہ دار کے پاس پینتیس لاکھ درہم اور ڈیڑھ لاکھ دینار تھے، وہ لُوٹ لیے گئے اور چلے گئے۔

(۲) ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ لوگ آرزو کرتے کہ اُن کی میتیں حش کوکب میں دفن کی جائیں۔ عثمانؓ بن عفان کہا کرتے کہ عنقریب ایک مرد صالح وفات پائے گا، وہاں دفن کیا جائے گا۔ اور لوگ اس کی پیروی کریں گے۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

(۳) مالک بن ابی عامر نے کہا کہ عثمانؓ بن عفان پہلے شخص تھے، جو وہاں دفن کیے گئے۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی

تاریخِ شہادت

عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان سے یکم محرم ۲۴ھ کو بیعت خلافت کی گئی۔ ۱۸ ذی الحجہ یوم الجمعہ ۳۵ھ کو عصر کے بعد شہید کر دیے گئے۔ (خدا اُن پر رحمت کرے)۔ اُس روز روزے سے تھے۔ شب شنبہ کو مغرب وعشاء کے درمیان البقیع کے حش کوکب (پھولوں کے باغ) میں جو آج بنی اُمیہ کا قبرستان ہے، دفن کئے گئے۔ اُن کی خلافت آٹھ دن کم بارہ سال رہی۔ جب وہ شہید کیے گئے تو بیاسی سال کے تھے۔[1]

ابو معشر کہتے تھے کہ جب وہ شہید کئے گئے تو پچھتّر سال کے تھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۷۴)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

علامہ طبری تاریخ طبری میں لکھتے ہیں:

ہشام بن محمد نے آپ (حضرت عثمانؓ) کی عمر شہادت کے وقت پچھتّر (۷۵) سال بتائی ہے۔ سیف بن عمر نے کئی راویوں کی طرف سے اس قول کو منسوب کیا ہے کہ شہادت کے وقت آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

اور حضرت عمرؓ فاروق کی شہادت کے بعد گیارہ سال گیارہ ماہ اور

---

[1] اگر شہادت کے وقت عمر ۸۲ سال ہو تو اسلام لاتے وقت عمر ۳۴ سال تھی۔

بائیس دِن خلیفہ رہے۔ (تاریخ طبری ج ۳ حصہ اول ص ۴۷۷)

اگر وقت شہادت عمر ۷۵ سال ہو تو اسلام لانے کے وقت عمر ۲۷ سال بنتی ہے اور اگر ۶۳ سال کی عمر میں شہادت ہوئی ہو تو اسلام لانے کے وقت عمر ۱۵ سال بنتی ہے۔ (واللہ اعلم)

شہادت کا وقت

سیف کی مشہور سلسلہ روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ کی شہادت بروز جمعہ بتاریخ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو دِن کے آخری وقت میں ہوئی۔

(۲) عامر شعبی کی روایت یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ اپنے گھر میں بائیس دِن تک محصور رہے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات کے پچیسویں سال ۱۸ ذی الحجہ کی صبح کو شہید ہوئے۔

(۳) ہشام الکلبی کا بیان ہے کہ ان کی مدت خلافت ۱۲ سال سے ۸ دِن کم تھی۔ (تاریخ طبری ج ۳ ص ۴۷۶)

حضرت عثمانؓ کا دفن وجنازہ

تفصیلات: کب اور کہاں دفن ہوئے؟ کس نے کس چیز پر اُٹھایا؟ نماز جنازہ کس نے پڑھی؟ کون قبر میں اُترا؟ جنازے کے ساتھ کون تھا؟

(۱) حضرت معاویہؓ نے مجھے (نیار بن مکرم) تنہائی میں بُلا کے کہا کہ

کب تم نے انہیں اُٹھایا، کب دفن کیا اور کس نے اُن پر نماز پڑھی؟ میں نے کہا کہ ہم نے انہیں (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو) شب شنبہ کو مغرب و عشاء کے درمیان اُٹھایا۔ میں نیار بن مکرم تھا اور جبیر ابن مطعمؓ تھے، حکیم بن حزامؓ اور ابو جہم بن حذیفہ العدوی تھے۔ جبیرؓ بن مطعم آگے بڑھے۔ انہوں نے اُن پر نماز پڑھی (ہم نے اقتدا کی)۔ حضرت معاویہؓ نے اُن کی تصدیق کی۔ حقیقت میں یہی لوگ تھے، جو قبر میں اُترے۔

(۲) عبدالرحمٰن بن ابی زناد سے مروی ہے کہ چار آدمیوں نے عثمانؓ بن عفان کو اُٹھایا۔ جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام، نیار بن مکرم الاسلمی اور ایک جوان عرب تھے۔ میں نے راوی سے پوچھا کہ وہ جوان مالک بن ابی عامر کے دادا تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ مجھے نام نہیں بتایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اور عثمانی لوگ اس حرمت کی وجہ سے مجھ سے زیادہ مشہور ہیں اور اسی وجہ سے میں اُن کی رعایت کرتا ہوں۔

(۳) سعید بن زید بن عمرؓ بن نفیل سے مروی ہے کہ میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ عمرؓ اور اُن کی بہن اسلام پر میرے بیڑیاں ڈالتے تھے۔ تم لوگوں نے جو کچھ ابن عفانؓ کے ساتھ کیا، اگر اس پر کوہِ اُحد ٹوٹ پڑے تو بجا ہے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۷۰ تا ۱۷۶)

خادم اہلسنت عبدالوحید

نماز جنازہ گروہ در گروہ آکر اہل مدینہ نے پڑھا

واقدی کذاب نے اس موقع پر بھی کذب بیانی کی ہے۔ کہ جنازہ میں ۱۲ آدمی تھے، یا یہ کہ جنازہ تین دن پڑا رہا، یا یہ کہ بعض نے یہ کہا تھا کہ جنازہ نہیں پڑھنے دیں گے، وغیرہ۔

یہ سب طبری وغیرہ کی روایات واقدی وغیرہ سے مروی ہیں اور سب جھوٹ ہیں۔ العیاذ باللہ!

حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ابن سیرینؒ کی روایت اپنی تاریخ میں نقل فرمائی ہے:

ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دعا کر رہا ہے:

اے اللہ! مجھے بخش دے اور میرا گمان نہیں کہتا کہ تو مجھے بخشے گا۔

میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! میں نے کسی کو اس طرح کہتے نہیں سنا، جس طرح تو کہتا ہے؟

وہ کہنے لگا بات یہ ہے کہ:

جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو انہیں گھر میں چارپائی پر رکھا گیا تھا۔ لوگ آرہے تھے اور نماز جنازہ پڑھ پڑھ کر جا رہے تھے۔

میں بھی آیا اور اس انداز میں داخل ہوا کہ میں بھی ان پر نماز جنازہ

عبدالوحید الحنفی

پڑھوں گا۔ پھر جب مجھے تنہائی ملی تو میں نے ان کے چہرے سے کپڑا اُٹھایا اور ان کے منہ پر ہاتھ مارا اور میرا یہ دایاں ہاتھ سوکھ گیا۔ ابن سیرینؒ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ اس کا پورا ہاتھ لکڑی کی طرح سوکھا ہوا تھا۔(البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۸۰)

یہ روایت واقدی اور سبائی روایت کی تردید کر رہی ہے۔ یہ روایت تو بتاتی ہے کہ نماز جنازہ گھر ہی میں ہوئی لیکن صحن اتنا وسیع نہیں تھا جس میں سب لوگ سما سکتے۔ لہٰذا لوگ گروہ در گروہ آتے اور نماز جنازہ ادا کرتے۔ اور ہاتھ مارنے والا بد نصیب بھی آخر میں طواف کعبہ کے دوران توبہ کرتا رہا لیکن یہ جرم اتنا شدید تھا کہ اس کو بھی یہی گمان تھا کہ میری توبہ قبول نہیں ہوگی، اللہ کی پکڑ سے بچ نہیں سکوں گا۔

خادم اہل السنت عبدالوحید

اہل السنت والجماعت کون ہیں؟

ہارون الرشید کا حضرت عثمانؓ کے متعلق استفسار

مصعب بن عبداللہ بن الزبیری اپنے باپ عبداللہ بن مصعب کا بیان نقل کرتے ہیں کہ ایک دِن ہارون الرشید (بادشاہ المولود ۱۵۵ھ المتوفیٰ ۱۹۳ھ) نے مجھ سے پوچھا کہ جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو بُرا کہا، ان کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: جناب والا! ایک

جماعت نے ان پر اعتراض کیا اور ایک جماعت نے ان کا ساتھ دیا۔ جن لوگوں نے ان پر اعتراض کیا تھا، وہ ان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے اور انہیں میں شیعہ، اہل بدعت اور خارجی ہیں۔ اور جن لوگوں نے ان کا ساتھ دیا، وہ آج تک اہل السنت والجماعت ہیں۔

ہارون الرشید کہنے لگے کہ اس جواب کے بعد اب مجھے آئندہ کبھی اس معاملہ پر استفسار کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ (تاریخ طبری ج۸ ص ۱۲۱)

شہادتِ عثمانؓ کے بعد کا ذکر

رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ نے جو کچھ کہا

(۱) عبداللہ بن حکیم سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے بعد میں کبھی کسی خلیفہ کے خون بہانے میں شریک نہ ہوں گا۔ کہا گیا: اے ابو معبد! کیا تم اُن کے قتل میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں اُن کے عیوب کا تذکرہ بھی معاونت قتل سمجھتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

(۲) ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اگر سب لوگ قتل عثمانؓ پر متفق ہو جاتے تو اُن پر اس طرح آسمان سے پتھر برسائے جاتے، جس طرح قوم لوطؑ پر برسائے گئے۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

(۳) زہد الجرمی سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے خطبہ سنایا کہ اگر

لوگوں نے خون عثمانؓ کا مطالبہ نہ کیا تو ضرور اُن پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

(۴) میمون بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ شہید کیے گئے تو حذیفہؓ نے کہا کہ اس طرح (انہوں نے اپنے ہاتھ کا حلقہ بنایا، یعنی دسوں انگلیوں کے سروں کو ملایا) اسلام میں شگاف کئے جائیں گے، ایک شگاف ایسا ہوگا جسے پہاڑ بھی پُر نہ کر سکے گا۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

(۵) یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ شہید کیے گئے تو ابو حمیدؓ الساعدی نے، جو بدر میں حاضر ہونے والوں میں سے تھے، کہا کہ اے اللہ! تیرے ہی لیے مجھ پر واجب ہے کہ میں ایسا نہ کروں اور میں ایسا نہ کروں اور نہ ہنسوں یہاں تک کہ موت کے بعد تجھ سے ملوں۔

(طبقات ابن سعد ج۳)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

(۶) مالک بن دینار سے مروی ہے کہ مجھے اُس شخص نے خبر دی، جس نے شہادت عثمانؓ کے دن عبداللہؓ بن سلام کو کہتے سنا کہ آج عرب ہلاک ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

(۷) ابو صالح سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ شہید کئے گئے، اُس روز میں نے عبداللہؓ بن سلام کو یہ کہتے سنا کہ واللہ! تم لوگ ایک پچھنے بھر خون بھی بہاؤ گے، تو ضرور اُس کی وجہ سے اللہ سے تمہیں اور زیادہ دوری ہو جائے گی۔

(۸) طاؤس سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ شہید کئے گئے تو عبداللہؓ بن سلام سے پوچھا گیا کہ اہل کتاب اپنی کتب میں عثمانؓ کا حال کس طور پر پاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم قیامت کے دن قاتل اور تارک نصرت پر اُنہیں امیر پاتے ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

(۹) ابی قلابہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عثمانؓ بن عفان قیامت کے روز اپنے قاتلین میں حکم بنائے جائیں گے۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

(۱۰) عبداللہؓ بن سلام سے مروی ہے کہ جب کوئی نبی قتل کیا جاتا ہے تو اُس کی اُمت سے ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) آدمی اس کے بدلے قتل کیے جاتے ہیں اور جب کوئی خلیفہ قتل کیا جاتا ہے تو اُس کے بدلے پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) قتل کئے جاتے ہیں۔

(طبقات ابن سعد حصہ سوم خلفائے راشدینؓ ص ۱۷۶ تا ۱۷۸)

خادم اہلسنّت عبدالوحید حنفی

دورِ عثمانیؓ کے اہم واقعات

تاریخ	مطابق	واقعات
یکم محرم 24ھ	4 نومبر 644ء	حضرت عمر فاروقؓ نے مدینہ میں شہادت پائی اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی بطور خلیفہ بیعت کی گئی۔
24ھ	645ء	حضرت عمرو بن عاصؓ کو مصر کی امارات کی خدمت سے جدا کر دیا گیا۔
25ھ	646ء	مینوئل خصّی ایک بازنطینی لشکر کے ساتھ اسکندریہ پر حملہ آور

تاریخ	مطابق	واقعات
		ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا۔
25ھ	646ء	حضرت عمرو بن عاصؓ نے مینوئل کو شکست دے کر اس کے قبضے سے اسکندریہ چھڑالیا۔
27ھ	648ء	امیر المومنین عثمانؓ بن عفانؓ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کو قبرص پر حملے کی اجازت دے دی۔
27ھ	648ء	عبداللہ بن سعد ابی سرحؓ لڑتے لڑتے سبجز (تیونس) تک جا پہنچے۔
27ھ	648ء	افریقہ اور اندلس کی فتح ہوئی۔
29ھ	649ء	عبداللہ بن سعد ابی سرحؓ نے سبیطلہ (تیونس) میں جُرجیر کو شکست دے کر تیونس فتح کر لیا۔
29ھ	650ء	حضرت معاویہؓ عکہ کے حالات معمول پر لائے اور قبرص پر حملہ کر کے وہاں سے جزیہ وصول کیا۔
30ھ	650ء	حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی وہ چاندی کی انگوٹھی کنویں میں گر گئی جس سے سلاطین کو خطوط پر مہر کی جاتی تھی۔
30ھ	651ء	رومیوں سے جنگ، روم کے بحری بیڑے سے مقابلہ۔ شاہِ روم یزدگرد بھاگ گیا۔ مرو میں یزدگرد کا قتل۔ خراسان کی فتح۔
32ھ	652ء	حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب، حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی مدینہ میں وفات۔
32ھ	652ء	حضرت ابوذرؓ غفاری اور حضرت ابوسفیانؓ نے بھی وفات پائی۔
32ھ	653ء	اہل قبرص نے مسلمانوں سے جنگ کے لیے رومیوں کی مدد کی۔
32ھ	653ء	حضرت امیر معاویہؓ نے قسطنطنیہ کے تنگنائے پت حملہ کیا۔
33ھ	654ء	معاویہؓ قبرص پر دوبارہ حملہ آور ہوئے اور اسے بزور فتح کر لیا۔

تاریخ	مطابق	واقعات
34ھ	654ء	امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ نے حضرت ابو موسیٰؓ اشعری کو کوفہ کا امیر بنایا۔
34ھ	655ء	ترکی کے جنوبی ساحل پر مستولوں کا معرکہ (ذات الصواری) لڑا گیا۔
35ھ	655ء	ابن سبا کی خفیہ تحریک۔ بلوائیوں کی سازشیں اور شہر شہر میں پروپیگنڈا۔
۱۸ ذی الحجہ 35ھ	۱۷ جون 656ء	مدینہ میں امیر المومنین عثمان بن عفانؓ کو شہید کر دیا گیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل وضلع چکوال)

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ ۱۶ اگست ۲۰۱۲ء

بروز جمعرات

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں

النور مینجمنٹ
ڈب مارکیٹ پنوال روڈ چکوال
0334-8706701
zedemm@yahoo.com

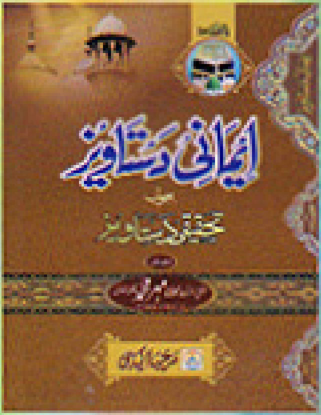

صداقت

اہلسنت والجماعت پر محققانہ شہرہ آفاق

مطبوعات

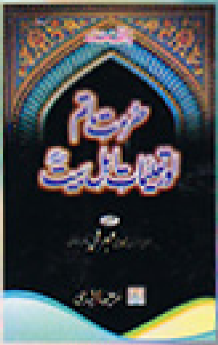

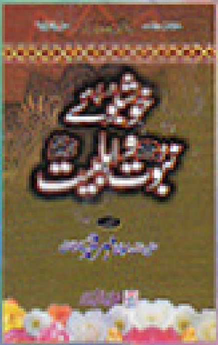

مرحبا اکیڈمی